فلسفۂ زیارت اور مقامِ زائر

مجموعۂ تقاریر

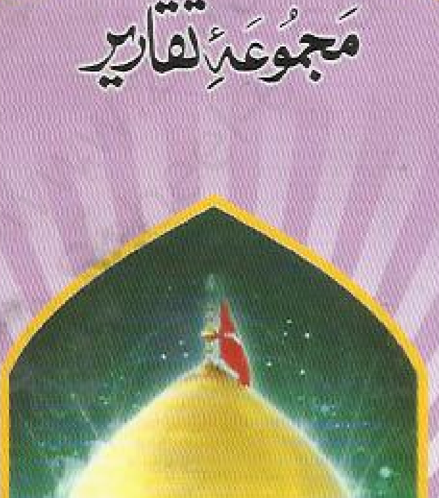

حجۃ الاسلام علامہ صادق حسن مدظلہ العالی

Presented by Ziaraat.Com

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ھیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ھیں.

منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

www.Ziaraat.com Sabeel-e-Sakina

Presented by Ziaraat.Com

۷۸۶

۹۲-۱۱۰

یا صاحب الزّماں ادرکنیؑ

DvD Version

یا عباسؑ

لبیک یا حُسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس

رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔

NOT FOR COMMERCIAL

www.ziaraat.com

SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com

Presented by Ziaraat.Com

فلسفۂ زیارت اور مقامِ زائر

مجموعۂ تقاریر

حجۃ الاسلام علامہ صادق حسن صاحب قبلہ (آسٹریلیا)

مرتبہ

مولانا ندیم عباس حیدری علوی

پیش کش

حجۃ الاسلام علامہ ریاض حسین جعفری فاضلِ قم

— ناشر —

ادارہ منہاج الصالحین

جناح ٹاؤن، ٹھوکر نیاز بیگ، لاہور فون : 35425372

Presented by Ziaraat.Com

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ

کتاب	:	فلسفۂ زیارت اور مقامِ زائر
تقاریر	:	حجۃ الاسلام علامہ صادق حسن صاحب قبلہ (آسٹریلیا)
مرتبہ	:	مولانا ندیم عباس حیدری علوی
نظرثانی	:	حجۃ الاسلام علامہ ریاض حسین جعفری فاضلِ قم
پروف ریڈنگ	:	شیر محمد کھوکھر، چودھری محمد عمران حیدر جعفری
فنی معاونت	:	زہرا بتول جعفری، محدثہ بتول جعفری
طابع	:	ناصر پرنٹر، لاہور
اشاعت	:	نومبر 2010ء
صفحات	:	176
ہدیہ	:	150 روپے

ملنے کا پتہ

اِدارہ مِنہاجُ الصّالِحین۔ لاہور

الحمد مارکیٹ فسٹ فلور دکان نمبر 20۔ غزنی سٹریٹ۔ اُردو بازار۔ لاہور

فون: 042-37225252 ، 0301-4575120

Presented by Ziaraat.Com

ترتیب

مجلس اول	4
مجلس دوم	23
مجلس سوم	41
مجلس چہارم	57
مجلس پنجم	73
مجلس ششم	90
مجلس ہفتم	114
مجلس ہشتم	133
مجلس نہم	147
مجلس دہم	164

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

Presented by Ziaraat.Com

مجلسِ اوّل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ
وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝

(سورۂ نساء، آیہ ۶۴)

۱۴۳۱ ہجری کے ایامِ عزا کا یہ چھٹا عشرہ ہے اور یہ آج کی پہلی مجلس ہے۔ ہر سال پہلی مجلس میں، ایک گزارش اس مجمع سے کرنا پڑتی ہے، جو بالکل آغاز مجلس میں آنے کا وہ عادی ہے اور مجلس میں پورا ثواب لینے کا متمنی ہوتا ہے۔ اور وہ یہ کہ آج تو خیر! ٹھیک ہے کہ آپ لوگ تشریف لے آئے اگر آپ حضرات کو زحمت نہ ہو تو جو لوگ آغازِ مجلس میں آتے ہیں کل سے ذرا سا پیچھے ہوکر بیٹھا کریں۔ اس کی بہت ساری وجوہات ہیں، جسے ہر سال بیان کر کر کے میں تھکا بھی جا رہا ہوں اور گویا اپنا مذاق بھی اُڑاتا ہوں۔

لیکن بہر حال ـــــ!

جگہ عزاخانے میں اتنی ہے۔ جب یہ عزاخانہ اپنی گنجائش کے اعتبار سے آدھا تھا، تب بھی مَیں یہی درخواست کرتا تھا۔ اب تو ماشاء اللہ آپ حضرات اگر آگے کی جگہ چھوڑ کر بھی بیٹھا کریں گے تو بڑے آرام کے ساتھ مجلس میں آپ تشریف رکھ

Presented by Ziaraat.Com

سکتے ہیں کل سے۔

اور دوسری گزارش یہ ہے کہ امام بارگاہ علی رضا شاہ جہ میں پہلی محرم سے لے کر اربعین تک آپ نے پاکستان اور ہندوستان کے اتنے بڑے، بڑے علماء اور خطباء کو سماعت فرمایا، اب ہم لوگوں کا تو خیر! چل چلاؤ ہے۔

نہ وہ عمر ہے، نہ وہ صحت ہے اور نہ ہی وہ نیا مطالعہ ہے۔ انتظامیہ کی بڑی خواہش تھی۔ ثواب مجھے بھی مل جائے اس لیے میں آ گیا، لیکن اتنے بڑے بڑے علماء کے خطاب کے بعد مجھ جیسے طالب علم کا ایک بیان ذرا سا، بلکہ بہت نمایاں فرق محسوس ہوگا۔

اور میرے اندر ایک عادت یہ بھی خراب ہوگئی ہے کہ اب میں ایک گھنٹے میں مجلس پڑھ نہیں پاتا۔

آج تو خیر ــــــ!

پچپن منٹ میں ہی بیان مکمل ہوگا اور سوا گھنٹہ یا ایک گھنٹہ بیس منٹ اب میرا عام انداز بن کر رہ گیا ہے۔ یہ میں نے اس لیے کہا کہ یہ جو کل کی رات کی مجلس ابھی گزری ہے، وہ مجلس جب میں پڑھ رہا تھا تو وہ پہلے سوا گھنٹے کی مجلس ہوئی، پھر ڈیڑھ گھنٹے کی مجلس ہوئی اور کل رات کی مجلس میں مومنین نے گھڑی کو کہیں اُتار کر چھپا دیا تھا، لیکن میں اب اپنی تیسری مجبوری بتا کر اپنے عنوان پر آتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ پورے سال پہلی محرم سے لے کر ۲۹ ذوالحجہ تک کوئی دس دن یا کوئی عشرہ ایسا نہیں ہوتا جیسا یہ والا ہے۔ اربعین سے لے کر ۲۹ صفر کا عشرہ۔ جو دس دن کا حساب لگایئے تو جو چھٹا عشرہ بنتا ہے پورے سال میں کوئی ایسے دس دن نہیں آئیں گے جن میں اتنی اہم اہم مخصوص تاریخیں ہوں۔

یا تو وہ بیان کرنے والا ہو جس کو ان تاریخوں سے کوئی غرض ہی نہیں کہ آج

Presented by Ziaraat.Com

کون سی تاریخ ہے، کون سی مناسبت ہے وہ، اپنا ایک موضوع لے کر آیا اور اس پر بات کر رہا ہے۔

اور اگر مجھ جیسا آدمی کہ اگر شبِ جمعہ بھی آجاتی ہے عشرے میں تو میں شبِ جمعہ کے موضوع پر چلا جاتا ہوں۔

تو پورے سال ولادت کے اعتبار سے تین شعبان سے پندرہ شعبان تک وہ ایک عشرہ ایسا بنتا ہے جس میں بہت ساری ولادتیں ہیں لیکن غم کے اعتبار سے پورے سال کے آپ کوئی دن چیک کر لیجیے ایسے نہیں ہوں گے کہ جیسے یہ چھٹا عشرہ بن جاتا ہے۔ مثلاً: اگر اربعین سے آغاز کیجیے تو خود اربعین کا دن جو میرا آج کی مجلس کا عنوان ہے دو منٹ کے بعد۔

مجھے اتنا تجربہ ہے اب امام بارگاہ علی رضا کے مومنین کرام کا کہ مجھے معلوم ہے کہ لوگ آرہے ہیں لیکن پانچ منٹ کی میں گنجائش رکھتا ہوں۔

دیکھیے ـــــ!

اربعین، اس کے بعد آج کی رات، ایک روایت کے مطابق اور خاصی معتبر روایت ہے۔ جنابِ فاطمہ بنت اسد سلام اللہ علیہا کی وفات کی روایت ہے۔ آنے والے کل کی رات، شریکۃ الحسین، ثانیٔ زہراء حضرت جنابِ زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا کی شہادت کی رات ہے۔ پھر وفاتِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی عشرے میں۔ پھر میرے مظلوم آقا حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی شہادت اسی عشرے میں ہے، پھر میرے آٹھویں امام حضرت علی رضا علیہ السلام کی شہادت اسی عشرے کے اندر ہے۔

تو یہ پانچ چھ مناسبتیں نو دن میں جمع ہو جاتی ہیں۔ اب یا تو انسان توجہ ہی نہ دے، زیادہ سے زیادہ یہ کہ مصائب کے بیان میں دو جملے کہہ دے اور یا پھر اگر ان

Presented by Ziaraat.Com

تاریخوں کی اہمیت کو اپنے ذہن میں رکھے تو ان سب کو اپنے موضوع میں سمیٹنا۔

میں نے یہ آج اس لیے عرض کر دیا کہ بعض اوقات اچھا بھلا میرا موضوع چل رہا ہوگا اور میں وہاں سے تھوڑی دیر کے لیے کسی اور جانب چلا جاؤں گا۔

تو یہ جو تاریخیں ہیں اربعین سے لے کر ۲۹ صفر تک جس میں ہر دوسرے دن کوئی مخصوص اور اہم تاریخ آ رہی ہے۔

دیکھئے ــــــ!

رسولِؐ خدا کا حق کیا خالی ایک رات کے بیان سے ادا ہوسکتا ہے؟ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کا بیان فقط کیا تابوت کے چند جملوں کے ساتھ ادا ہوسکتا ہے؟ ہمارے آٹھویں امامؑ کی امامت کا وہ اہم ترین زمانہ جو ان کی شہادت تک پہنچا یعنی دو سال مامون کے محل میں رہنا یا مامون کے شہر میں رہنا، کیا مصائب کے چار جملوں سے ان کی سیرت کا حق ادا ہوسکتا ہے؟ کیا ثانیٔ زہراءؑ کی شہادت کی تاریخ کو ہم اس طرح نظرانداز کرسکتے ہیں اور پھر سب سے بڑی بات یہ کہ کیا ہم ان فاطمہ بنت اسدؑ کی وفات کو بالکل ہی نظرانداز کیا جاسکتا ہے کہ جن سے رسولِؐ خدا نے ماں سے بھی زیادہ محبت کی؟

تو اب میں ہر چیز کا تذکرہ کروں گا اور اس ایک شبِ جمعہ الگ آ جائے گی۔ اور اب میں خود صحت اور عمر کے اعتبار سے اس منزل پر ہوں کہ شبِ جمعہ کے علاوہ بھی باقی ہر دن اور ہر رات موت بہت قریب نظر آ رہی ہے۔

یہ تو مومن کی پہچان بھی ہے کہ وہ ہر لحہ موت کو یاد کرتا ہے لیکن عمر کے ایک مرحلے پر پہنچنے کے بعد موت کا تذکرہ مومن کو بھگا دیتا ہے۔ جس میں مَیں بھی شامل ہوں۔ چنانچہ اس سال کی مجالس میں مَیں اپنی وجہ سے ذرا سا موت کا تذکرہ زیادہ کروں گا۔

Presented by Ziaraat.Com

قبر و برزخ تا کہ ایک تو جو شرعی ذمہ داری ہے وہ ادا ہو جائے اور پھر آپ حضرات کا اتنا دباؤ بڑے امام بارگاہ کی انتظامیہ پر کہ اگلے ایک سال کے لیے مجھے چھٹی مل جائے اگر ملک الموت مجھے لے کر نہ گیا تو۔

تو میں نے نو دن کی مجالس کے لیے بہت اہم اہم باتیں کیں لیکن بہت ہی مختصر طور پر ادا کی ہیں۔

لیکن آیئے ــــــ!

سورۂ نساء کی اس آیت کو جو نہ صرف یہ کہ اپنی جگہ ایک مستقل پیغام ہے بلکہ یہ والی آیت قرآنِ کریم کی ان آیتوں میں سے ایک ہے جس کے بارے میں قرآن کا ایک بہت ہی مشہور اصول علماء بیان کرتے ہیں:

اِنَّ الْقُرْآنَ يُفَسِّرُ بَعْضُهٗ بَعْضًا

قرآن کی بہترین تفسیر یہ ہے کہ قرآن کی ایک ایک آیت کی تفسیر دوسری آیت سے معلوم کرو۔

تو بہترین مثالیں ہیں ان میں ایک یہ آیت ہے جو قرآن کی اہم ترین اور مشہور ترین آیت یہ تفسیر بھی کر رہی ہے۔ یہ آیت اپنی جگہ خود ایک پیغام ہے لیکن پیغام کے علاوہ قرآن کی سب سے زیادہ مشہور آیت۔ اس کی تفسیر یہ والی آیت کر رہی ہے۔ اور اس آیت کی اہمیت کا اندازہ آپ اس بات سے کیجیے گا کہ ہر سال ۱۷ ربیع الاوّل ولادتِ رسولؐ خدا کا جشن اور اٹھائیس جو اس عشرے میں تاریخ آنے والی ہے وفاتِ رسولؐ خدا کی تاریخ۔ یہ دو تاریخیں ایسی ہیں کہ دنیا کے کسی بھی علاقے کا مومن جو وہ رسولؐ خدا کو ایک خصوصی سلام کرتا ہے زیارتِ رسولؐ خدا کی شکل میں۔

ویسے تو ہر نماز کے بعد ہم رسولؐ خدا کو خالی اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ کہہ کر ہی سہی، سلام ضرور کرتے ہیں لیکن ۱۷ ربیع الاوّل اور اٹھائیس جو میرے

Presented by Ziaraat.Com

عشرے کی ایک مجلس ہے اس میں خاص ایک زیارت رسولؐ خدا کی پڑھی جاتی ہے اور وہ زیارت اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ پہ مکمل نہیں ہے۔ عام طور پر ہماری زیارات وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ پر مکمل ہوتی ہیں، مگر رسولؐ خدا کی زیارت قرآنِ کریم کی آیت پر مکمل ہوتی ہے۔

اور خاص وہ لوگ جو حج یا عمرے کے لیے شہر مدینہ منورہ بھی جاتے ہیں، حج نامکمل ہے، جب تک کہ مدینہ کی زیارت نہ ہو۔ عمرہ ناقص ہے جب تک کہ قبر رسولؐ پر آپ کی حاضری نہ ہو۔ تو جو اپنے حج اور عمرہ کے لیے جاتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ حج کریں تو مکمل کریں۔ عمرہ کریں تو قبولیت والا کریں تو وہ روضۂ رسولؐ پر ضرور جاتے ہیں۔ پیغمبرؐ کی زیارت وہاں بھی پڑھی جاتی ہے۔

قرآن کریم کی یہ آیت رسولؐ خدا کی زیارت کا ایک اہم ترین حصّہ ہے کہ اسی پر یہ زیارت مکمل ہوتی ہے۔ تو اب یہ آیت، سورۂ نساء کی آیت نمبر ۶۴ ہے۔

آیئے ــــــ!

اس کا ترجمہ کر کے اس آیت کا جو آج کا پیغام مجھے دینا ہے اس میں مَیں چوتھی تمہیدی بات عرض کروں۔ میں نے ابھی تک مومنین کرام کا انتظار کرتے ہوئے

بس ــــــ!

اب یہ انتظار ختم ہو گیا۔ کچھ تمہیدی باتیں کرنا تھیں جو ویسے مجھے کرنا تھیں لیکن چوتھی اور آخری تمہید کو بیان کرتے ہوئے اپنے موضوع کو آگے لے کر چلوں تو وہ چوتھی تمہیدی بات اس آیت کے ترجمہ کے بعد آئے گی۔

قرآنِ کریم اعلان کر رہا ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ

"اے رسولؐ! جنھوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا"۔

Presented by Ziaraat.Com

اب یہ لفظ جب میری زبان پر آ گیا۔

تو بہر حال ـــــ!

میری زبان نہیں مان رہی ہے کہ حضرت ابوذر غفاریؓ کا وہ مشہور جملہ آپ کے سامنے پیش نہ کروں، میں اپنے آپ پہ کنٹرول نہیں کر پا رہا ہوں جب کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ مجمع شاید ہر سال اس روایت کو سنتا ہوگا مگر آیت میں جب براہ راست وہ لفظ آ گیا۔

پیغمبرؐ کی وفات کے بعد ایک کثیر تعداد ایسا علاقہ مسلمانوں کے ماتحت آیا کہ جس میں سارے نئے مسلمان تھے۔ پورا ایران فتح ہوا، پورا مصر فتح ہوا، پورا شام فتح ہوا۔ یہ سب پیغمبرؐ کے بعد ہوا۔ نتیجے میں مسلمانوں کی تعداد میں دگنا اضافہ نہیں ہوا۔ تین گنا اضافہ نہیں ہوا بلکہ پچاس سے سو اور سو سے ہزار گنا اضافہ ہو گیا۔ اور انھیں ایک بات کا دُکھ زیادہ تھا اور وہ دکھ یہ تھے کہ دو سال کا فرق پڑا، تین سال کا فرق پڑا۔ خالی پانچ سال کی بات تھی۔ ہم رسولؐ خدا کی زیارت نہیں کر سکے، ہم نے پانچ سال بعد کلمۂ اسلام پڑھا۔

دیکھئے ـــــ!

اگر پیغمبرؐ کی وفات کے پانچ سو سال کے بعد ایک آدمی اسلام لاتا ہے تو اسے اتنا دکھ نہیں ہوگا لیکن اگر اسی سال چار سال پہلے اسلام لاتا ہے اور پتا چلے کہ مدینے میں رسولؐ کی وفات ہو گئی ہے، پتہ چلے کہ میں پیدا ہو کر جوان ہو چکا تھا۔ مصر میں رہتا تھا، اسلام میں نے قبول نہیں کیا لیکن مجھے زمانہ وہی ملا جو رسولؐ خدا کا زمانہ تھا۔

اس کے دکھ اور اس کے افسوس کی ایک عجیب کیفیت ہے۔ جیسے آج ہم اور آپ بارہ سو سال کے بعد میں اپنے زمانے کے امامؑ کی غیبت کے، ہم بارہ سو سال بعد پیدا ہوئے ہیں، ہمارا امام زمانہؑ ۲۵۵ ہجری میں پیدا ہوا اور ۲۶۰ ہجری میں غائب

Presented by Ziaraat.Com

ہوئے۔

تو اب ہم بارہ سو سال کے بعد پیدا ہوئے چنانچہ اگر ہمیں یہ افسوس نہ ہو کہ ہم نے اپنے امامؑ کی زیارت نہیں کی، کاش ہم امامؑ کے گھر جاتے مبارک باد دینے کے لیے، کاش ہم جاتے تحفہ لے کر، اگر یہ خیال ہمارے ذہنوں میں ابھی آتا تو سمجھ میں آنے والی بات ہے۔ بارہ سو سال کا فاصلہ ہے لیکن اگر اسی زمانے کا کوئی مومن ہو اور وہ کسی وجہ سے امامؑ تک نہ پہنچ سکا ہو کہ ابھی تو امام ہیں، کل چلے جائیں گے۔

موضوع شروع ہے لیکن اس کے اندر ہی جو ایک تمہیدی بات آنے والی ہے۔ اس مجمع میں بہت سارے ایسے لوگ ہیں کہ جو کربلا کی زیارت پر اس وجہ سے نہیں جاتے کہ اس سال نہیں تو اگلے سال چلے جائیں گے، دو سال بعد چلے جائیں گے۔ تو وہ لوگ کہ جب امامؑ کی ولادت ہوئی اور انھیں پتہ چلا کہ بارہویں امامؑ آنے والا امامؑ ہے، تو انھوں نے بھی یہی کیا کہ ہاں! چلے جائیں گے، اگلے سال، دو سال بعد یا چار سال بعد۔ کیونکہ وہ اس سے پہلے آئمہ طاہرینؑ کو دیکھ چکے تھے کہ کم سے کم اگر کسی امامؑ کی عمر ہوتی تو پچیس سال، پچیس سال تو بہت بڑی مدت ہے ہم دو سال بعد جانے والے ہیں اور پتہ چلا کہ امام غیبت میں چلے گئے۔

انھیں جو دکھ تھا، انھیں جو افسوس وغم تھا زیارت سے محرومی کا کہ جو امامؑ کے زمانے میں ہوں اور زیارت نہ کر پائے۔

تو اب ــــــ!

یہ بات ابھی آگے بڑھے گی کیونکہ اربعین در اس وقت دنیا بھر کے جتنے شیعہ عزاخانے ہیں ان میں مومنین کی تعداد خاصی کم ہے اس لیے کہ کربلا اور شام کی زیارت کے قافلے ابھی واپس نہیں آئے۔ واپسی کے مراحل میں ہیں۔ لوگ ایک کثیر تعداد میں گئے ہوئے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

تو یہ جو شروع کی تین چار مجلسیں دنیا بھر کے کسی بھی عزاخانے میں ہوں تو مومنین کرام کی کمی کا ہونا واضح ہونا محسوس ہوتا ہے۔

تو اب زیارت کی وجہ سے اس کثیر تعداد میں لوگ گئے ہوئے ہیں۔ وہ بھی میری بات ذہن میں رکھ کر سماعت فرمائیں۔

پیغمبرؐ اسلام کی زیارت سے جو لوگ محروم ہوئے وہ فقط چھ مہینے کی وجہ سے، صرف دو سال کے فرق کی وجہ سے، صرف پانچ سال کے فرق کی وجہ سے۔ اسی زمانے میں ہیں، پیدا بھی ہو چکے تھے لیکن اسلام کی ہدایت نہیں پہنچی تھی، انھیں پتہ ہی نہیں تھا کہ رسولؐ کون ہیں؟

حبابہ خاتون کا مشہور واقعہ ہے اگرچہ وہ داڑھی کے مسئلے کی وجہ سے اتنا زیادہ ناگوار واقعہ بن جاتا ہے مومنین کا کہ مومنین باقی واقعہ پر غور ہی نہیں کرتے ہیں کہ وہ خاتون کون ہیں، ان کی عظمت کیا ہے، انھوں نے اور کیا پیغام دیا؟

بس ــــــ!

اس بیچاری ضعیفہ نے اتنا بیان کر دیا کہ جب میری پہلی زیارت مولاؑ سے ہوئی اسلام لانے کے بعد تو مولاؑ کو میں دیکھ رہی تھی کہ کوڑے مار رہے تھے گناہگار کو اور کہہ رہے تھے: ''داڑھی منڈوانے والے بنو مروان کا لشکر ہوتے ہیں''۔

روایت اتنی مشہور ہے کہ میں نے جملہ بھی نامکمل پڑھا ہے تو اب حبابہ خاتون کا یہ جملہ اتنا ناگوار گزرتا ہے داڑھی نہ رکھنے والوں پر کہ باقی واقعہ پر غور ہی نہیں کرتے۔ حبابہ بھی اس کی ایک مثال ہے جو تڑپ رہی ہیں رسولؐ خدا کی زیارت کے لیے لیکن چونکہ ایمان ان کے علاقے میں بعد میں پہنچا۔ تو اب پھر بھی ان کے پاس ایک یہ سہارا ہے کہ رسولؐ نہ رہے تو کیا علیؑ تو موجود ہیں نا۔

زیارت کے اعتبار سے کیا فرق ہے دونوں میں مگر خود پیغمبرؐ کی وفات کے بعد

Presented by Ziaraat.Com

اور مولاؑ کی خلافتِ ظاہری کے درمیان جو لوگ مسلمان ہوئے ان میں سے تو بہت سے یہ جانتے بھی نہیں کہ علیؑ کون ہیں؟

اس انداز سے انھیں دُور رکھا گیا۔ یہاں پر ضمنی طور پر ایک بات اور عرض کر دوں۔ بعض علمائے کرام نے جو کیلنڈر بنایا اس میں انتیس صفر کی تاریخ میں دو مصائب ہیں: ایک آٹھویں امامؑ کی شہادت اور دوسرے یہ کہ انتیس صفر خانہ سیّدہ جلنے اور شہزادہ محسنؑ کے شہید ہونے کی تاریخ ہے۔

تو یہ جملہ میں نے مصائب پڑھنے کے لیے عرض نہیں کیا بلکہ یہ بتانے کے لیے عرض کیا کہ پیغمبرؐ کے بعد اور جب تک کہ مولاؑ کا بھرپور تعارف نئے مسلمانوں سے نہیں ہوا تو اس دوران جو نئے مسلمان ہیں۔

تو بہرحال ـــــ!

اس تمہید کو میں نے اتنا پھیلا دیا تو یہ لوگ بہت ہی مخلص تھے اور نئے مسلمان ہونے والوں میں جذبہ زیادہ ہوتا ہے کیونکہ آج ہمارے بہت سارے نوجوان شیعہ ہونے کے باوجود باطل نظریات کے اس طریقے سے پھندے میں پھنستے جا رہے ہیں۔ پھر ان کا جوش دیکھا کریں، پھر ان کی عقیدت اپنے باطل نظریات پر دیکھیے۔

ایک آدھ چیز آج مجلس میں اشارۃً آنے والی ہے۔ تو خلاصہ یہ کہ یہ حق والے نئے مسلمان پیغمبرؐ کی زیارت سے محروم اور ایسے علاقے میں ہیں اور ایسے ماحول میں ہیں کہ انھیں رسولؐ خدا کے بعد تعارف نہیں ہو رہا۔ اہلِ بیت اطہارؑ کا لیکن حضرت سلمان محمدیؓ، حضرت ابوذر غفاریؓ، حضرت عمارؓ، حضرت مقدادؓ، حضرت بلالؓ یہ بڑے بڑے محبِ اہلِ بیتؑ صحابی ایسے ہیں کہ ان کو چھپایا نہ جا سکا اور ان کا تذکرہ عام ہوتا رہا۔

اب یہ لوگ جو نئے مسلمان اپنے معاملات میں ان سے رجوع کیا کرتے

Presented by Ziaraat.Com

ہیں۔

دیکھیے ــــ!

تاریخ کا یہ فقرہ ہے نا۔

بہت بہت میں اپنے آپ پہ کنٹرول کر رہا ہوں اس لیے یہ میرا موضوع نہیں ہے اور جو آدمی کا موضوع نہ ہو اس پہ جب وہ بات کرتا ہے تو بعض اوقات لاپرواہی میں غلط بات ہو جاتی ہے۔

صحیح مسلم کی روایت ہے کہ حضرت جابر ابن عبداللہ انصاریؓ بہت یاد آتے ہیں ہم کو اربعین کے دن اور آج کی مجلس کا جو عنوان جو چل رہا ہے وہ جنابِ جابرؓ تک ہی پہنچے گا۔

حضرت جابر ابن عبداللہ انصاریؓ پیغمبرؐ کے بعد پہنچے حکمران وقت کے پاس اور کہا: رسولؐ خدا نے مجھ سے اتنا قرضہ لیا تھا۔

جابرؓ وہ شخصیت ہیں کہ جن سے رسولؐ خدا اکثر قرضے لیتے تھے بلکہ اسی جابرؓ کے قرضے سے ایک وہ روایت ہمارے سامنے آئی جو بعض مجتہدین کے بینکنگ کے سود کے حلال اور حرام ہونے کے فتوے کا معیار ہے۔

تو بہر حال ــــ!

جنابِ جابرؓ پیغمبرؐ خدا کو اکثر قرضے دیتے تھے اور ان قرضوں کی وجہ سے سود کا ایک مسئلہ بنا، اور وہ چھوٹا سا مسئلہ ہے۔ پیغمبرؐ نے جب بھی کبھی جابرؓ کا قرضہ واپس کیا تو سو درہم تو کبھی سو درہم نہیں دیئے، ہمیشہ ایک سو دس درہم دیئے، یعنی کچھ زیادہ ہی دیا۔ جنابِ جابرؓ کہتے ہیں: یارسولؐ اللہ! میں نے سو درہم دیئے ہیں تو میں سو درہم ہی لوں گا تو اب پیغمبرؐ کا وہ جملہ ہے:

"اے جابرؓ! قرضہ دینے والے کے لیے حرام ہے کہ وہ اپنے

Presented by Ziaraat.Com

قرضے کی واپسی کے وقت ذرا سا بھی زیادتی کا مطالبہ کرے اور
دینے والے کے لیے مستحب ہے کہ وہ جب بھی قرضہ واپس
کرے تو ہمیشہ بڑھا کر ہی واپس کرے"۔

پیغمبرؐ کہہ رہے ہیں کہ بڑھا کر واپس کرو، یہ نہیں کہہ رہے ہیں کہ قرضہ لے کر کبھی واپس ہی نہ کرنا۔

تو خیر ___! جناب جابرؓ کے واقعات۔

دیکھیے ___!

بہت اہم موضوعات ہیں ___ (نعرۂ حیدری)

جنابِ جابرؓ پیغمبرِؐ خدا کو اکثر قرضے دیتے تھے اور اسی نے کوئی قرضہ دیا تو واپسی سے پہلے پیغمبرؐ کی وفات ہوگئی۔ اب آئے جابرؓ، جن کے پاس بیت المال کا کنٹرول ہے۔ صحیح مسلم کی روایت ہے کہ میں نے رسولؐ خدا کو اتنا قرضہ دیا۔

کہا: جابرؓ! اتنا قرضہ دیا، تم کہہ رہے ہو؟

بلایا، جو نگران تھا بیت المال کا، کہا: جو جابرؓ کہہ رہے ہیں اتنے پیسے نکال کر جابرؓ کو دے دو۔ جابرؓ لے کر چلے۔

اب دیکھیے ___!

احترام ہے، عزت ہے، نہ کوئی گواہ مانگا گیا، نہ کوئی دستاویز مانگی گئی۔ جابرؓ کی اس عزت پر ہم خوش تو ہوتے ہیں لیکن یہ دیکھ کر ہمارا دل ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہے کہ جابرؓ کا تو اتنا احترام کہ جابرؓ نے صرف اتنا کہہ دیا کہ میں نے رسولؐ خدا کو قرضہ دیا، آگے کوئی سوال نہیں ہوا۔

جابرؓ کے بارے میں تو اتنا احترام اور جنابِ صدیقہ طاہرہ حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا جب آ کر کہتی ہیں:

Presented by Ziaraat.Com

''میرا بابا مجھے یہ دے کر گیا ہے''۔

تو کہا گیا: ہمیں تمہاری سچائی پر بھروسہ نہیں گواہ لے کر آؤ۔(معاذ اللہ)

گواہ آتے ہیں تو کہتے ہیں: علیؑ کی گواہی پر بھروسہ نہیں، شوہر بیوی کا ساتھ دیتا ہے، بچے بہت چھوٹے ہیں، فلاں کنیز ہے۔

صدیقہ طاہرہؑ کی صداقت کو جھٹلانے والا اگر جنابِ جابرؓ کا احترام کرتا ہے تو اس احترام میں ہم تو کیا جنابِ جابرؓ بھی خوش نہیں ہوں گے ـــــ (صلواۃ)

اٹھائیس صفر، باباؐ کی وفات، وہاں سے شہزادی کے مصائب شروع ہوئے۔ یہاں میرا مقصد ابھی صرف شہزادی کے مصائب پڑھنا نہیں ہے بلکہ آج آگے چل کے بات آئے گی۔ ابھی تو صرف بتا رہا ہوں کہ اہلِ بیت اطہارؑ کو تو اتنا تنگ کیا گیا کہ دنیا کی آنکھوں سے چھپا دیا گیا مگر جنابِ جابرؓ، جنابِ ابوذرؓ، جنابِ سلمانؓ، جنابِ مقدادؓ، جنابِ عمارؓ اور جنابِ بلالؓ، ان سب کے فضائل معاشرے میں مشہور تھے اور بعض وجوہات کی بنا پر دشمنانِ اہلِ بیتؑ ان کو نہ چھپا سکے۔

تو اب نیا مسلمان ـــــ!

اس کا دل نہیں مانتا، ان لوگوں سے رابطہ کرے لیکن جنابِ ابوذرؓ کو جانتا ہے، اس نے خط لکھا جنابِ ابوذرؓ کو۔

یہ بات چلی تھی سورۂ نساء کی چونسٹھویں آیت کے تیسرے لفظ سے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

''اے حبیبؐ! جو ظلم کرتا ہے اپنے آپ پر''۔

تو ابوذرؓ کو خط لکھا نئے مسلمان نے اور یہ کہا کہ اے ابوذرؓ! رسولِ خداؐ کے نزدیک تمہارا علمی مقام بہت بلند ہے۔ ہر صحابی کی ایک خصوصیت ہے۔ ابوذرؓ! تمہارا علمی مقام بہت بلند ہے۔ ہم نے پیغمبرؐ کا زمانہ نہیں پایا، ہم ڈھونڈ رہے ہیں پیغمبرؐ کی

Presented by Ziaraat.Com

سیرت اور تعلیمات کس سے لیں؟

دیکھیے ــــــ!

حالات کو ذرا ذہن میں رکھیے گا۔ اس وقت اگر میں ادھر چلا گیا تو آج کا موضوع وہی کا وہی رہ جائے گا

لیکن ــــــ!

اے ابوذرؓ! ہم ہیں نئے مسلمان، ہم پیغمبرؐ کی تعلیمات لینا چاہتے ہیں۔

تو جنابِ ابوذرؓ نے کہا: تم جس سے سب سے زیادہ محبت کرتے ہو اس پر کبھی ظلم نہ کرنا۔

اب یہ خط گیا وہاں پہ جس ہاتھ میں خط گیا اس نے خط پڑھا تو چکرا گیا۔ اب خط پڑھنے والے نے کہا: میری سمجھ میں ابوذرؓ کا جملہ نہیں آیا لیکن جملہ صحیح ہے۔

پیغمبرؐ نے فرمایا: هٰذَا لُقْمَانُ اُمَّتِي۔

ایک لقمان اللہ نے بنی اسرائیل کو دیا تھا جن کے نام پر پورا سورہ ہے اور میری اُمت کا لقمان ابوذرؓ ہے۔

عقل کے اعتبار سے، دانش مندی کے اعتبار سے، اور سمجھ کے اعتبار سے اتنا عقل مند آدمی میں نہیں سمجھ پایا۔ اصل میں جواب یہی تو تھا کہ سب سے زیادہ محبت آدمی اپنے آپ سے کرتا ہے اور خبردار! اپنے آپ پر ظلم نہ کرنا۔ ہر گناہ جو تم کرتے ہو، کسی اور کو گناہ ہو یا نہ ہو لیکن تم اپنے آپ پہ ظلم کرتے چلے جا رہے ہو۔

قرآن کریم کی آیت کا ترجمہ کروں، بہت ساری باتیں آج رہ گئیں ہیں وہ ان شاء اللہ کل پوری ہوں گی لیکن اسی جملے سے جو ابھی میں نے کہا کہ آدمی جس سے محبت کرتا ہے اس پہ ظلم نہیں کرتا اور جس پہ ظلم کرتا ہے اس سے محبت نہیں کرتا۔ اسی سے ربطِ مصائب بنیں گے لیکن پہلے جملہ پورا ہو جائے۔

Presented by Ziaraat.Com

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ

"اے حبیبؐ! جو اپنے آپ پر ظلم کر رہا ہے" یعنی گناہ گار کوئی بھی گناہ کرنے والا اگر وہ تیرے پاس آئے اور تو اس کے لیے دعا کرے تو تب وہ دیکھے گا کہ اللہ کتنی رحمت نازل کر رہا ہے۔

یہ آیت تصورِ زیارت دیتی ہے۔ ایک زیارت رسولؐ خدا کی ہوتی ہے اور ایک زیارت، کربلا معلّٰی کی ہوتی ہے۔ ہمارے کتنے صاحبان اس وقت کربلا کے سفرِ زیارت پر گئے ہوئے ہیں۔ عزاخانے خالی ہوگئے۔ اس کثیر تعداد میں مومنین جاتے ہیں، کربلا آباد ہوگئی۔

تو قرآن کریم نے زیارت کا فلسفہ بھی دیا، زیارت کا فائدہ بھی بتایا اور باقی باتیں ان شاء اللہ کل ہوں گی لیکن صرف ایک بات مَیں یہاں پر ابھی بیان کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ کرے اس میں کوئی غلط فہمی پیدا نہ ہو۔ وہ یہ کہ دنیا بھر کے عزاخانے میں دیکھ رہا ہوں۔ قرآن کریم کی آیت: "اے حبیبؐ! زیارت کے لیے آنے والا، وہ دیکھے گا کہ اللہ اس پر کتنی رحمت نازل کرتا ہے اور پھر خاص کر اگر کربلا کی زیارت ہو"۔

ہمارے نویں امام حضرت محمد تقی الجواد علیہ السلام بیمار ہیں، اور انھیں پتہ چلا کہ میرے شہر سے کوئی آدمی کربلا زیارت کے لیے جا رہا ہے اسے بلایا اور کہا کہ جب تو کربلا جائے تو دادا کی قبر پر جو قبہ بنا ہوا ہے اس کے نیچے کھڑے ہو کر میری صحت کے لیے دعا مانگنا۔

اچھا ــــــ!

اب یہ آدمی چلا گیا، جب وہاں کربلا پہنچا اور قبرِ امامؑ پر کھڑے ہو کر دعا مانگنے لگا تو آپ نے بھی زیارت میں تجربہ کیا ہوگا اور خاص طور پر عرب لوگ کہ بعض لوگ جب دعا مانگتے ہیں تو با آواز بلند دعا مانگتے ہیں اس وقت کس انداز کا قبہ بنا تھا، میں

Presented by Ziaraat.Com

کربلا کی تاریخ نہیں پڑھ رہا ہوں۔

اب یہ جو دعا مانگ رہا ہے تو اس طرح سے دعا مانگ رہا ہے کہ اس کو ہوش ہی نہیں ہے۔ جب یہ دعا مانگ کر ہٹا تو ایک آدمی نے اس کا راستہ روکا، کہا: میں بھی مومن ہوں، میں بھی کربلا کا رہنے والا ہوں، یہ جو تو نے دعائیں مانگیں سمجھ میں آ گیا لیکن تمہاری دعاؤں میں ایک دعا نویں امامؑ کے لیے تھی۔ ارے! کیسی بات کی تم نے؟ نواں امام انہی کا بیٹا تو ہے۔ ان میں اور حسینؑ میں فرق کیا ہے، ان کے لیے دعا کر رہے ہو؟

زائر نے کہا: امامؑ کا حکم تھا اس لیے میں نے دعا کرائی۔

تو خیر ــــــ!

وہ واپس مدینے گیا اور مولاؑ سے کہا: مولاؑ! میں زیارت بھی کر کے آ گیا اور آپؑ کے حق میں دعا بھی۔ لیکن مولاؑ! میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا کہ آپؑ نے اپنے لیے کربلا میں کیوں دعا منگوائی؟ آپؑ میں اور کربلا میں فرق کیا ہے؟

فرمایا: فرق ہو یا نہ ہو، لیکن کربلا اتنی فضیلت کی جگہ ہے کہ ہم امام معصومؑ، حسینؑ کے وارث ہونے کے باوجود ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے لیے وہاں دعا مانگی جائے کیونکہ اللہ نے وعدہ کیا ہے:

> "اے حسینؑ! تو نے میرے لیے اتنی قربانی دی ہے میرے تین وعدے تجھ سے ہیں، تیری تربت میں شفاء ہے، تیری ذُریت میں امامت ہے، اور تیرے قبہ کے نیچے جو دعا مانگی جائے اس میں استجابت ہے، اس میں دعا فوراً قبول ہوتی ہے"۔

امام معصومؑ اپنے لیے کربلا میں دعا کرواتے ہیں، کتنے خوش قسمت ہیں ہمارے وہ زائرین جو ابھی واپسی کے سفر پر ہوں گے لیکن یہ تو بات ہو رہی ہے کربلا

Presented by Ziaraat.Com

کی، تین سو پینسٹھ دن کی زیارت کی۔ اربعین کا دن تو عجیب دن ہے۔

دیکھئے ــــ! جنابِ جابرؓ کا تذکرہ میں نے اس لیے کیا تھا کہ اربعین اور جابرؓ لیکن یہ سب باتیں کل آئیں گی۔

تو بہرحال ــــ!

ذکرِ مصائب (تذکرہ جنابِ غازی عباس علمدارؑ)

اربعین کے دن جو کربلا کی رونق ہے، بہت احتیاط سے ایک جملہ کہہ رہا ہوں کہ اگر حالات اور وسائل اجازت دیں تو اربعین کو جایئے تو صرف کربلا جایئے۔

بس ــــ!

میں یہ کہتا ہوں کہ اربعین کا دن نجف سے لے کر، سامرہ سے لے کر، کاظمین سے لے کر، مشہد سے لے کر، قم سے لے کر، جنت البقیع سے لے کر، زینبیہ سے لے کر، روضۂ رسول تک ہر جگہ کچھ وہ کیفیت ہوگی جو شاعر نے ایک شب جمعہ آقا حسینؑ کے روضے کی حالت دیکھی تھی۔

یہ واقعہ میں اکثر پڑھتا ہوں، کل کی رات چونکہ ایک روایت کے مطابق جنابِ ثانیٔ زہراؑ کی وفات اور شہادت کی رات ہے، تو مصائب کل میں شہزادی ہی کے پڑھوں گا۔ اس لیے یہ چند جملے آج بیان کرنا ضروری ہیں۔

ایک شاعر نے مرثیہ لکھا حضرت جنابِ عباسؑ کے حال پر۔ لکھتا چلا گیا، لکھتا چلا گیا۔ مرثیہ مکمل کر کے اس نے مرثیہ کو چیک کرنے کی نیت سے دوبارہ پڑھا تو پہلے ہی مصرعے نے اس کو روک دیا۔

ارے ــــ! یہ میں نے کیا مرثیہ لکھا ہے، غلط ہے۔

دیکھئے ــــ!

Presented by Ziaraat.Com

ہمارا یہاں مسئلہ یہ ہے کہ اتنی عظیم عظیم شخصیات ہم کو ملیں کہ ہماری عقلیں تو سب کی معرفت سے حیران ہیں لیکن بہرحال!

ایک حفظِ مراتب ہمارے یہاں ہے تو پہلا مصرعہ اس کا یہ تھا:

اَلْیَوْمَ اسْتَجَارَ بِهِ الْهُدٰی

جناب عباسؑ کے حال کا مرثیہ ہے، پہلا مصرعہ ہے جہاں سے آغاز ہوا۔

کہا: "عاشور کا دن بھی وہ دن ہے کہ جس دن امام حسینؑ بھی حضرت عباسؑ کی پناہ میں چلے گئے تھے"۔

گھبرا گیا، مولا عباسؑ کی فضیلت میں مجھے کوئی شک نہیں ہے مگر حسینؑ تو امام معصومؑ ہیں۔ امام حسینؑ تو جناب عباسؑ کے بھی آقا ہیں لیکن ہیں ہمارے حفظِ مراتب بعض لوگوں سے تو میں نے یہاں تک سنا کہ عباسؑ تو اپنے آپ کو امام حسینؑ کا غلام ہی کہتے تھے مگر یہ تو جناب اُم البنین سلام اللہ علیہا کی تربیت کا بھی اثر تھا کہ جب جناب عباسؑ بولنے کے قابل ہوئے تو ماں نے بیٹے کو پہلی چیز یہ تعلیم دی کہ بیٹا! دنیا کچھ بھی کہتی رہے مگر تم کبھی بھی آقا حسینؑ کو اپنا بھائی نہ کہنا، ہمیشہ انھیں آقا کہنا اور اپنے آپ کو غلام کہنا۔

تو اس شاعر نے کہا کہ یہ کیا میں نے گستاخی کر دی۔ آقا عباسؑ کی تو فضیلت بیان کی ہے لیکن اس میں آقا حسینؑ کی توہین ہے۔ اب اس نے مرثیہ بند کر کے رکھا اور کہا: یہ مرثیہ پڑھنے کے لائق نہیں اور اب جو سویا تو پہلی ہی شب جمعہ جب نیند آئی تو خواب میں دیکھا کہ جیسے میں کربلا معلّٰی پہنچ گیا۔ اب یہ دوڑ کر آقا حسینؑ کے حرم میں داخل ہوا، وہی جگہ جو میں نے کہا کہ دعا قبول ہے قبہ کے نیچے، مگر ایک عجیب منظر نظر آیا، یہ تو عام دنوں میں بھی نہیں ہوتا ہے۔

کیا نظر آیا ــــــ؟ گویا کہ امام حسینؑ کا حرم خالی ہے صرف خدام ٹہل رہے

Presented by Ziaraat.Com

ہیں۔ گھبرا کر کسی ایک خدام کو روکا اور اس سے پوچھا: بھائی! یہ آقا حسینؑ کا حرم شب جمعہ اتنا خالی ہے؟

کہا: ہاں! یہ اس لیے خالی ہے کہ خود حسینؑ ہی اپنے حرم میں نہیں ہیں تو زائرین یہاں کیوں ٹھہریں گے؟

کہا: امام حسینؑ کہاں چلے گئے؟

کہا: امام حسینؑ اپنے چھوٹے بھائی حضرت عباسؑ کی زیارت کرنے کے لیے چلے گئے ہیں۔

اب یہ دوڑ کر جناب عباسؑ کے حرم میں گیا۔ وہاں واقعاً نظر آئے، تل دھرنے کی جگہ نہیں ہے۔ باہر سے اندر جانا مشکل ہو رہا ہے مگر یہ بھی ایک معجزہ ہے ضریح عباسؑ اور ضریح حسینؑ کا کتنا ہی مجمع کیوں نہ ہو، زائر ضریح تک ضرور پہنچ جاتا ہے۔

اب یہ پہنچا تو عجیب منظر دیکھا، کیا دیکھا؟ واقعاً آقا عباسؑ کے سرہانے آقا حسینؑ کھڑے ہیں۔ پہلے تو عباسؑ کی زیارت پڑھ رہے ہیں اور جیسے ہی زیارت ختم کی آقا حسینؑ نے تو ضریح پر ہاتھ رکھا اور اس شاعر کا وہی مصرعہ پڑھنے لگے:

اَلْيَوْمَ اسْتَجَارَ بِهِ الْهُدٰى

"عباسؑ! عاشور کے دن حسینؑ تیری پناہ میں تھا"۔

اور پلٹ کر دیکھا بھی کہ کون میرے پیچھے ہے اس کا نام لے کر کہا: اے شاعر! تو میرے بھائی کا مرثیہ کہہ کر پڑھنا کیوں بند کر دیا؟

شاعر نے کہا: آقا! اس میں آپؑ کی توہین ہے۔

کہا: نہیں تو نے حقیقت بیان کی ہے۔ عاشور کو جب تک عباسؑ زندہ تھا حسینؑ کے دل کو بھی اطمینان تھا۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

Presented by Ziaraat.Com

مجلسِ دوم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ
وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝

(سورۂ نساء، آیہ ۶۴)

کل کی گزارشات میں سب سے پہلی گزارش یہ تھی کہ ابتداء میں آنے والے مومنین اگر شروع ہی میں کچھ فاصلہ رکھ کر بیٹھا کریں تو میرے لیے مجلس پڑھنے میں خاصی آسانی ہو جائے۔ خاص طور پر ایام عزا کی یہ تاریخیں جس میں مومنین کرام کی ایک بڑی تعداد زیارات کے سفر پر گئی ہوتی ہے۔ تو عزاخانوں میں تشریف لانے والے مومنین کو وہ زحمت نہیں ہوتی جو مجمع زیادہ ہونے کی بنا پر۔ اگر آپ اتنا فاصلہ چھوڑ کر بیٹھیں تو آج کل یہ آپ کو نہیں ہے۔

کل ہی میں نے گزارش کی تھی لیکن جو لوگ کل بہت قریب آ کر بیٹھے تھے، آج وہ کسی وجہ سے مجلس میں آئے ہی نہیں اور جو لوگ سامنے نظر آ رہے ہیں ان کی اکثریت نئی ہے۔

تو بہر حال ـــــ!

روزانہ مجھے اس پہ وقت نہ لگانا پڑے۔

Presented by Ziaraat.Com

قرآن کریم کی جس آیت کریمہ کو میں سرنامۂ کلام شروع کی دو یا تین مجالس کے قرار دیا ہے یہ سورۂ نساء کی آیت ہے اور جیسا کہ اس آیت کے حوالے سے میں کل دو باتیں پیش کر رہا تھا۔ پہلی بات یہ کہ قرآن کریم کی یہ وہ آیت ہے جو زیارتِ رسولؐ خدا کا جز ہے بلکہ زیارت کا اختتام اسی آیت پر ہے اور اسی آیت کو زیارت میں شامل کر کے اسی کے حوالے سے زیارتِ رسولؐ خدا میں ایک پیغام ہے۔

شاید پانچ سال پہلے زیارت وارثہ پر میں نے اسی امام بارگاہ علی رضا شارجہ میں پورا ایک عشرہ پڑھا تھا جس میں مَیں نے یہ عرض کیا تھا کہ جتنی زیارات ہمارے پاس آئیں اس کے اندر ایک زیارت کی تینوں خصوصیات ہوتی ہیں۔ وہ زیارت کی زیارت ہے یعنی ہمارا سلام اور اس کے ساتھ اس کے اندر ہی اندر کوئی نہ کوئی پیغام بھی ہوتا ہے۔ تو وہ زیارت بھی ہے اور پیغام بھی ہے اور ہر زیارت کسی نہ کسی حوالے سے دعا بھی ہے۔

اچھا ــــــ!

یہاں پر ایک چھوٹی سی بات اور وہ یہ ہے کہ آئمہ طاہرینؑ کے القاب ہیں۔ ہر امامؑ کو ایک لقب ملا اور اس کے حوالے سے ایک چیز بار بار ہمیں اپنے بچوں کو بتانا پڑی ہے اور بڑوں کو تو معلوم ہی ہے کہ آئمہ طاہرینؑ کے جو القاب ہیں اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جس امامؑ کا یہ لقب ہے نعوذ باللہ دیگر آئمہ طاہرینؑ میں وہ خاصیت نہیں پائی جاتی ہے۔

کل بھی مَیں نے عرض کیا: جب سے آپ نے ہوش سنبھالا

اَوَّلُنَا مُحَمَّدٌ وَآخِرُنَا مُحَمَّدٌ وَاَوْسَطُنَا مُحَمَّدٌ وَكُلُّنَا مُحَمَّدٌ وَصَغِيْرُنَا وَكَبِيْرُنَا سِوَاءٌ

یہ سارے اصول آپ سنتے آ رہے ہیں۔ یہاں پہلا بھی محمدؐ ہے یہاں چھوٹا

Presented by Ziaraat.Com

اور بڑا تمام کمالات کے اعتبار سے ایک جیسے ہیں۔ صرف ایک رُتبے کے اعتبار سے یہ روایتوں میں ہے کہ رسولؐ خدا کا رُتبہ اور مولا علیؑ کا رُتبہ تقریباً باقی تمام آئمہ طاہرینؑ سے بلند ہے۔

اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَبُوْهُمَا خَيْرٌ مِّنْهُمَا

"امام حسنؑ اور امام حسینؑ، جوانانِ جنت کے سردار ہیں اور ان کے پدر بزرگوار ان دونوں سے بہتر ہیں"۔

اور آخر زمانے کے حالات کے ساتھ ایک تو آخری زمانے کے حالات ہیں لیکن ایک آخری زمانے کے بعد جو زمانہ آئے گا یعنی جب حکومت ائمہ قائم ہو جائے گی اس میں بھی یہ جملہ بار بار آتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ آنے والا امام، اس دنیا کا حکمرانِ حقیقی جب ساری دنیا میں اسلام قائم کر کے اپنی حکومت قائم کرے گا تو پھر ساری دنیا کے ملکوں کو ملا کر ایک ملک بنا دیا جائے گا۔ ایک عالمی حکومت قائم ہو گی مگر نظام چلانے میں آسانی رہے۔

ایک، دو یا تین کچھ پرانی ہیں لیکن میں نے اتنا زیادہ ان کا تکرار نہیں کیا۔ نظام چلانے کے لیے، دنیا کو تین سو تیرہ برابر حصوں میں تقسیم کیا جائے گا اور اسی حوالے سے پھر میں اس عنوان پر گفتگو کرتا ہوں کہ کیا امامؑ کے لشکر میں خالی تین سو تیرہ مومن اس وقت بچیں گے؟

اس کا جب جواب دینا پڑتا ہے تو اس وقت اس کی وضاحت کی جاتی ہے کہ نہیں بھئی تین سو تیرہ گنتی کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ تین سو تیرہ تو فوجوں کے سردار ہوں گے، سپاہ سالار ہوں گے جو دنیا میں مختلف علاقوں کی سربراہی اور قیادت کریں گے۔

آج میں کسی انسائیکلوپیڈیا کے اندر دیکھ رہا تھا کہ آج دنیا کے اندر دو سو

Presented by Ziaraat.Com

چھیالیس ممالک ہو چکے ہیں، اقوام متحدہ کے ممبر ہیں ایک سو بانوے۔ لیکن بہت سارے ہیں جو ممبر نہیں ہیں لیکن یہ دوسو چھیالیس ایسے ہیں کہ بعض اتنے چھوٹے کہ ہماری آپ کی جیب میں آجائیں اور بعض اتنے بڑے کہ پوری دنیا پر چھائے ہوئے ہیں۔

امامؑ کے آنے کے بعد کم از کم اس حوالے سے مساوات ہوگی، برابر کے تین سو تیرہ حصے ہوں گے، اس کے بعد ہر علاقے کے مومن یہ جو خود بخود ایک تمہید بن گئی آج کی مجلس کی اس میں دو تین ایسے جملے آرہے ہیں جو بعد میں ہمارے عنوان کا حصہ قرار پائیں گے۔

اچھا ــــــ!

یہ تمہید تو خود بخود بن گئی لیکن یہ چیزیں وہ تھیں کہ جو مجھے الگ سے بیان کرنا تھیں۔

چلیں ــــــ!

آج ایک ساتھ سن لیجیے۔ پھر اس کی الگ الگ اپنی جگہ ہوتی رہے گی۔

اب ــــــ!

تین سو تیرہ علاقے بن گئے اور ہر علاقے کے لیے برابر سے برکتیں حاصل ہوں۔ چند چیزوں میں اللہ عدل چاہتا ہے اور چند چیزوں میں مساوات چاہتا ہے۔ عدل الگ ہے اور مساوات الگ ہے۔ عدل یہ ہے کہ ہر ایک کو اس کی صلاحیت یا اس کی محنت کی بنا پر حصہ دینا لیکن مساوات کا مطلب ہر ایک کو برابر برابر حصہ دینا۔

کچھ چیزوں میں اللہ عدل چاہتا ہے۔ نمازی اور بے نمازی برابر نہیں ہوسکتا۔ عالم اور جاہل برابر نہیں ہوسکتا۔ یہاں عدل ہے۔

اور کچھ چیزوں میں اللہ مساوات چاہتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

تو بہرحال ـــــ!

تو اگرچہ امامؑ کی حکومت قائم ہونے کے بعد ایک لمحے میں جو مومن چاہے گا اپنے علاقے سے کربلا پہنچ کر یا نجف پہنچ کر زمانے کے امامؑ کی زیارت کرلے گا مگر اس کے باوجود جو تین سو تیرہ علاقے بنائے جائیں گے ہر ہر امام معصوم کسی ایک علاقے کو اپنے رہنے کے لیے پسند کرے گا۔

آئیں گے تو پورے کے پورے چودہ معصومینؑ اور حکومت کر رہا ہوگا زمانے کا امامؑ۔ لیکن باقی تیرہ معصومینؑ وہ سارے کے سارے مدینہ منورہ میں اب قیام نہیں کریں گے۔ اب وہ دنیا کے تین سو تیرہ علاقوں میں، یہ معصومینؑ بکھر کر رہ جائیں گے۔

غرض یہ کہ کم از کم بارہ معصومؑ، تیرہویں شہزادیؑ، وہ شاید مدینے ہی میں رہے۔ چودھواں زمانے کا امامؑ وہ تو بحیثیت حکمران کوفے میں رہے گا لیکن باقی بارہ معصومؑ جس میں رسولؐ خدا بھی شامل ہیں یہ دنیا کے مختلف علاقوں کو اپنے رہنے کے لیے پسند کریں گے اور اس علاقے کے صاحبانِ ایمان کے لیے یہ ایک بہت بڑی سعادت ہوگی کہ یہ ایک معصومؑ ہمارے علاقے میں رہ رہا ہے۔

اچھا ـــــ!

اب یہ کہ کون سا امامؑ اب کون سے علاقے میں جائے گا؟ تو یہ ساری وہ چیزیں ہیں جو بہت مبہم روایات میں آئی ہیں اس کی ہمیں تفصیل نہیں بتائی گئی۔

اب ایک اندازہ یا قیاس ان علماء نے کہ جو امامِ زمانہؑ کی حکومت کے حالات پر research کرتے ہیں۔ ہر عالم نے اپنی ذمہ داری تقسیم کی ہوئی ہے۔ کچھ علماء فقہ اور اصول میں ہیں، کچھ تفسیر میں ہیں، کچھ حدیث میں ہیں اور کچھ تاریخ میں ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

اور یہ جو عنوان میں بتا رہا ہوں یہ ہے مستقبل، یہ تاریخ نہیں ہے، یہ تو آنے والے حالات ہیں۔ تو ان کا ایک اندازہ ہے کہ جب مختلف علاقوں میں یہ ائمہ طاہرینؑ، اس اعتبار سے اپنے رہنے کو پسند کریں گے کہ ہمیں فلاں علاقہ پسند ہے تاکہ وہاں کے مومنین کو بھی یہ ایک سعادت تو ملے۔

آپ کے علم میں ایک بات ہوگی کہ یہ والی چیز بعض لوگوں کو اتنا پریشان کرتی ہے کہ وہ اپنے حالات اور اپنے علاقے کے لیے ڈھونڈنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اب کس انداز سے ائمہ طاہرینؑ اپنی رہنے والی جگہ کو پسند کریں گے؟ اس میں ایک اندازہ علمائے کرام کا اور پھر وہ بات کہ جس کے لیے یہ ساری بات میں نے چھیڑی ہے اور وہ انداز یہ ہے کہ ائمہ طاہرینؑ کا اپنا خاندان، وہ تو گھڑی ہے، اپنا ہی خاندان، مدینہ پکا لیکن ان کی مائیں؟ وہ تو مختلف علاقوں سے آئیں اور باقاعدہ اس معاملے میں تحقیق موجود ہے کہ کون سی ماں کس علاقے سے آئیں۔

اب ایک انداز لگایا کہ جن علاقوں سے معصومؑ کی ماں تشریف لائیں، معصومینؑ انہی علاقوں کو پسند کریں گے۔ تو ایک یہ بات اپنے ذہن میں رکھیے گا کیونکہ شاید آج کی مجلس میں آخر میں مجھے معصومینؑ کی ماؤں کے عنوان پر آنا پڑے۔

تو خیر ــــــ!

ایک تو یہ، اب یہ ساری بحث چھڑی کیوں؟ وہ یہ کہ یہ آئمہ طاہرینؑ، مختلف علاقوں میں ہوں گے مگر ایک دوسرے کی ملاقات کے لیے جایا کریں گے۔

کل میں نے نویں امامؑ کا واقعہ آپ کے سامنے عرض کیا تھا کہ خود امام معصومؑ زیارت کرنے والے کے ذریعے سے کس طرح سے زیارت کی اہمیت کا پیغام پہنچا رہے ہیں۔ اس کے بعد پھر آپ کے پاس وہ روایات بھی ہیں کہ خود ائمہ طاہرینؑ زیارت کے لیے جایا کرتے تھے۔ رسولؐ خدا کی قبر مبارک کی زیارت تقریباً ہر معصومؑ

Presented by Ziaraat.Com

کا طریقہ رہا بلکہ یقیناً ہر معصومؑ کا طریقہ رہا۔

کربلا میں آج بھی آپ جاتے ہیں تو چھٹے امامؑ کا وہ باغ نظر آجاتا ہے جو خود اس بات کی ایک بہت بڑی گواہی ہے کہ معصومینؑ آتے ہیں اپنے بزرگوں کی زیارت کے لیے۔

تو جب ائمہ طاہرینؑ اس انداز سے، خالی ہم سے نہیں کہا کہ جا کے زیارت کرو بلکہ خود بھی زیارت کی۔ تو جب یہ دنیا میں آ کر اپنی حکومتیں قائم کریں گے اگرچہ پہلی حکومت زمانے کے امامؑ کی ہوگی۔ مختلف علاقوں میں رہیں گے تو ایک دوسرے کی ملاقات کے لیے آئیں گے۔ زیارت کے لیے بھی جاتے ہیں تو زیارت کا ثواب ہے۔

تو اب روایت میں یہ ہے کہ جب کوئی امامؑ دوسرے امامؑ کے پاس گیا اور نماز کا وقت آ گیا۔

اب یہ اتنا بڑا مجمع جو میرے سامنے ہے یہ اس جلسے میں تھا ہی نہیں، جس کی وجہ سے پچیس منٹ کی یہ تمہید ہوئی۔ اگرچہ اس تمہید میں بہت ساری ایسی باتیں آ گئیں جو میری تقریر کا حصہ آج ہی بننے والی ہیں۔ تو وہ وقت میرا بچ گیا لیکن یہ اس وقت تھے ہی نہیں جب یہ بات شروع ہوئی تھی۔

تو بات یہ ہو رہی تھی کہ ائمہ طاہرینؑ سب مساوی ہیں لیکن رسولؐ اور مولا علیؑ کا ایک خاص مقام بتایا گیا ہے۔

چنانچہ ــــــ!

جب دو امامؑ کسی علاقے میں ایک دوسرے کو ملیں گے، دو بیٹھے ہیں اور وقت نماز آ گیا ہے تو جو امامؑ اس وقت ہوگا وہ نماز پڑھا دے گا۔ وہاں یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ ساتویں کے ہوتے ہوئے آٹھواں نماز کیسے پڑھا سکتا ہے۔

جب پہلی زندگی میں یہ لوگ آئے تھے، رجعت سے پہلے وہاں پر رہتے تھے،

Presented by Ziaraat.Com

وہاں پر وہ عمریں تھیں لیکن جب رجعت کے بعد آئیں گے تو وہاں یہی عقیدہ چلے گا کہ سب محمدؐ ہیں جو بھی آگے کھڑا ہوکر نماز پڑھا دے گا تو نماز ہو جائے گی۔

تو اب ائمہ طاہرینؑ کی ملاقات ہو رہی ہے۔ ابھی دو امامؑ مل کے تیسرے کے پاس گئے۔ کبھی پانچ امامؑ مل کر چھٹے کے پاس گئے لیکن جب کبھی کسی مجمع میں میرا مولا ہوگا تو وہاں پر کسی امام معصومؑ کو بھی آگے بڑھ کر مولا کو نماز پڑھانے کا اختیار نہیں ہے۔

ائمہ طاہرینؑ اسی نور کے ٹکڑے ہیں اُن میں اور علیؑ میں ایک طرح کا فرق ہی نہیں ہے مگر علیؑ اگر کسی مجمع میں ہوئے اگر ائمہ طاہرینؑ کے، معصومینؑ کے، توری مجمع میں جو سب آیۂ تطہیر کی سند پائے ہوئے ہیں، علیؑ کے آگے کھڑے ہوکر کوئی بھی نماز نہیں پڑھا سکتا۔

جب کوئی معصوم علیؑ کے آگے کھڑے ہوکر نماز نہیں پڑھا سکتا تو کوئی غیر معصوم کیسے یہ دعویٰ کرے کہ میں نے علیؑ کو نماز پڑھائی ہے ـــــ (نعرۂ حیدری)

اور یہی جملہ رسولؐ خدا کے لیے، رسولؐ خدا اگر کسی مجمع میں ہوں تو مولائے کائناتؑ رسولؐ خدا کے آگے کھڑے ہوکر نماز نہیں پڑھا سکتے ہیں۔

تو یہ دو ایک خصوصیتیں ہیں رسولؐ میں تو سب سے افضل رسولؐ۔ اس کے علاوہ باقی ائمہ طاہرینؑ کو مساوی ہیں مگر ان کی مائیں۔

اب یہ ساری باتیں اس طرح میں تمہید میں بیان کر چکا ہوں یا انھیں دوبارہ دہرانے کا دل بھی نہیں چاہ رہا ہے۔

تو اب یہ کہا گیا کہ جہاں جہاں سے جس امامؑ کی والدہ کا تعلق ہے وہ امام جو ہیں وہ اسی جگہ پر جا کر قیام کریں گے، وہی پر ٹھہریں گے، یہ دنیا میں تین سو تیرہ جب مختلف صوبے ہوں تو وہاں پر یہ سلسلہ چلے گا مگر یہ ساری تمہید اب اس منزل پر

Presented by Ziaraat.Com

پہنچ گئی کہ اصل میں مَیں اس تمہید کی مدد سے بات کرنا چاہ رہا تھا، اس کو آج چھوڑ رہا ہوں وہ کل بیان ہوگی۔ آج تو اسی تمہید کو آگے بڑھا کر آج کی مجلس کو تمام کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ یہ آپ نے ائمہ طاہرینؑ کے بارے میں سنا مگر یہ ایک دوسرے کے علاقے میں جانا، کبھی یہ امامؑ اُن امام کو مل رہا ہے، کبھی وہ دو امامؑ مل کر اس تیسرے امامؑ سے مل رہے ہیں۔

بہرحال ـــــ!

ہمیں بھی بڑا مزہ آئے گا اگر ہم اپنے اعمال اور کردار کے اعتبار سے اس قابل ہوئے کہ اُمت امامؑ میں زندگی گزار سکیں۔ ان شاء اللہ ظہورِ امامؑ کے بعد یہ وقت ہم سب پر آئے گا کہ جس علاقے میں پہنچ گئے وہاں ہمارا امامؑ بیٹھا ہوا ہے۔ ہم زیارت کر رہے ہیں اور امامؑ کا سلام ہم کو مل رہا ہے۔

یہ جملہ یاد رکھیے ـــــ!

امامؑ کا سلام ہم کو مل رہا ہے، اور بعض ایسے خوش قسمت ہیں کہ وہ حکومتِ امامؑ کو تو چھوڑیئے بلکہ آج اس وقت اس دنیا میں، گناہوں سے بھرے ہوئے اس ماحول میں بھی ایسے لوگ ہیں جن کی خدمت میں امامؑ کا سلام آتا ہے۔

نہیں نہیں ـــــ!

بلکہ جن کی خدمت میں خود امام معصومؑ چل کر آتے ہیں تو اب یہ جملہ، پہلا جملہ کل رات مکمل ہوگا۔ آج ذرا سی ایڈوانس مجلس سن لیجیے جو بعد میں آنا تھی وہ پہلے سن لیجیے۔

تو زیارت کی اتنی اہمیت ہے، کل آپ نے سنا اور یہی وجہ ہے کہ بہت مشہور ہے، ایک جملہ ہے کہ زیارت کی اتنی اہمیت ہے کہ لوگ ہاتھ کٹا کر زیارت پر گئے، لوگ پیر کٹا کر زیارت پر گئے، لوگ اپنے مکانات بیچ کر زیارت پر گئے، لوگ اپنی

Presented by Ziaraat.Com

جائیں دے کر دوسرے مومن کو زیارت کا موقع دے کر گئے۔ یہ پوری تاریخ آپ حضرات کی سنی ہوئی ہے۔

تو ہر طرح کی زحمتیں اٹھا کر گئے لوگ زیارت کو لیکن کچھ صاحبانِ ایمان ایسے ہوتے ہیں، کچھ ایسے بڑے درجے پر ہیں کہ وہ زیارت پر نہیں گئے بلکہ خود امام معصومؑ چل کر ان کے پاس آتے ہیں۔ ایک نہیں، پتہ نہیں کتنے واقعات ہیں ان زائرین کے جو کسی وجہ سے زیارت کو نہ جاسکے۔

ایک تو واقعہ ہمارے ہاں اس لیے بہت زیادہ پڑھا جاتا ہے کہ مفاتیح الجنان میں محدث شیخ عباس قمی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھ دیا اور زائرین آج کل بھی کتاب اپنے ہاتھ میں لے کر زیارت پر جاتے ہیں۔ تو کربلا کی زیارتوں میں یہ جملہ آ گیا اور دوسرے اس لیے بھی کہ آج کل زیارتِ عاشورہ بہت ہی زیادہ پڑھی جا رہی ہے۔ ہر شخص کوشش کر رہا ہے کہ ہو سکے تو روزانہ وہ یہ زیارت پڑھے۔

ٹھیک ہے ۔۔۔۔!

یہ بات اپنی جگہ ٹھیک ہے کہ زیارتِ عاشورہ کے فائدے اتنے بتائے گئے ہیں لیکن خالی فوائد کو ذہن میں رکھ کر زیارت نہ پڑھیں۔

یقیناً وہ ہمیں برکتیں دینے والے ہیں، ہم ان کے پاس جاتے ہیں کچھ لینے کے لیے۔ لیکن زیارت کی نیت بھی ہونی چاہیے۔ زیارتِ عاشورہ آج کل اتنی عام ہوگئی ہے کہ بہت سے لوگوں کے ذہن میں سے زیارتِ عاشورہ کا یہ پہلو نکل گیا ہے کہ یہ ہم امامؑ کو صبح سلام کر رہے ہیں۔ صرف یہ پہلو رہ گیا کہ یہ پڑھو۔ سنا ہے کہ اس سے روزی بہت بڑھتی ہے۔ وہ سارے فائدے ہیں اس کے اور وہ بھی معصومینؑ ہی نے بتائے ہیں مگر سلام کو سلام سمجھ کر بھی کریں۔

تو اس کا ایک بہت مشہور واقعہ اور میں خالی اشارہ کر رہا ہوں۔

Presented by Ziaraat.Com

بہت مشہور واقعہ ہے، شیخ عباس قمی رحمۃ اللہ علیہ نے ہی اپنی کتاب ''مفاتیح الجنان'' میں لکھا ہے اور اپنے استاد محترم حضرت علامہ محدث حسین نوری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ ایک ایسا آدمی جو اپنے اعمال کے اعتبار سے بدترین گناہوں میں ڈوبا ہوا ہے وہ ایسا گناہ کرتا ہے جن کو روایات میں بہت بدتر گناہ کہا گیا ہے۔ میں اس کو منبر پر بیان بھی نہیں کرسکتا لیکن یہ والا ایک ایسا گناہ جس کے بارے میں بار بار آئمہ طاہرینؑ نے کہا کہ ہر ایک کی بخشش ہوگی مگر اس کی بخشش نہیں ہوگی۔

یہ والا گناہ گار اسلام کی اس صف میں آتا ہے جس کے بارے میں اشارہ ہے:

لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ قَتَلَتْ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ظَلَمَتْ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ سَمِعَتْ بِذٰلِكَ وَرَضِيَتْ بِهِ

ظالم اور ظالم کا مددگار۔

تو بس ____!

اس سے زیادہ مجھ کو نہیں کہنا، یہ آدمی ایسا ہی تھا جو مرگیا۔

اور جو مرزا حسین نوری رحمۃ اللہ علیہ نے، جن کا لقب ہے مجلسی ثالث۔ بڑے عظیم ہمارے محدث ہیں اور شیخ عباس قمی رحمۃ اللہ علیہ جیسا ان کا شاگرد ہے۔

کہا: وہ مرگیا، مجھے اندازہ تھا کہ جو گناہ وہ کرتا اس کے نتیجے میں اس پر کیا گزرے گی۔ ایک سال کے بعد میں نے خواب میں اس کو اتنی اچھی حالت میں دیکھا کہ میں حیران ہوگیا۔

خواب دیکھنے والے مُلا یزدی نے کہا: تیرے بارے میں تو مَیں نے کچھ اور سنا ہے جو تیرا گناہ تھا جس کے لیے روایات میں بار بار مذمت آئی لیکن تو تو اتنی اچھی حالت میں نظر آرہا ہے۔

کہا: ایک دن اگر آپ مجھے دیکھتے تو جو آپ نے سوچا ہے، اس سے بھی بُری

Presented by Ziaraat.Com

حالت میں تھا۔

تو کیا ہوا ایک دن کے اندر؟

کہا: میری قبر سے سو ہاتھ یا سو گز کے فاصلے پر جو ایک اشرف نامی آدمی کی بیوی دفن ہوئی ہے کل رات اس کی وجہ سے تین بار آقا حسینؑ اس کی زیارت کے لیے خود اس کی قبر کے پاس تشریف لائے ہیں ـــــ (صلواۃ)

کسی حور وغیرہ کو بھیج کر پیغام نہیں دیا تین بار آقا حسینؑ اس مومنہ کی زیارت کے لیے آئے اور تیسری بار اس مومنہ کو یہ کہہ کر اپنے ساتھ لے گئے کہ یہ یہاں رہنے کی نہیں ہے بلکہ یہ تو وہاں رہنے کے قابل ہے جہاں ہمارے شیعہ رہتے ہیں اور اس کی برکت سے سارے قبرستان والوں پر سے عذاب ختم ہو رہا ہے۔

ایک رات میں تین بار آقا حسینؑ آتے ہیں اور اس مومنہ کو ساتھ لے کر جاتے ہیں۔

اب آنکھ کھلی، اشرف حدّاد جانتا ہی نہیں اور پہلے زمانے میں کاریگروں کی اپنی ایک بستی ہوتی تھی۔ صبح صبح وہ حدّاد کے محلے میں گئے اور وہاں سے اشرف حدّاد کا پوچھا اور وہ مل گیا۔ اب اس سے پوچھا: تیری بیوی کہاں دفن ہے؟

اس نے اسی قبرستان کا نام لیا۔ جس جگہ پر؟ تو اس نے وہی جگہ بتائی۔

کہا: تیری بیوی کون سا ایسا عمل کرتی تھی کہ آقا حسینؑ ایک رات تین بار اس کی زیارت کے لیے آئے؟

کہا: وہ کوئی اور کام کرے یا نہ کرے روزانہ ایک زیارتِ عاشورا ضرور پڑھا کرتی تھی۔

اب یہ زیارتِ عاشورا کی فضیلت کی کتنی مشہور حدیث ہے۔ اگرچہ زیارتِ عاشورا ایک پیغام بھی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

تو مجلس کہاں سے شروع ہوئی تھی؟

جتنی زیارتیں ہیں وہ سلام بھی ہیں، وہ دعا بھی ہیں، وہ پیغام بھی ہیں۔ لیکن اس وقت پیغام کی بات چھوڑیئے۔ اب بات یہ ہے کہ کنواں پیاسے کے پاس نہیں جاتا لیکن واقعاً کچھ ایسے ہیں جن کا کردار، جن کا عمل، جن کی کوئی خوبی آقا حسینؑ کو اتنی پسند آرہی ہے کہ ایک رات میں تین مرتبہ اس کی زیارت کے لیے آئے اور تیسری بار بھی کہا کہ اب یہ قبرستان اس کے رہنے کی جگہ نہیں ہے بلکہ اس کو خاتونِ جنت کے ساتھ، ان کے محل میں رہے گی۔ مگر کیا یہ والی فضیلت صرف زیارتِ عاشورا کے لیے ہے کہ کچھ اور بھی ایسے لوگ ہیں جن کو یہ بشارت اور خوشخبری ہے کہ ساری دنیا امامؑ کی زیارت کے لیے جاتی ہے اور یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کی زیارت کے لیے خود امامؑ تشریف لے آتے ہیں۔

تو خیر ـــــ!

میرا اصل موضوع یہ نہیں ہے، میرا اصل موضوع، ایک جملہ کہہ کر اپنا آئندہ موضوع یاد دلا دوں۔ انھی زائرین میں کچھ ایسے خوش قسمت بھی ہیں کہ قبر میں مولا علیؑ اس وقت آتے ہیں جب منکر ونکیر ان کے پاس آئے ہوتے ہیں اور پھر منکر ونکیر کے عذاب کی بات پرسوں سے شروع ہوگی۔ لیکن زیارت کا سارا نظام، ایک دو دن میں ہمارے ساتھی آنے لگیں گے مگر زیارت کے اس انداز کا یہ سارا نظام قائم کیا ہوا جنابِ ثانیٔ زہراءؑ کا ہے نا۔

ذکرِ مصائب! (شہادتِ جنابِ زینبؑ کبریٰ)

شہادتِ حسینؑ کے بعد، یہ بھی ایک عجیب بات ہے چند گھنٹے تو پھر بڑی بات ہے، چند منٹوں کا فرق پڑ گیا۔ زینبؑ سب سے پہلے کربلا آنے والی نہیں رہی بلکہ

Presented by Ziaraat.Com

جنابِ جابرؓ ابن عبداللہ انصاریؒ سب سے پہلے کربلا پہنچے۔

ابھی دو دن پہلے آپ یہ مصائب سن چکے ہیں۔

اچھا ـــــ!

ان مصائب کے تکرار میں کوئی قباحت نہیں لیکن آج یہ والے مصائب میں بیان نہیں کرنا چاہ رہا ہوں۔ تو ایک ہی پیغمبرؐ کا صحابی جناب جابر ابن عبداللہ انصاریؒ بھی آیا اور ابھی وہ امام حسینؑ کو سلام پیش کر ہی رہے ہیں کہ جنابِ زینبؑ کبریٰ بھی آ گئیں۔

غالباً ـــــ!

اپنی مصلحات تو اللہ ہی جانتا ہے اور جنابِ جابرؓ کا پہلے جانے کا ایک مقصد ہو۔ ویسے یوں دیکھیئے کہ جب آپ حدیث کساء پڑھیں گے تو جنابِ جابرؓ کا نام پہلے آپ کی زبان پر آئے گا، پھر شہزادیؑ کا آئے گا اور پھر رسولؐ خدا کا آئے گا۔

رواتوں کا سلسلۂ اسناد تو ایسے ہی ہوتا ہے:

عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِی عَنْ فَاطِمَةَ الزَّهْرَآءِ

تو جنابِ جابرؓ کا نام وہاں بھی پہلے ہے لیکن یہاں ایک چیز اور سمجھ میں آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ جیسے ہم خیبر کے علَم کو ایک دلیل بناتے ہیں ان لوگوں کے خلاف جو علَم پر بے شمار اعتراضات کے ساتھ ایک لفظ ایسا استعمال کر دیتے ہیں کہ یہ بدعت ہے۔ تو ہمارا یہ جواب ہوتا ہے کہ اگر علَم بدعت ہوتا تو خیبر میں پوری رات اصحابِ رسولؐ جاگ کے نہ گزارتے۔

بدعت تو وہی چیز ہوتی ہے نا جو رسولؐ خدا کے بعد دین میں شامل کی گئی ہو۔ تو رسولؐ کے صحابہ بہتر جانتے ہیں یا تم بہتر جانتے ہو کہ بدعت کیا ہے؟

تو وہی جواب جنابِ جابرؓ کے لیے بھی ہے اللہ نے پانچ منٹ کا جو ایک

Presented by Ziaraat.Com

فاصلہ ڈال دیا، ثانیٔ زہراءؑ کو آنا ہے کربلا میں۔

مجھے معلوم ہوا کہ آج کل کربلا کے حوالے سے ہمارے ہاں بھی بڑی research ہو رہی ہے اور ساری research کا خلاصہ یہ کہ تمام واقعاتِ کربلا کا ہمارے ہاں سے انکار کیا جائے۔ وہ ایک الگ موضوع ہے لیکن علماء نے لکھا ہے۔

تو جنابِ جابرؓ پہلے پہنچے کیونکہ ٹھیک وہی بات زیارت کے لیے ہونے والی تھی۔ زیارت کو بدعت قرار دیا جانا تھا تو خدا نے بھی سب سے پہلے زائر ایک صحابیٔ رسولؐ کو بنایا۔ جنابِ جابرؓ کا قبرِ حسینؑ کی زیارت کرنا بتا رہا ہے کہ زیارت کبھی بدعت نہیں ہوتی۔

بس عزادارو ــــــ!

زینبؑ، اربعین کے دن حسینؑ کی فتح کا دنیاوی اعلان کرتے ہوئے آئی مگر یہ پہلی حاضری تھی زینبؑ کی کربلا میں۔ شام سے آ کر پھر زینبؑ کو دوبارہ شام جانا پڑا۔

ایک روایت کے مطابق آج یعنی چوبیس صفر کی شب ثانیٔ زہراءؑ، عقیلہ بنی ہاشم، شریکۃ الحسینؑ اُم المصائب زینبؑ کبریٰ کی شہادت کی رات ہے۔

اور ایک قول کے مطابق شہزادی کی شہادت کے مصائب یہ بیان کیے جاتے ہیں کہ جب دوبارہ شہزادی شام گئیں۔

ابھی تو میں نے کہا کہ شام سے کربلا آئیں۔ اب ایک بار پھر شام گئیں۔ شام جا رہی ہیں اپنے بیٹے سجادؑ کے ساتھ جا رہی ہیں، پورے احترام کے ساتھ جا رہی ہیں۔ ابھی شہرِ دمشق میں داخل نہیں ہوئیں ہیں کہ ایک مرتبہ شہر سے کچھ فاصلے پر تھیں کہ رات آ گئی۔ ایک بار خیمے لگائے جا رہے ہیں۔ قافلہ رُک رہا ہے۔ یہ وہی جگہ ہے جو زینبیہ کے نام سے مشہور ہے وہاں یہ قافلہ رُکا۔

Presented by Ziaraat.Com

آج وہ شہر کا حصہ ہے۔ اس وقت تو وہ شہر کی دیوار سے باہر کا علاقہ تھا۔ شام ہوتے ہی شہر دمشق کے دروازے بند ہو گئے۔ قافلہ روکا گیا، خیمے لگائے گئے۔ ساری بیبیاں اپنے اپنے خیموں میں گئیں۔ ایک بار زینبؑ نے امام سجادؑ کو بلایا۔ جب کربلا میں خیمے لگائے گئے تھے تو زینبؑ نے حسینؑ کو بلایا تھا آج شام میں خیمے لگائے ہیں تو زینبؑ نے سجادؑ کو بلایا۔

کربلا میں حسینؑ کو بلا کر کہا تھا: بھیا! یہ کس جگہ پر خیمے لگائے گئے ہیں۔ جب سے میں خیمے میں آئی ہوں تو مسلسل کسی بی بیؑ کے رونے کی آواز سن رہی ہوں، یہ کون سی جگہ ہے، کون بی بی رو رہی ہے؟

حسینؑ نے کہا: شاید تو پہچان نہ پائی یہ ہماری اور تمہاری ماں فاطمہ زہراؑ ہیں جو مدینے سے ہمارے ساتھ کربلا میں آئی ہیں۔

اور آج جب شام میں زینبؑ کا خیمہ لگا تو زینبؑ نے فوراً سجادؑ کو بلایا، سجادؑ بیٹا! اندھیرا ہو رہا ہے، شام کا وقت ہے لیکن یہ جگہ، یہ علاقہ جانا پہچانا لگ رہا ہے۔

سجادؑ نے سر جھکا کر کہا: پھوپھی اماں! جب پہلی مرتبہ آپ قیدی بن کر آئی تھیں تو اسی انداز سے ہم شام کو یہاں پہنچے تھے۔ عمر ابن سعد نے قافلہ یہاں روکا تھا۔ آپ اسی جگہ پہلی بار ٹھہری تھیں۔

بس ــــــ!

زینبؑ نے سنا، ارے! یہ وہی جگہ ہے۔ گھبرا کر باہر آ گئیں کیونکہ زینبؑ کو ایک بات یاد تھی، گھبرا کر باہر آ گئی، زیارت خالی کربلا کی نہیں ہوتی ہے، یہ بھی زیارت کا حصہ ہے۔

گھبرا کر کہا: بیٹا! میں وہ درخت دیکھنا چاہتی ہوں جہاں میرے گھرانے کے کٹے سر لٹکائے گئے تھے۔ زینبؑ کو اچھی طرح یاد ہے۔ زینبؑ کبھی بھول سکتی ہے؟ کہ

Presented by Ziaraat.Com

جب ہم آئے تھے، قافلہ رُکا تھا، ہمیں خیموں میں بٹھایا گیا تھا اور ہمارے گھرانے کے سر ایک باغ کے مختلف درختوں پہ لٹکائے گئے تھے۔

زینبؑ نے کہا: مجھے اس باغ کی زیارت کرنا ہے۔ باہر آئیں تو سامنے ہی وہ باغ تھا۔

ہائے زینبؑ! ہائے زینبؑ!

ایک لمحے کے لیے بھی جس کا ایک ایک درخت زینبؑ کو یاد ہے۔ باغ میں داخل ہوئے۔ کہا: ہاں! یہ وہی درخت تو ہے جس پہ میرے قاسمؑ کا کٹا ہوا سر لٹک رہا تھا۔ ہائے! یہ وہی درخت ہے جس پہ میرے اکبرؑ کا کٹا ہوا سر لٹک رہا تھا۔

ارے! یہ تو وہ درخت ہے جس پہ میرے عباسؑ کا سر لٹکایا گیا تھا۔ عباسؑ کا سر واحد سر تھا جو پورے سفر میں نوکِ نیزہ پہ تو بلند نہ ہوسکا، جب بھی نوکِ نیزہ پر لگایا جاتا تو وہ زمین پر گر جاتا تھا۔ مگر یہ درخت وہ ہے جہاں عباسؑ کا سر لٹک رہا تھا۔

اچھا ـــــ!

ایک درخت کو زینبؑ نے نظر انداز کر دیا۔

ارے! زینبؑ چھوڑ سکتی ہیں لیکن آپ کو تو اس درخت کا حق ادا کرنا ہے۔

یہ عجیب درخت ہے، یہ وہ درخت ہے جس پر عونؑ و محمدؑ کے کٹے سر لٹکائے گئے تھے۔ اب ایک بڑا درخت نظر آیا اور زینبؑ کی نگاہ پڑی، بے اختیار کہا: ہائے میرا ماں جایا! ارے! یہ وہی درخت تو ہے جہاں میرے بھائی کا کٹا سر بالوں سے باندھ کر لٹکایا گیا۔ یہ کہہ کر زینبؑ غش کھا کر گر پڑیں۔

اب جب گریں تو نہر کے اندر آرہی ہیں، اب ایک باغبان نے دیکھا کہ پانی لے کر آ رہا ہے۔ وہ ایک مرتبہ تلاش میں چلا کہ وجہ کیا ہے؟

اب اس نے کیا دیکھا؟ ایک ضعیفہ پوری چادر اور حجاب کے ساتھ اس نہر کے

Presented by: Ziaraat.Com

اندر غش کے عالم میں ہے۔ سامنے قافلہ نظر آ رہا ہے۔ اسے اندازہ ہے کہ یہ قافلہ سے آئی ہے مگر شامی ہے نا، ایک بار بیلچہ اُٹھاتا ہے اور اس طرح سے میری شہزادیؑ کے سر پہ بیلچہ مارا، اِدھر زینبؑ کے سر سے خون کا فوارہ بلند ہوا۔

کیوں نہ ہو، زینب علیؑ کی بیٹی ہے نا، اگر باپ ابن ملجم کی تلوار سر پر کھا کر شہید ہوا تو بیٹی کے سر پہ بھی بیلچہ لگا۔ خون کا فوارہ بلند ہوا۔ بہت دیر ہوگئی، پھوپھی اماں نہیں آئیں۔ سجادؑ پھوپھی کو ڈھونڈتا ہوا چلا باغ میں داخل ہوا۔ ایک بار جھک کر پھوپھی کا ہاتھ تھاما۔

ارے ــــ!

پھوپھی دنیا میں نہیں ہے۔ جھکا میرا مولاؑ، پھوپھی کو ہاتھوں پہ اُٹھایا۔

عزادارو ــــ!

حسینؑ نے بہت لاشے اُٹھائے لیکن وہ سارے لاشے مردوں کے لاشے تھے۔ ہائے میرا مظلوم آقا سجادؑ! لاشے تو اُٹھائے لیکن کبھی شام کے زندان میں ننھی بہن سکینہؑ کا لاشہ، کبھی مدینہ میں ماں ربابؑ کا لاشہ، اور آج پھوپھی زینبؑ کا لاشہ۔

لاشہ لے کر چلے، ایک بار قبر میں پھوپھی کو اُتارتے ہیں تو جو ہر ایک کا لاشہ لینے آتی ہے، کوئی تعجب نہیں کہ قبر سے دو ہاتھ باہر آئے ہوں، فاطمہ زہراءؑ کی آواز آئی ہو:

سجادؑ بیٹا! کل زندان میں مَیں نے تجھ سے سکینہؑ کا لاشہ لیا تھا، آج میری بیٹی زینبؑ! ارے! میرے حوالے کر دے، زینبؑ کی ماں زینبؑ کو لینے آئی ہے۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ

Presented by Ziaraat.Com

مجلسِ سوم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ
وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ○

(سورۂ نساء، آیہ ۶۴)

۱۴۳۱ ہجری کے اس چھٹے عشرے کا عنوان، موضوع اور subject پچھلے سال اعلان کیا جاچکا ہے اور اسی پہ ہماری گفتگو ان شاء اللہ ہوگی۔ یہ پہلی تین مجالس، جن میں آج آخری تقریر ہے یہ ذرا سی ایک تمہید تھی اس اصل عنوان کے لیے کہ جس کے بارے میں سال گذشتہ بھی میں نے عرض کیا تھا اور اس سال کی پہلی تقریر میں بھی یہ گزارش کرچکا ہوں۔ بہت سارے مومنین شکوہ کرتے ہیں کہ مولانا! ساری زندگی پہلے آپ اس عنوان پر گفتگو کرتے تھے لیکن اب آپ نے بالکل بند کردی ہے۔ اور بہت سارے مومنین خوش ہوتے ہیں کہ چلو! بائیس سال کے بعد ہی سہی، کم از کم مولانا کو سمجھ تو آگئی کہ اس طرف نہیں جاتے۔

بہرحال ــــــ!

کل سے ان شاء اللہ اس عنوان کی جانب جاؤں گا۔ ایسا لگ رہا ہے کہ میرا اعلان یا میرے پیغامات سمجھنے میں مجمع کو تھوڑی زحمت ہوتی ہے۔ ایک دو دن سے جو

Presented by Ziaraat.Com

یہ میں گزارش کر رہا تھا کہ لوگ بہت زیادہ قریب نہ بیٹھیں تو مطلب یہ تھا کہ ذرا دُور ہو کر بیٹھیں لیکن یہ تو مطلب ہرگز نہیں تھا کہ آئیں ہی نہیں۔

تو خیر ـــــ!

ہر روز قریب بیٹھنے والا مجمع بدلتا چلا جا رہا ہے۔ بات زیارت کے حوالے سے شروع کی گئی تھی اور خاص طور پر آج جو تقریر کی یا مجلس کے شروع کی ایک چھوٹی سی چیز یاد دلانا ہے۔

میرا کبھی یہ دعویٰ نہیں ہوتا کہ میں آپ کے سامنے وہ چیز بیان کروں جو آج تک کسی نے بیان نہیں کی۔ ہمارے قابلِ احترام علمائے کرام، ہمارے خطباء، اور ہمارے ذاکرین چودہ سو سال سے ساری باتیں قوم تک پہنچا چکے ہیں۔ ہم جیسے طالب علم تو فقط ان باتوں کو یاد دہانی کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

تو جو بات آج کی مجلس کے شروع میں مجھے کرنا ہے اور میں ذرا سا اسے ترتیب سے ہٹا کر آج لے رہا ہوں کیونکہ میں یہ نہیں چاہتا کہ جو زائرین کرام اس وقت کربلا سے واپس آ رہے ہیں میری مجلس کا یہ والا حصّہ جو آج شروع میں بیان کرنا پڑ رہا ہے، میں نہیں چاہتا کہ یہ والا حصّہ ان کے آنے کے بعد پڑھا جائے اور بلاوجہ انھیں کسی قسم کی مایوسی کا احساس ہو یا یہ احساس ہو کہ شاید مولانا نے ان کی زیارت کے حوالے سے ان پر کوئی اعتراض کیا ہے۔ اور وہ مختصر سی گزارش یہ ہے کہ میں نے پچھلے سال ایک اور حوالے سے یہ بات کہی تھی، لیکن پچھلے سال میرا عشرہ یہ والا نہیں تھا جو زیارت کے فوراً بعد ہوتا ہے۔

بہت مختصر سی بات، بطور یاد دہانی اور وہ یہ کہ زیارت کی فضیلت، زیارت کی اہمیت، زیارت کا ثواب اور زیارت کے لیے قربانیاں دینا آپ سنتے ہی رہتے ہیں اور ان شاء اللہ قیامت تک سنتے رہیں گے اور میں بھی دو دن سے اس حوالے سے

Presented by Ziaraat.Com

گزارشات کر رہا تھا بلکہ شاید آج کی مجلس کا پورا عنوان ہی ایک خاص حوالے سے یا پھر زیارت بن جائے لیکن شروع میں ایک بات اور وہ یہ کہ زیارت کے ساتھ ساتھ یہ دو جملے بھی ذہن میں رکھنا ضروری ہیں۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ زیارت کا انھیں شرف نہیں ملا بلکہ اگر دنیاوی اعتبار سے دیکھا جائے تو زیارت کا موقع ان کے ہاتھ میں آ گیا اور انھوں نے کسی وجہ سے زیارت کا یہ موقع کھو دیا مگر زیارت نہ کرنے والا اپنی نیت کے خلوص اور شریعت کی پابندی اور جس کی زیارت کے لیے جا رہا ہے اسی کے حکم کے احترام میں بھی اتنے بڑے رُتبے پر پہنچ جاتا ہے کہ سینکڑوں نہیں، ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں زیارت کرنے والوں سے اس کا رُتبہ بلند ہو جاتا ہے۔ اس کے لیے ایک ہی جملہ کہہ دینا کافی ہے اور وہ ہے حضرت اویس قرنیؒ۔ حضرت اویس قرنیؒ کے باقی تمام فضائل اپنی جگہ۔

دیکھیے ......!

یہی کتنی بڑی بات ہے کہ جنگِ صفین کے لیے جب مولاؑ نے اپنے سارے لشکر کو تیار کر دیا الگ الگ سپاہیوں کے چھوٹے چھوٹے لشکر بنا کر، ان کے اُوپر ایک ایک ان کا کمانڈر ان پر بنایا گیا اور جب یہ سارے لشکر کی مولاؑ نے یہ ترتیب بدل دی اور اب چلنے کا وقت آیا تو کہا: ابھی ٹھہر جاؤ۔

ایک بڑا علم ہوتا ہے اور پھر ہر لشکر کا اپنا ایک علم ہوتا ہے۔ وہ علم بھی سارے تقسیم کر دیئے مگر ایک علم ابھی روک دیا اور کہا: ٹھہر جاؤ! ابھی ایک میرا سپاہی باقی ہے میں اس کا انتظار کر رہا ہوں۔

ساری کائنات امامت کا انتظار کرے اور امام معصومؑ فرمائیں کہ میں کسی کا انتظار کر رہا ہوں۔ اور آخر میں لوگوں نے دیکھا کہ اویس قرنیؒ پیدل چلے آ رہے ہیں۔ جب وہ پاس آئے تو مولائے کائناتؑ نے یہ آخری علم ان کو دیا اور اپنی فوج

Presented by Ziaraat.Com

کے ایک بڑے حصے کا ان کو سردار بنایا۔ وہی کیفیت جو جنگِ تبوک کے موقع پر حضرت ابوذر غفاریؓ کی تقریباً تاریخ میں کیفیت لکھی گئی ہے۔ لیکن اویس قرنیؓ کا آنا اور امامؑ کا اس کی خاطر اپنے سارے لشکر کو روک کر رکھنا۔

میں پوری تفصیل میں اس لیے بھی نہیں جا رہا ہوں کہ شام کی زیارت کرنے والے جناب اویس قرنیؓ کے روضے کی جب زیارت کرتے ہیں تو یہ سارے واقعات اور حالات ان کو بتائے جاتے ہیں۔

حضرت ویس قرنیؓ کے بارے میں ہمارا بچہ بچہ جانتا ہے کہ یہ پیغمبرؐ کے ان صحابیوں کی فہرست میں آتے ہیں جن میں یہ اکیلے ہیں، یعنی جنھوں نے کبھی پیغمبر کی ہی نہیں اور اس کے باوجود نہ صرف یہ کہ اصحاب میں شامل کیے گئے بلکہ اتنے بڑے رتبے پر پہنچے کہ مشہور صحابی تو ان کی زیارت کرنا اپنے لیے فخر سمجھتے تھے۔ وہ لوگ جو پیغمبر کی زیارت کیے ہوئے ہیں وہ چل کر اویس قرنیؓ کی زیارت کے لیے جاتے تھے اور اویس قرنیؓ سے اپنے حق میں دعا کرواتے تھے۔ مگر ایسا آدمی اگر سرسری واقعہ دیکھے تو بعض اوقات حیرت ہوتی ہے اور بعض اوقات غصہ آتا ہے۔

دیکھیے ــــــ!

مدینہ آ بھی گئے، پیغمبر کی مسجد کے پاس پہنچ بھی گئے اور جب پتہ چلا کہ اللہ کے رسولؐ بہت چھوٹی سی مدت کے لیے مدینے سے باہر گئے ہوئے ہیں تو واپس چلے گئے اور زیارت نہیں کی۔ لیکن رُتبہ بہت بڑا پایا۔

جب اویس قرنیؓ زندہ تھے تو لوگ ان کی اپنی زیارت کرنے کو جاتے تھے اور جب جنگِ صفین ہوئی تو آج ان کے روضے کی زیارت کی جارہی ہے۔ اور اس کے برعکس وہ چھوٹی سی مثال جس کے بارے میں یہ کہا کہ میں یہ پچھلے سال پڑھ چکا ہوں لیکن بہت جلدی جلدی، اس کے برعکس کتنے ایسے ہیں اور زیارت کر رہے ہیں اور

Presented by Ziaraat.Com

ان کی زیارت قبول نہیں ہے۔

میں کسی منافق کی مثال نہیں دیتا۔ میں کسی مشرک کی مثال نہیں دیتا۔ میں مدینہ میں پیغمبرؐ کے اطراف میں بیٹھنے والے کی مثال نہیں دیتا۔ ان سے ہمارا کیا تعلق ہے؟

ہمارا تعلق تو صاحبانِ ایمان سے ہے، مومنین کرام کی فہرست میں اگر کوئی ایسا نظر آئے کہ وہ مومن بھی ہو، زیارت کے لیے گیا بھی ہو، اور اس کی زیارت کو ٹھکرا دیا گیا ہو۔

تو بہت ہی مختصر، البتہ اگر میں اس کو سمجھانے بیٹھ گیا تو شاید بہت وقت لگے گا اور میں نہیں سمجھ پاؤں گا تو بہت ہی مختصر واقعہ۔ کتاب الوافی، کتاب الکافی کی شرح، مُلا محسن فیض کاشانی کی مایہ ناز کتاب ہے کتاب الوافی۔ اس میں یہ حدیث ہے اور چونکہ اس حدیث میں جس زیارت کا تذکرہ ہے وہ اسی میرے عشرے کی آخری مجلس کا عنوان ایک اور حوالے سے بنے گا۔

ایک جملہ میں نے ایسے ہی کہہ دیا جو آپ میں سے کچھ کی سمجھ میں بھی نہیں آیا ہوگا۔

اور وہ حدیث یہ ہے کہ جب ہمارے آٹھویں امام حضرت علی رضا علیہ السلام مدینے سے مامون عباسی کی دعوت پر شہر مرو میں پہنچ گئے۔

بہت ہی مختصر ــــــ!

اب لوگوں میں تمنا پیدا ہوئی، اب مدینے کے قافلے مشہد جانے لگے، زیارت کا اس طرح سے باقاعدہ نظام آٹھویں امامؑ کی زیارت سے بنا۔ جب خود امامؑ موجود تھے لیکن مرو اب لوگ جاتے ہیں۔ چنانچہ ان میں سے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ قافلہ نہیں جا رہا اور ہماری تمنا ہے زیارت کی، تو وہ آدمی مومن، امامؑ کا کلمہ پڑھنے

Presented by Ziaraat.Com

والے اب بے چین ہیں، تڑپ رہے ہیں کہ مہینے گزر گئے امامؑ کی زیارت نہیں کی۔
کہا: ہمیں چلیں گے۔ ایک سفر ہی تو ہے۔

جب اس زمانے کی خواتین حضرت جنابِ فاطمہ معصومہ قم سلام اللہ علیہا وہ اپنے بھائی کے لیے تڑپتی ہوئی گئیں تھیں، ایک سفر ہی تو ہے۔ ہم جوان آدمی ہیں، ہمارے لیے سفر کی مشکلات کوئی مشکلات نہیں ہیں۔ ہم جائیں گے اور وہ پہنچ گئے مرو میں۔ امامؑ کی خدمت میں پہنچے، نماز کا وقت آ گیا جیسے ہی وقتِ نماز آیا تو اب امام نماز کی تیاری کر رہے ہیں اور یہ لوگ زائرین ہیں مگر امام کے تربیت یافتہ بھی ہیں، مدینے میں امامؑ کے ساتھ رہے۔ انھوں نے بھی نماز کی تیاری شروع کی۔ وضو وغیرہ ہوگیا، مصلے بچھ گئے۔ امام قبلہ کی جانب کھڑے ہوگئے۔ یہ لوگ بھی امام کے ساتھ ہیں کہ ایک جملہ امام نے پلٹ کر کہا: دونوں کو دیکھا، پہلے والے سے کہا: دیکھو۔ خبردار! ایسی نماز نہ پڑھنا جیسی نماز میں پڑھ رہا ہوں۔ اور دوسرے والے سے کہا: تم ایسی نماز پڑھنا جیسی نماز میں پڑھ رہا ہوں۔

پہلے والے کا چہرہ ذرا مرجھا گیا۔ میں اتنی دُور سے چل کر آیا اور اتنے خلوص سے چل کر آیا یقیناً مجھ سے کوئی ایسی غلطی اور خطا ہوئی ہے کہ امامؑ نے مجھے منع کر دیا اور دوسرا والا خوشی سے کھل اُٹھا۔ اللہ! اللہ! امامؑ نے تو مجھے اتنا بڑا رُتبہ دے دیا مگر ابھی جو ایک زائر کو غمگین کر گئی بات اور دوسرے زائر کو خوش کر گئی بات، جب امام نے اگلا جملہ ارشاد فرمایا تو معاملہ اُلٹا ہوگیا۔ جو غمگین تھا وہ خوش ہوگیا اور جو خوش تھا وہ غمگین ہونے والا تھا۔

اور یہ یاد رکھیے ــــــ!

ہمارے پاس تاریخ کے جو واقعات ہیں کہ ہماری کتابیں جلائی گئیں، مٹائی گئیں، پانی میں بہائی گئیں، علماء کو قید کیا گیا۔ اس کا ایک نقصان یہ ہوا کہ بعض

Presented by Ziaraat.Com

احادیث اُدھوری اور نامکمل آئیں اور جب وہ احادیث مکمل ہوتی ہیں تو ہوا کہ نامکمل احادیث کی بنیاد پر جو فتویٰ دیا گیا۔ اب وہ فتویٰ بدلنا پڑتا ہے، نہ پہلے اس عالم کا قصور تھا۔ جتنی حدیث پہنچی وہ اتنا ہی فتویٰ دیا اور نہ بعد کے عالم کا قصور کہ جب حدیث مکمل ہوگئی تو اکثر لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ جب میں اس عنوان پر ذرا تفصیل میں جاتا ہوں۔

تو جب میں اس کی تفصیل میں جاتا ہوں کہ احادیث کے مکمل ہونے سے بات بالکل اُلٹ ہوجاتی ہے۔ لوگ کہتے ہیں: مولانا! یہ کیسے ہوگا؟ کوئی مثال دیں۔

چلیں ـــــ یہ مثال سن لیں!

اگر امام کا پہلا ہی جملہ آئے اور وہاں پر فل شاپ لگ جائے تو وہاں پر ایک زائر غمگین ہوگیا اور ایک زائر خوش ہوگیا اور اگلا جملہ آ گیا امام کا تو جو غمگین ہے وہ خوش ہوگیا جو خوش تھا وہ غمگین ہوگیا۔ امام نے پہلے زائر کو دیکھ کر جو غمگین تھا جسے امام نے روکا اور اس سے کہا کہ تم میری طرح کی نماز نہ پڑھو کیونکہ تم مسافر ہو، سفر کے عالم میں آئے ہو۔ مسافر پہ نماز قصر ہوتی ہے۔ تمہارا سفر اللہ کے ہاں قبول ہے۔ تمہارا سفر صحیح ہے۔

امام نے اب جو وضاحت کی تو پتہ چلا کہ وہ جو امام روک رہے تھے اپنی پیروی سے تو اس سے مراد یہ تھی کہ میں پوری نماز پڑھوں گا اور تم کو قصر کرنا ہے اور دوسرے سے کہا کہ جیسی میں پڑھ رہا ہوں نماز، ویسی تمہیں پوری نماز پڑھنا ہے، کیونکہ تمہارا سفر اللہ کے ہاں قبول نہیں ہے اور جو سفر اللہ کے ہاں قبول نہ ہو اس سفر کے اندر نماز، روزے کی کوئی رعایت نہیں ملتی ہے۔ اور اس لیے کہ تم آئے تو ہو میری زیارت کے لیے مگر اصل تمہارا مقصد یہ نہیں تھا۔ تمہیں مامون رشید عباسی سے ملاقات کرکے اس سے اپنا کوئی ایسا کام کروانا تھا جو ضروریات میں سے نہیں ہے اور جو ظالم

Presented by Ziaraat.Com

کے پاس ملاقات کے لیے جاتا ہے اس کا سفر حرام کا سفر ہے۔ تم آئے تو اپنے فائدے کے لیے دل میں سوچا کہ ساتھ میں امام کی زیارت بھی ہو جائے گی لیکن نیت تمہاری زیارت کی نہیں تھی۔

تو بہر حال ــــــ!

تو فقہ کے یہ دو مشہور مسئلے کہ جب آپ، خدا نہ کرے کہ کہیں حرام سفر پہ جائیں گے تو اگر سفر حرام ہو جائے گا تو اس میں نماز بھی پوری پڑھنا ہے اور اس میں روزہ بھی رکھنا ہے۔

اور یہاں رُک کر ایک بات اور بھی میں کہہ دوں۔ میں نے مثال فقط مومنین کے سفر کی دی ہے لیکن ایسا نہیں ہے کہ آج کا کوئی مسئلہ ہو۔

اب دیکھیے ــــــ!

جو لوگ بڑی عقیدت و محبت کے ساتھ، خلوص کے ساتھ پیسہ خرچ کر کے، چھٹیاں لے کر اور اپنے آپ کو زحمت میں ڈال کر سفر زیارت کر کے آئیں اور بجائے اس کے کہ ہم پہلے دن ان کو مبارک باد دیں بلکہ فوراً یہ جملہ جڑ دیں کہ پتہ نہیں آپ کا سفر صحیح بھی ہے یا نہیں ہے۔ تو کتنے وہ مایوس ہوں گے۔ اس لیے میں نے ان قافلوں کے آنے سے یہ بات کہہ دی۔

البتہ ــــــ!

اس بات کا پارٹ ٹو (دوسرا حصّہ) ایک عام سی بات ہوگی۔ وہ بھی پیغام ہوگا لیکن ذرا سے مناسب الفاظ، یہ تو بڑے سخت الفاظ تھے۔

ابھی بس ایک آخری جملہ سن لیں!

یہ جو میں نے عرض کیا یہ ایسا نہیں ہے کہ یہ آخری زمانے کی نشانی ہے۔ جو واقعہ میں نے پڑھا ہے وہ آخری زمانے کا نہیں ہے۔ وہ واقعہ معصومینؑ کے زمانے کا

Presented by Ziaraat.Com

ہے۔ اور آج سے تقریباً ڈیڑھ سو سال پہلے، اس مجمع میں کوئی شاعر بھی ہوں گے۔ یقیناً شاعر بھی ہوں گے۔ تو اب ایک بہت ہی مشہور مصرعہ ہے اور وہ بھی کسی معمولی شخصیت کا نہیں ہے، حالات کے تحت وہ شخصیت اتنی مشہور نہ ہوئی لیکن میر انیسؔ اور دبیرؔ کے زمانے کے شاعر، دبیر کے شاگرد مشیر لکھنوی، ان کا ایک مصرعہ، زائر واپس آیا اور جس انداز سے آیا تو انھوں نے فرمایا:

ایمان لپٹ کر رہ گیا قبرِ حسینؑ سے

گیا ایمان کے ساتھ تھا لیکن جب واپس پلٹا تو ایمان وہی رہ گیا۔

تو کچھ ایسے زائر دیکھے ہوں گے ڈیڑھ سو سال پہلے اور ڈیڑھ سو سال پہلے زیارت پر جانا کوئی معمولی بات نہیں ہوتی تھی۔ اب یہ آدھی بات ہوئی اور باقی آدھی بات کل سے آپ کے سامنے پیش کروں گا اور اس میں کوئی ایسا جملہ نہیں ہوگا۔

تو اب آیئے ــــــ!

اس حوالے سے اب بات کو تھوڑا سا بڑھا کر پھر اصل عنوان کل سے شروع ہو رہا ہے اور وہ یہ کہ یہ جو آقا حسینؑ کی زیارات ہیں، یہ زیارات ہر امامؑ کی ہیں لیکن فضیلت آقا حسینؑ کی زیارت کو دی گئی وہ کسی اور کی زیارت کو نہیں دی گئی۔

تو بات یہ ہو رہی تھی کربلا، پہلے زائر جناب جابرؓ ہیں اور چند منٹوں کا فرق پڑا ہوگا جابرؓ اور ثانیٔ زہراؑ میں لیکن آقا حسینؑ کی زیارت شہادت کے بعد جناب جابرؓ کرتے ہیں ورنہ آقا حسینؑ کی زیات اتنی عظیم قرار پا رہی ہے کہ آقا حسینؑ کی ولادت ہوتی ہے، ابھی حسینؑ گھوارے میں ہیں، آسمان کے سارے فرشتوں کو۔

اب ــــــ!

ایک لفظ ہے فُطرُس، فُطرُس ہے۔ فِطرُس ہے، فُطرُس ہے پتہ نہیں کیا ہے۔ تو اس سے ہماری کوئی بحث نہیں ہے کیونکہ یہ لفظ عربی نہیں ہے۔ علماء میں بہت مشہور

Presented by Ziaraat.Com

ہے لیکن میں وہی جو مشہور واقعہ ہے اس کو اس کے انداز سے نہیں پڑھ رہا ہوں۔
آسمان کے سارے فرشتوں کو حکم ہوا۔

دیکھیے ـــــ!

زیارتِ حسینؑ کا سلسلہ ایسا نہیں ہے کہ شہادت کے بعد اتنی فضیلت و منزلت آئی ہے۔ آسمان پہ کیا حکم دیا جارہا ہے؟ آسمان پہ یہی حکم تو دیا جارہا ہے نا کہ اے آسمان کے فرشتو! اپنی ساری عبادتیں بند کرو۔

بھئی ـــــ!

فرشتے آسمان پر کیا کام کر رہے ہیں؟

فرشتے تو آسمان پر عبادتوں میں لگے ہیں۔ کوئی قیام میں ہے، کوئی رکوع میں ہے، کوئی سجود میں ہے، کوئی تلاوتِ قرآن میں ہے، کوئی حمدِ الٰہی کر رہا ہے۔ ہر فرشتہ عبادت کر رہا ہے۔ سارے فرشتوں کو یہی تو حکم ملا کہ اپنی ساری عبادتیں بند کرو اور جاؤ اس وقت امام حسینؑ کی طرف اور جا کر حسینؑ کی زیارت کرو۔ حسینؑ کی زیارت کا ثواب لو ـــــ (صلوٰۃ)

میں تو کم پڑھی جانے والی چیز کا بھی اقرار کرتا ہوں۔ فطرس کا یہ واقعہ بہت مشہور ہے۔ میں ایک اور حوالے سے یہ بات کہہ رہا ہوں اور وہ یہ کہ اپنی ساری عبادتیں قربان کرو حسینؑ کی زیارت پر۔ آج اللہ کی ساری عبادتیں قربان ہوں گی، اس لیے کہ زیارتِ حسینؑ بھی اصل میں اللہ ہی کی ایک عبادت ہے۔

اب یہ فرشتے چلے اور یہ واقعہ، مولا علیؑ کی ولادت پر ہم کو نظر نہیں آتا۔

ہاں ـــــ!

شبِ ہجرت جب مولا علیؑ بسترِ رسولؐ پر سو رہے ہیں، اس کی یہ کیفیت ہے۔ علیؑ کو وہ کمال اس وقت ملا جب مولاؑ بسترِ رسولؐ پر پہنچے، مگر حسینؑ کو وہ کمال گہوارے

Presented by Ziaraat.Com

ہی میں ملا ہوا ہے۔ ابھی دنیا میں آئے ہیں اور فرشتوں کی عبادتیں رکوا کر انھیں بھیجا جا رہا ہے اور فرشتے چلے۔

اب جملے میں دہراتا نہیں ہوں بلکہ اس میں جو ایک اصل میں کہنا تھی وہ یہ ہے کہ فطرس راستے میں ایک جزیرے میں ہے، کسی ترک اولیٰ کی وجہ سے اللہ نے اس کے بال و پَر کو چھین لیا اور وہاں پڑا ہے لیکن یہ ایک نہیں بلکہ دو واقعات ہیں۔ ہمارے ہاں دونوں کو آپس میں مکس کر دیا جاتا ہے۔

خیر ــــــ!

واقعات اگر مکس ہو جائیں تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اصل چیز تو پیغام ہے، فطرس کا الگ واقعہ ہے اور صلصائیل کا الگ واقعہ ہے۔ یہ ایک اور فرشتہ ہے اور اس کا نام تو لگتا بھی فرشتوں جیسا ہے۔ تو فرشتہ بھی اسی طرح ایک جزیرے میں پڑا ہے اور یہ بھی اپنے بال و پَر سے محروم ہے اور اُدھر فطرس بھی اسی طرح ایک جزیرے میں پڑا ہے۔ اس نے بھی کوئی ترک اولیٰ کیا تھا۔

تو ان دونوں فرشتوں نے کوئی الگ الگ ترک اولیٰ کیا تھا۔ یعنی فرشتوں کی شان کے خلاف ہے۔ ان کے بال و پَر چھین کر ان کو جزیرے میں پھینک دیا گیا اور ایک بار دونوں نے دیکھا کہ یہ تو فرشتے ہیں تو سمجھ گئے کہ یہ جو آج آسمان سے اُتر اُتر کر فرشتوں کی جماعت آ رہی ہے کہ آج کوئی بڑا واقعہ ہوا ہے۔

پتہ چلا کہ پیغمبرؐ کے گھر میں بیٹا پیدا ہوا ہے۔ جس کے لیے مبارک باد دینے کی خاطر ہمیں آسمان پر عبادتیں چھوڑ دینے کا حکم دیا گیا۔ آج جا کر حسینؑ کی زیارت کرو۔ اس کا ثواب تمہارے اس رکوع اور سجود سے زیادہ ہے۔

اب یہ فرشتوں کی بات ہو رہی ہے اور یہ فرشتے ہیں، ہمارے لیے یہ نہیں ہے۔ ہمارے لیے تو یہ ہے کہ حسینؑ کی زیارت کرو اور زیارت کے فوراً بعد اس

Presented by Ziaraat.Com

پروردگار کی بارگاہ میں دو رکعت شکرانے کی نماز پڑھو کہ جس نے تمھیں حسینؑ جیسا امام عطا کیا ــــــ (نعرۂ حیدری)

تو خیر ــــــ!

اب آئے دونوں فرشتے، اب جہاں جا کر ان دونوں واقعات میں فرق ہوا، وہ یہ ہے کہ ان میں سے ایک فرشتہ آ کر اپنے آپ کو حسینؑ کے جسم سے مَس کرتا ہے اور فوراً اس کے بال و پَر نمودار ہو گئے اور اس کا ترکِ اولیٰ معاف ہو گیا۔

دوسرا فرشتہ اپنے آپ کو گہوارے سے مَس کرتا ہے۔ ایک نے اپنے آپ کو حسینؑ کے جسم سے مَس کیا، ایک نے اپنے آپ کو حسینؑ کے گہوارے سے مَس کیا۔ اس لیے دونوں واقعات کو الگ الگ سمجھنا ضروری ہے۔ اگر دونوں آ کر فقط جسم سے مَس کرتے تو پیغام اُدھورا رہتا، دونوں آ کر فقط گہوارے سے مَس کرتے تو پھر بھی پیغام اُدھورا رہتا۔ پیغام مکمل کرنے کے لیے ضروری ہے ایک اپنے آپ کو جسمِ حسینؑ سے مَس کرے، ایک اپنے آپ کو حسینؑ کے گہوارے سے مَس کرے۔

اب سنئے ــــــ!

دشمنانِ اہلِ بیتؑ کی باتیں اپنے ذہن میں رکھا کریں۔ وہ دشمن بھی اور ہمارے ہاں کچھ علم دوست بھی۔ ان دونوں کی باتیں ذہن میں رکھیں تو یہ واقعہ سمجھ میں آتا ہے۔

دیکھیے ــــــ!

اگر واقعہ صرف اتنا ہوتا کہ وہ دونوں آئے اور آنے کے بعد اپنے آپ کو گہوارے سے مَس کیا تو پیغام آدھا رہ جاتا اور اگر آ کر اپنے آپ کو حسینؑ کے جسم سے مَس کیا تو پیغام آدھا رہ جاتا۔

وہ کیسے ــــــ؟

اگر جسمِ حسینؑ سے مَس کرتے تو اس میں دو بڑے نقصانات تھے: پہلا نقصان

Presented by Ziaraat.Com

یہ ہوتا وہ یہ کہ لوگ کہتے کہ فقط جسمِ حسینؑ کی برکتیں ہیں۔

نہیں ــــــــ!

خدا کو پیغام دینا تھا کہ جسمِ حسینؑ کی برکتیں تو ہیں مگر حسینؑ ایسا بابرکت ہے کہ جس چیز کو مَس کرے اس چیز میں بھی برکتیں آتی ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ حسینؑ کے جسم میں تو برکتیں ہیں لیکن حسینؑ کی ضریح میں برکت کہاں سے ہے؟

ضریح کی زیارت کر کے کیا کریں گے؟ یہ حسینؑ تو تھوڑی ہے۔ یہ تو لکڑی کی بنی ہوئی ہے۔ کوئی کہتا ہے: علم کی زیارت کر کے کیا کریں گے، علم میں کیا خاصیت ہے؟ کوئی کہتا ہے تابوت کی زیارت کر کے کیا کریں، تابوت میں کیا خاصیت ہے؟

خدا نے پہلا پیغام دیا: حسینؑ کو پہچانو! حسینؑ تو ہے ہی صاحبِ اعجاز! جو جو چیز حسینؑ سے نسبت رکھتی چلی جاتی ہے ان میں ہر ایک چیز باعثِ برکت بن جاتی ہے۔ چاہے وہ گہوارا ہو، چاہے وہ علم ہو، چاہے وہ تابوت ہو، چاہے وہ کربلا میں آقا حسینؑ کی ضریح ہو، یا کربلا سے آنے والا آقا عباسؑ کا علم ہو۔ (نعرۂ حیدری)

ذکرِ مصائب (شہادت شہزادہ علی اصغرؑ)

مگر یہ صاحبِ فضیلت حسینؑ، خالی گہوارا امام حسینؑ سے مَس ہو گیا تو وہ معجزنما بن گیا۔ وہ ضریح جو آج قبرِ حسینؑ پر ہے، آج بھی آپ کو وہاں پر کتنے معجزے نظر آئیں گے۔ یہ علم جو ہمارے عزاخانے کے اندر ہے یہ بھی معجزنما نظر آئے گا۔ مگر باپ نے جو سوال کبھی نہ کیا وہ حسینؑ نے کیا۔

جب خاندان کے بزرگ نے حسینؑ کو روکنے کے لیے کہا: حسینؑ کوفہ مت جاؤ ہم نے کوفہ اچھی طرح دیکھا ہے۔ یہ شہر بے وفا ہے، یہ غدار ہے، تیرے بابا علیؑ کے ساتھ کوفہ والوں نے کیا کیا، تیرے بھائی حسنؑ کے ساتھ ان کوفہ والوں نے کیا کیا۔

Presented by Ziaraat.Com

اب یہ خاندان کے بزرگ ہیں جو اپنے بڑھاپے کی وجہ سے جہاد پر نہیں لے جائے جاسکتے ہیں چاہے اس میں حسینؑ کی نانی جناب اُم سلمہ سلام اللہ علیہا ہو، چاہے اس میں حسینؑ کی پھوپھی جناب اُم ہانی سلام اللہ علیہا ہو، چاہے اس میں جناب اُم البنین سلام اللہ علیہا ہو، چاہے اس میں جناب عبداللہ ابن عباسؓ ہوں۔ حسینؑ نے سب کو یہی کہا کہ میرا کوفہ جانا بہت ضروری ہے۔ اور یہ کربلا کا واقعہ آج ہی تھوڑی پیش آرہا ہے بلکہ یہ روزِ ازل سے لوحِ محفوظ پر لکھا ہوا ہے۔

عبداللہ ابن عباسؓ نے ایک جملہ کہا: حسینؑ! اچھا! اگر کسی وجہ سے تیرا جانا ضروری ہے تو ایک کام کر، وہ یہ کہ اپنے ساتھ ان خواتین کو خاص طور پر جنابِ زینبؑ کو لے کر نہ جانا۔ اس سے پہلے کہ جنابِ حسینؑ جواب دیں کہ پیچھے سے جنابِ زینبؑ کی جلال بھری آواز آئی:

اے ابن عباسؓ! یہ تو نے کیا کیا؟ بھائی سے جدا ہو کر تو بہن زندہ ہی نہیں رہ سکتی۔ میرے بھیا سے کہہ رہا ہے کہ زینبؑ کو نہ لے جا۔

مگر ذرا سوچئے ــــــ!

آج اٹھائیس رجب کو ایک مشورہ زینبؑ نے سنا کہ کوئی مشورہ دے رہا ہے تو زینبؑ برداشت نہ کرسکی۔ یہ سوچ کر کہ اللہ اللہ میں اپنے بھیا سے کیسے جدا ہوں گی اور جب عاشور کی سہ پہر حسینؑ نے آکر کہا ہوگا: اے میری بہن! اب میرا آخری سلام لو، اب ہمیشہ کے لیے بھائی اور بہن میں جدائی ہو رہی ہے تو کیا قیامت اس وقت جنابِ زینبؑ پر گزری ہوگی؟

یہ تو زینبؑ تھیں، بھائی سے جدا ہو کر بہن زندہ نہیں رہ سکتی تھیں اور وہ حسینؑ کا جواب تھا کہ نہیں اے عبداللہ ابن عباسؓ! اس جہاد میں میرے ساتھ زینبؑ کا ہونا ضروری ہے۔ اس لیے تو جنابِ زینبؑ کا لقب ہے: "شریکۃ الحسینؑ"۔

Presented by Ziaraat.Com

مگر یہ جملہ تو حسینؑ نے عبداللہ ابن عباسؓ سے کہا۔ اگلا جملہ حسینؑ نے براہِ راست اس مجاہد سے، یہاں تو عبداللہ ابن عباسؓ نے روکا، کہ اے حسینؑ! زینبؑ کو لے کر نہ جا، مگر اگلا جملہ اس مجاہد سے کہا جو آنے سے انکار کر رہا ہے۔ اگرچہ یہ جملہ مجھے پرسوں پڑھنا چاہیے تھا، اس لیے مرحوم مولانا غلام حسن عسکری صاحب اکثر یہ روایت پڑھا کرتے تھے۔ وہ روایت یہ ہے کہ جب حسینؑ نے خاندان کے بزرگوں کو الوداع کہہ دیا اور ایک بار سیدانیوں کو پیغام بھیجا: زینبؑ! اب وقت آ گیا ہے، ہمیں جلدی مغرب سے پہلے مدینہ چھوڑنا ہے۔ ساری بیبیوں کو پیغام دو اور تم بھی آ جاؤ اور سواریوں پر بیٹھ جاؤ۔

اب بیبیاں اپنی جگہ سے اُٹھیں، آگے چلنا چاہ رہی ہیں مگر فاطمہ صغریٰ کو اب تک اُمید تھی، شاید میرا بابا مجھے بھی لے جائے لیکن اب جب یقین ہو گیا کہ بابا مجھے نہیں لے جائے گا تو صغریٰ سیدھی جنابِ ربابؑ کے پاس آئیں۔

کہا: اماں ربابؑ! ذرا ایک لمحے کے لیے اصغرؑ کو میری گود میں تو دے دیجیے۔

ننھا اصغرؑ کو ربابؑ نے بیٹی کی گود میں دے دیا۔ صغریٰؑ نے اصغرؑ کو لیا۔ اصغرؑ کا چہرہ دیکھا اور پتہ نہیں کتنی حسرت کے ساتھ کہا: اصغرؑ بھیا! کوئی میرے پاس نہیں رُک رہا سب مجھے چھوڑ کر جا رہے ہیں، کیا تم بھی اپنی بہن کو چھوڑ دو گے؟

بس ــــ!

جب یہ جملہ جو اصغرؑ کے کانوں میں گیا، ایک طرح ایسے اپنی بہن کے ساتھ لپٹ گیا کہ اب ربابؑ آئیں اور کہا: اصغرؑ بیٹا! آؤ چلیں، دیر ہو رہی ہے۔

اصغرؑ صغریٰؑ کی گود چھوڑنے کو تیار نہیں ہے۔ لیلیٰؑ آئیں، فروہؑ آئیں، فاطمہ کبریٰؑ آئیں، اُم کلثومؑ آئیں، ننھی سکینہؑ آئیں حتیٰ کہ جنابِ زینبؑ آ گئیں، کہا: اصغرؑ بیٹا! میری گود میں آ جا، ارے! دیر ہو رہی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

اور اِدھر اصغرؑ ہے کہ جو بہن کی گود چھوڑنے کو تیار نہیں ہے۔

بس عزادارو ــــــ!

اب حسینؑ خود تشریف لائے، آگے بڑھے، اصغرؑ کے قریب جا کر ایک جملہ کہا: اصغرؑ! میں تجھے تیری بہن سے کبھی الگ نہ کرتا لیکن کربلا کا جہاد تیرے بغیر ہو ہی نہیں سکتا۔ اصغرؑ! مجھے کربلا میں تیری ضرورت ہے۔

بس ــــــ!

یہ سنا، صغریٰؑ کی گود کو چھوڑ دیا، ارے! بابا کے جہاد میں، میں ضروری ہوں، بابا کو میری ضرورت ہے۔

بس عزادارو ــــــ!

یہی وجہ ہوگی کہ جب حسینؑ نے ایک بار میدانِ کربلا میں کہا:

هَلْ مِنْ نَاصِرٍ يَنْصُرُنَا

تو سیدانیوں کے خیموں سے رونے کی آواز آئی۔ حسینؑ خیموں میں گئے، کہا: زینبؑ! ابھی تو میں زندہ ہوں اور ابھی کس بات کا ماتم؟

کہا: بھیا! اِدھر آپؑ نے یہ جملہ کہا کہ هَلْ مِنْ نَاصِرٍ يَنْصُرُنَا تو اصغرؑ نے اپنے آپ کو گہوارے سے زمین پہ گرا دیا۔

یاد دلا رہا ہوگا: بابا! مدینے سے وعدہ کر کے لایا تھا کہ کربلا میں میری ضرورت ہے، ابھی اصغرؑ زندہ ہے، ابھی آپؑ نے کیوں کہا: هَلْ مِنْ نَاصِرٍ يَنْصُرُنَا ؟

پہلے اصغرؑ کو لے جا، جب اصغرؑ مارا جائے تو پھر چاہے تو کہہ دینا: هَلْ مِنْ نَاصِرٍ يَنْصُرُنَا

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ

Presented by Ziaraat.Com

مجلسِ چہارم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ○

(سورۂ نساء، آیہ ۶۴)

ابتدائی مجالس کا عنوان خود بخود زیارات ہو گیا تھا اگرچہ میں صرف دو مختصر سی باتیں زیارت کے حوالے سے بیان کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ پہلی بات یہ ہے کہ چونکہ جس دن اس سال کے میرے عشرے کی پہلی مجالس ہوئی تھیں، اسی دن تک شریکۃ الحسین ثانی زہراء جناب زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا میدانِ کربلا میں موجود تھیں۔ اربعین کو یہ قافلہ آیا لیکن اسی دن یہ قافلہ روانہ نہیں ہوا۔

اور دوسری وجہ یہ ہو گئی تھی کہ دنیا بھر کی طرح اس عزاخانے میں بھی باقاعدگی سے آنے والے اور خاص طور پر وہ مومنین جو میری مجالس بڑی باقاعدگی سے سنا کرتے ہیں پچھلے پندرہ سال سے اس عزاخانے میں ان کی کثیر تعداد زیارات پر گئی ہوئی تھی۔

تو صرف یہ دو جملے مجھے عرض کرنا تھے تو اس لیے پہلی تین مجالس میں زیارات کی جانب رُخ پھر گیا اور آج بھی جب وہ بات چل ہی رہی ہے تو اسے مکمل کر کے یا

Presented by Ziaraat.Com

اسی کو ایک ذریعہ بنا کر میں اپنے اصل عنوان پر آنا چاہتا ہوں۔

اور ہاں ـــــ!

یہ ابھی سے یاد دلا دوں کہ کل کی مجلس، چونکہ شب جمعہ ہوگی تو اس اعتبار سے تھوڑا سا اس میں تذکرہ اس عنوان کا ہوگا جو میری زندگی بھر کی سب سے بڑی تمنا اور سب سے بڑا موضوع ہے، یعنی زمانے کے امام کے حوالے سے کچھ اہم باتیں۔

اور یہ بھی آپ حضرات کے علم میں ہوگا کہ فی الحال کچھ حالات دنیا ایسے بن رہے ہیں کہ جن لوگوں کو اس عنوان سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ میں اپنے مومنین کی بات نہیں کر رہا ہوں۔

جن لوگوں کے پاس اس طرح کا کوئی عقیدہ بھی نہیں تھا وہ بھی، اور آج کل ساری دنیا کے اندر اسی حوالے سے مختلف باتیں شروع ہو چکی ہیں اور دیکھتے ہی دیکھتے پوری دنیا میں ایک مصنوعی ماحول بن رہا ہے جس کا کوئی تعلق امامِ زمانہؑ سے نہیں ہے۔

بہت ہی مختصر ـــــ!

ہمیں گمراہ کرنے اور ہمیں امامِ زمانہؑ کی راہ سے ہٹانے کے لیے یہ ساری چیزیں ایک ساتھ شروع کی گئیں اور یہ وہ خطرہ تھا جس کے لیے میں تیس سال سے مسلسل گفتگو کر رہا ہوں۔

آج میں نے پانچ منٹ، جبکہ یہ آج کا موضوع نہیں ہے۔ میں نے پہلے ہی عرض کیا کہ رات شب جمعہ ہے اور شب جمعہ مَیں جس عنوان پر گفتگو کرتا ہوں یا وہ قبر اور موت کے مراحل ہیں۔ وہ تو آج کی مجلس میں آرہے ہیں اور یا پھر زمانے کا امام ہے، اس کے لیے میں نے اعلان کیا ہے۔

اور آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ یہ اس وجہ سے بھی مجھے عرض کرنا پڑا ہے کہ بعض

Presented by Ziaraat.Com

مومنین موضوع دے کر بعض اوقات بڑی جلدی کرتے ہیں کہ مولانا! آج ہم نے یہ بات کہی ہے تو اگلی مجلس میں اس بات کی وضاحت ہو جانی چاہیے۔

یہ ہمیشہ ممکن نہیں ہوتا ہے، ایک عنوان چل رہا ہے، اس کے اندر اگر آگے چل کر باقاعدہ طریقے سے وہ بات آنے والی ہے۔ پہلے دن سے ہی مجھے یہ پرچے آنے لگے کہ مولانا اس عنوان پہ آپ نے ذرا سی گفتگو کم کر دی ہے اور یہاں تو شاید کئی سالوں سے کچھ بھی نہیں پڑھا۔ تھوڑا بہت پڑھیے۔

تو وہ میرے عنوان میں آنے ہی والا تھا۔ شبِ جمعہ کی وجہ سے بھی اور جو اصل ہمارا عنوان بن رہا ہے جس کا تھوڑا سا اندازہ آپ کو آج کی مجلس سے ہو جائے گا۔ ابھی تک تو ایک تمہیدی مرحلہ تھا۔ اسی تمہیدی مرحلے سے ہم اپنے اصل عنوان پر جا رہے ہیں۔

تو آیئے ____!

ذرا سا اپنے طریقۂ کار کو میں بدلوں، اس لیے کہ اگر اس طریقۂ کار کے مطابق میں چلا تو پھر موضوع مکمل کرنا بہت مشکل ہو جائے گا۔

میرا طریقۂ کار یہ ہوتا ہے کہ جس عظیم شخصیت کی شہادت کی تاریخ ہوتی ہے اسی دن ان کے حالات و واقعات بیان کیے جاتے ہیں لیکن زیارات کے حوالے سے بھی اور اصل عنوان کے حوالے سے بھی جہاں پر ہماری بات پہنچی تھی وہاں یہ ایک ایسا واقعہ، اور بہت ہی مختصراً طور پر پڑھنا ہے بلکہ پڑھنا بھی نہیں اشارہ کرنا ہے۔

اور یہ جو بات بیان کی جا رہی ہے یہ بھی ایک بہت اہم وجہ ہے۔ ہماری قوم کتنی ہی نفرت کرے لیکن تقلید و اجتہاد سے وہ اپنی جان نہیں چھڑا سکتی، اس کے بغیر بارگاہِ الٰہی میں وہ اپنے اعمال کی صحیح جواب دہی نہیں کر پائیں گے اور وہ بہت ہی مشہور اور مختصر واقعہ، اور اسی میں ایک جملہ مَیں وہ عرض کر دوں گا جو شبِ جمعہ کا میرا

Presented by Ziaraat.Com

تیسرا عنوان ہوتا ہے۔

شب جمعہ میرے تین عنوان ہوتے ہیں:

① زمانے کے امامؑ وہ تو ان شاء اللہ پوری مجلس نہیں لیکن تھوڑا سا ذکر جو میرے موضوع کے بارے میں

② موت، عذاب قبر جو آنے والا ہے آج کی مجلس میں،

③ شب جمعہ کا عنوان دعا بھی ہوتا ہے۔

تو دعا کے حوالے سے ایک بہت ہی پرانی بات دوبارہ واقعہ کی وجہ سے یاد دلا دوں گا اور گویا شب جمعہ کا حق میں نے آج کی رات ادا کرنا شروع کر دیا۔ واقعہ بار بار یاد کرنے کا ہے۔ آج کے زمانے میں ہمارے یہ بچے اور یہ نوجوان منبر سے ذرا کٹتے جا رہے ہیں۔ ایک ایسا ماحول بنا دیا گیا ہے اور اس کے اندر یہاں الحمدللہ نہیں پاکستان میں ایک بہت بڑا دخل ان بزرگوں کا بھی ہے جو اپنی تھوڑی سی سہولت اور آرام کی خاطر آج کل اپنے مکانات سے نکلنے کو تیار نہیں اور چونکہ سہولیات اتنی زیادہ ہیں تو مجالس کیبل پر آنے کی وجہ سے وہ یہ زیادہ بہتر اور زیادہ سہولت والی چیز سمجھتے ہیں کہ کون صف عزا پر جا کر بیٹھے۔

جہاں مجبوری ہو تو کچھ سمجھ میں آتا ہے اور مجبوری کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسا آدمی ہے جو جا ہی نہیں سکتا۔ لیکن ذرا سی اپنی سہولت اور آرام کی خاطر جو ہمارے بڑوں نے طریقۂ کار اختیار کیا تھا اور یہ بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ کیبل اور ڈش انٹینا کی خرابیوں میں ایک یہ بھی ہے۔

اب بچوں کو بھی یہ احساس نہیں ہے کہ صف عزا کی اپنی ایک اہمیت ہوتی ہے۔ خالی بات سن لینا کافی نہیں ہے جو کرنیں صف عزا پر بیٹھ کر ملا کرتی ہیں چونکہ آج کل کا زمانہ تو سائنسی زمانہ ہے جیسا کہ میں کل عرض کر رہا تھا کہ اگر کسی وجہ سے

Presented by Ziaraat.Com

علم کی، تابوت کی یا ضریح مقدس کی فضیلت بتائیں گے تو اس میں بھی کوئی ایسا سائنسی نکتہ نکالنے کی کوشش کریں گے۔

اصل بدقسمتی یہ ہے کہ نہ ہمارے بچوں کو مذہب پورا آتا ہے اور نہ ہی ان کو سائنس پوری آتی ہے۔ آدھا مذہب لیتے ہیں اور آدھی سائنس لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے اسلام کو سمجھ لیا۔

نہیں ۔۔۔۔۔ سائنس اس کے مخالف نہیں ہے لیکن۔

بھئی ۔۔۔۔!

مولانا! اصل چیز تو پیغام، اصل چیز تو message ہے۔ یہاں پر آ کر سنیں تو تب بھی وہی بات، گاڑی میں کیسٹ لگا کر سنیں تو تب بھی وہی بات۔ گھر کے اندر آرام سے بیٹھ کر سنیں تو تب بھی وہی بات۔

چونکہ مسئلہ شاید کا نہیں ہے، اس لیے اس پہ میں زیادہ وقت نہیں لگا رہا لیکن اتنی گزارش ہے کہ اس کے نتیجے میں صفِ عزا یا منبر سے ہمارے بچوں اور نوجوانوں کا بھی ایک قسم کا رابطہ کٹ رہا ہے۔

آپ میں سے اکثر لوگوں کو معلوم ہوگا کہ صفِ عزا پر بیٹھنے کا طریقہ بھی آپ نے سیکھا۔ ان بڑوں کی وجہ سے کہ جو آپ کو اس طرح سے لے کر آتے تھے کہ آپ کی سمجھ میں کچھ نہیں آتا تھا کہ خطیب پڑھ کیا رہا ہے۔ اس لیے کہ آپ بچپنے میں ہیں، آپ کے ذہن کی سطح سے بہت بلند بات کی جا رہی ہے لیکن آ کر بیٹھ جانا ایک رابطہ رہا جو آج کل ٹوٹتا جا رہا ہے۔ اس کے نقصانات میں وہ برکت سے محرومی، وہ ہمارے یہاں روزی کا مسئلہ ہے یا بیماری کا مسئلہ ہے۔ یا دشمنوں کی پریشانیوں کا مسئلہ ہے۔ وہ سارے نقصان اسی وجہ سے حاصل ہو رہے ہیں مگر ایک بڑا نقصان اس میں یہ بھی ہے کہ اب ہم اور ہمارے بچے اتنا زیادہ انٹرنیٹ کو use کرنے لگے ہیں

Presented by Ziaraat.Com

کہ مذہب بھی ان کو وہاں سے لینا ہے جس کی وجہ سے ایک بہت اہم اصول ان کی آنکھوں سے پنہاں ہو جاتا ہے۔

جو ہماری پہلی مجلس کا پہلا جملہ بھی تھا وہ آنے کی بات، آپ بھول جاتے ہوں گے مَیں نہیں بھولتا ہوں۔

ہاں ــــــ!

کبھی کبھار مَیں بھی بھول جاتا ہوں لیکن اکثر نہیں بھولتا ہوں۔

تو آیئے ــــــ! بات جو بیان کی جائے وہ ہے انتیس صفر کو جو امام معصومؑ کی شہادت کی رات ہے۔ ایک روایت کے مطابق انھیں آٹھویں امام حضرت علی رضا علیہ السلام۔ ایک چھوٹا سا اصول لیکن بہت بڑا اصول ہے اور وہ یہ ہے کہ جس وقت امامؑ کی سواری نیشاپور پہنچی اور اس مجمع نے کہ جس کے اندر علماء اور محدثین کی اتنی کثیر تعداد تھی۔ امامؑ سے یہ خواہش ظاہر کی کہ فرزندِ رسولؐ! ایک حدیث ہمیں آپ سے ایسی سننا ہے کہ جس کا سلسلہ براہِ راست آپ کے جد سے ملا ہوا ہے۔

تو امامؑ نے وہ حدیث جو سلسلۃ الذہب کے نام سے مشہور ہے اور جو میں نے اکثر اس امام بارگاہ کے منبر سے بھی اس سے پہلے مختلف حوالوں سے پڑھی ہے، جس میں مجھے یاد ہے کہ پچھلے سال بھی ایسی بات آئی تھی کہ اصل میں اہمیت عام طور پر حدیث کے الفاظ کی ہوتی ہے، مگر حدیث سلسلۃ الذہب وہ حدیث ہے جس کے اندر الفاظ کی اتنی اہمیت نہیں ہے جتنی اہمیت اس کے راویوں کی ہے۔

اور یہ وہی راویوں کے نام ہیں جن کو اگر کفن پر لکھا جائے تو بندہ عذابِ قبر سے محفوظ رہتا ہے، پانی پر پڑھ کر دیوانے کو پلا دیا جائے تو وہ دیوانہ جو ہے وہ ٹھیک ہو جاتا ہے بلکہ اگر کبھی کسی مُردے پہ چھڑک دیا جائے اور وہ بھی زندہ ہو جائے تو اس پر تعجب نہیں کرنا چاہیے۔

Presented by Ziaraat.Com

یہ بعض دعاؤں میں امامؑ نے یہ الفاظ بتائے ہیں، جیسا کہ سورۂ الحمد کے بارے میں کہا کہ اگر اس کی تلاوت سے مُردہ بھی زندہ ہو جائے تو تعجب نہ کرو۔ یہ دعا کی طاقت کو بتانے کے لیے انداز بیان بتایا جا رہا ہے۔

تو حدیث سلسلۃ الذہب، جس کے راویوں کا سلسلہ اور آپ کو بخوبی معلوم ہے۔ امامؑ نے فرمایا: یہ حدیث میں نے اپنے بابا سے سنی اور انھوں نے اپنے بابا سے سنی اور انھوں نے اپنے بابا سے سنی اور انھوں نے اپنے بابا سے سنی اور انھوں نے اپنے بابا سے سنی اور انھوں نے اپنا بابا علی ابن ابی طالبؑ سے سنی ہے اور انھوں نے رسولؐ خدا سے سنی ہے اور رسولؐ خدا تک حدیث قدسی اللہ کی جانب سے آئی، اور وہ یہ ہے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حِصْنِي وَمَنْ دَخَلَ حِصْنِيْ اَمِنَ مِنْ عَذَابِي

''لا الٰہ الا اللہ یہ میرا قلعہ ہے جو اس میں داخل ہو گیا تو وہ ہر عذاب سے محفوظ ہو گیا''۔

اور جیسا کہ ہر دفعہ مجھے رُک کر ایک جملہ کہنا پڑتا ہے وہ یہ ہے کہ یہ بالکل ایک جیسی دو حدیثیں ہیں۔ ایک جیسی کا کیا مطلب ہے؟ ایک جیسی کا مطلب یہ ہے کہ راویوں کے نام دونوں حدیثوں میں بالکل اسی حساب سے ہیں۔ پہلی حدیث میں بھی آٹھویں امامؑ نے یہی کہا، اور دوسری حدیث میں بھی امامؑ نے یہی کہا۔ یعنی آٹھویں سے سلسلہ پہلے امامؑ تک اور پہلے امامؑ سے رسولؐ خدا تک اور رسولؐ خدا کو خدا نے فرمائی ہے۔ اور دونوں حدیثوں میں ایک جملہ بالکل ایک جیسا ہے وہ یہ ہے:

اَمِنَ مِنْ عَذَابِي

''وہ میرے عذاب سے بچ گیا''۔

راوی بھی ایک جیسے دونوں حدیثوں میں، دوسرا جملہ بھی ایک جیسا۔

Presented by Ziaraat.Com

ہاں ــــــ!

پہلا جملہ، ایک حدیث یہ ہے جو نیشاپور میں ارشاد فرمائی:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حِصْنِی وَمَنْ دَخَلَ حِصْنِیْ اَمِنَ مِنْ عَذَابِیْ

''لا الٰہ الا اللہ میرا قلعہ ہے جو اس میں داخل ہوگیا تو وہ میرے عذاب سے مامون رہا''۔

اور دوسری حدیث انھی آٹھویں امامؑ نے بعد میں ارشاد فرمائی جو آج بھی مشہد مقدس میں آٹھویں امامؑ کی ضریح کے سرہانے دیوار پر لکھی ہے:

حُبُّ عَلِیٍّ حِصْنِی وَمَنْ دَخَلَ حِصْنِی اَمِنَ مِنْ عَذَابِیْ

''علیؑ کی محبت بھی میرا قلعہ ہے جو اس میں داخل ہوگیا وہ ہر عذاب سے محفوظ ہوگیا'' ـــــ (نعرۂ حیدری)

دو حدیثیں، راوی بالکل ایک جیسے، تو یہ وہ سلسلۂ روایت ہے کہ جس میں کوئی راوی غیر معصومؑ داخل ہی نہیں ہے۔ اور وعدہ بھی ایک ہی جیسا مگر جو اصل بات مجھے عرض کرنا تھی وہ یہ نہیں ہے۔ یہ موقع ملا۔ ضمناً، مختصراً میں نے ایک بہت پرانی دہرا تو دی لیکن اصل بات یہ تھی کہ یہ حدیث امام نے ارشاد فرمائی۔ علماء نیشاپور کے اصرار پر، محدثین نیشاپور کی خواہش پر اور اس جمِ غفیر کے اس اصرار پر کہ اے فرزندِ رسولؐ! حدیثیں بہت سنی ہیں کہ براہ راست آپ سے سننا ہے، سواری کا پردہ امام نے گرایا اور قافلہ آگے چلا مگر چند قدم چل کر آگے رُک گیا اور محمل کا پردہ اُٹھا کر امام نے ایک اصول دیا، اور یہی اصول ہماری آج کی مجلس میں زیارت کے حوالے سے بھی آرہا ہے اور سورۂ نساء کی آیت جو پہلے ہی دن سے چل رہی ہے اسی کے حوالے سے بھی یہ اصول صحیح ہے۔

لٰکِنْ بِشَرْطِهَا وَشُرُوْطِهَا

Presented by Ziaraat.Com

یہ فرمایا اور دوبارہ محمل کا پردہ گر گیا اور اب جو سواری چلی تو سیدھا دار الخلافہ مرو جا کر رُکی۔ اب اس جملے کا مطلب کیا ہے؟ ابھی امامؑ فرما رہے ہیں: "لا الٰہ الا اللہ میں داخل ہونے والا عذابِ خدا سے بچ گیا"۔

لیکن چند قدم آگے بڑھے، رُکے اور کہا: "لیکن یاد رکھنا! مگر اس کی کچھ شرط و شروط ہیں"۔ لیکن یہ خالی اسی حدیث کے لیے امامؑ نے نہیں کہا بلکہ یہ ہر حدیث کے لیے امامؑ نے ارشاد فرمایا۔

تو اے میرے بچو! اے نوجوانو ــــــ!

جب کبھی کسی کتاب میں کوئی حدیث نظر آئے یا قرآن میں کوئی آیت نظر آئے، آیت کھولتے ہی کوئی پیغام نظر آئے تو فوراً اس پہ عمل نہیں کرنا ہے بلکہ آٹھویں امامؑ کے اصول کو یاد رکھنا ہے کہ ہر قولِ خدا اور قولِ امامؑ کی شرائط ہوتی ہیں۔ ان شرائط کو پورا کیا جائے تب اس کا پورا فائدہ ملا کرتا ہے۔ یہی زیارت کے حوالے سے بھی ہے کہ زیارت کی شرائط ہوتی ہیں۔

تو جب وہ شرائط پوری کی جائیں تو زیارت کا پورا فائدہ ملا کرتا ہے اور زیارت کی شرائط میں ایک اہم ترین شرط اس آیت میں آ گئی جسے میں نے تین دن سے تلاوت کیا سرنامے کے طور پر اور تاانباً کل سے یہ آیت بدل جائے گی۔

چار دن ہو گئے جس آیت کی تلاوت کو وہ آیت یہی پیغام دے رہی ہے کہ دیکھو! ہر حکم کو پڑھتے ہی عمل نہیں کرنا ہے بلکہ اس کی شرائط پر بھی غور کرنا ہے۔ ہر حکمِ معصوم کو سنتے ہی عمل نہیں کرنا ہے بلکہ اس کی شرائط کو ڈھونڈنا ہے اور وہ آیت جو زیارت کی شرائط بتا رہی ہے تو اعلان ہو رہا ہے: وَلَوْ اَنَّھُمْ۔

چوتھا دن ہے اب اس آیت کا ابھی پورا ترجمہ نہیں آ سکا، آج چونکہ میں اس آیت کو اس عشرے میں آخری دفعہ پڑھ رہا ہوں اس لیے ترجمہ کر کے پیغام مکمل

Presented by Ziaraat.Com

کرکے کل سے ان شاء اللہ دوسری آیت اور یہی عنوان آگے بڑھے گا۔

تو ترجمہ: "اے حبیبؐ! یہ لوگ جو گناہ گار ہیں"۔

لفظ قرآن نے یہ استعمال کیا ہے کہ یہ لوگ جنھوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے لیکن جیسا کہ پہلی مجلس کا پورا وقت حضرت ابوذر غفاریؓ کے اسی جملے کو سمجھانے میں صَرف ہوگیا کہ ہر گناہ کا مطلب ہے اپنے آپ پر ظلم کرنا اور جہاں یہ لفظ آجائے کہ اپنے آپ پر ظلم کرنا، اس کا مطلب ہے یہ گناہ ہے خالی!

یہاں نہیں بلکہ قرآن نے بھی یہی لکھا ہے جو ابوذرؓ کا جملہ ہے:

وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ (سورۃ طلاق آیہ ۱)

"جس نے کسی بھی قانونِ خدا کو توڑا ہے اس نے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے"۔

تو خیر ___!

زیارت کی بھی شرط و شروط ہیں۔ ہر حکمِ اسلامی کی شرط و شروط ہیں اور اسی لیے ہم کو اجتہاد کی ضرورت پڑتی ہے۔ ہمارے سامنے تو ایک حدیث ہے۔ ہمیں پتہ ہے کہ باقی ۶۹ ہزار حدیثوں کے اندر کیا شرط و شروط آئی ہیں۔ تو ہمیں جانا پڑتا ہے اس کے پاس جو پوری ۷۰ ہزار احادیث پڑھے ہوئے اور ان پر غور کیے ہوئے ہے۔

اب آئیے ___!

تو قرآن کریم کی آیت میں بھی یہی پیغام دیا جا رہا ہے۔ آیت کیا بتا رہی ہے؟ آیت یہ بتا رہی ہے؟ "اے صاحبانِ ایمان! تم نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی آیت کبھی پڑھی ہے؟"

ہر مومن کہے گا: پڑھی ہے۔ قرآن میں کسی کو کچھ یاد ہو کہ نہ ہو، بسم اللہ ضرور یاد ہے، اور بسم اللہ اس لیے بھی یاد ہے کہ کبھی بسم اللہ پڑھ کر جو کام کریں اس میں

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina
Presented by Ziaraat.Com

برکت ہوتی ہے لیکن برکت کے علاوہ اس کے اندر ایک ایسا پیغام ہے جو مومن کے لیے بہت کام آتا ہے: وہ یہ کہ یہ مومن کے لیے ہر مشکل کا حل ہے اور ہر بیماری کی شفا بھی ہے۔

تو خیر ــــــ!

آیت کا ترجمہ سنیے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ

''اے حبیبؐ! اگر گناہگار چل کر تیرے پاس آئے''۔

یہ زیارت ہوگئی، تیرے پاس آنا پڑے گا، تجھے چھوڑ کر اگر بیٹھا کہ نہیں بھئی! ہم رسولؐ کے پاس کیوں جائیں؟ قرآن کہتا ہے: اس کو کوئی رحمت اور برکت نہیں ملے گی۔

جَآءُوْكَ

''تیرے پاس آنا''۔

فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ

اور آنے کے بعد اسے اپنے گناہوں کی خدا سے توبہ کرنا ہے، خالی ضریح کو چوم کر نہیں آجانا ہے: خالی خانۂ خدا کی دیوار کو چھو کر نہیں آنا ہے، خالی کربلا میں آقا حسینؑ کی ضریح کو چوم کر نہیں آنا ہے، کہا:

فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ

اور اللہ سے استغفار کرنا ہے، یعنی گناہوں کی توبہ۔ نہیں بات پوری نہیں ہوئی:

فَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ

اور رسولؐ کو اتنا راضی کرنا ہے کہ رسولؐ بھی اس کے لیے دعا کرنے کو تیار ہو جائیں۔

www.ziaraat.com Sabeel-e-Sakina

Presented by Ziaraat.Com

قرآن نے دو شرطیں لگائیں: تیرے پاس آئیں، ڈائریکٹ اللہ کے پاس جانے کا ارادہ نہ کرے۔ رسولؐ کے ذریعہ جائیں اللہ کے پاس اور اتنے خوش ہوجائیں اپنے پاس آنے والے سے کہ اس کے حق میں دعا کریں:

لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا

تب یہ لوگ پائیں گے کہ اللہ تواب بھی ہے اور رحیم بھی ہے۔

آیت کا ترجمہ:

"اے حبیبؐ! تیرے پاس آکر، تجھ سے دعا کروانے والے
تب وہ دیکھیں گے کہ اللہ رحیم ہے"۔۔۔۔۔۔! (صلواۃ)

ذکرِ مصائب (مجلسِ عزا میں جنابِ سیدہ فاطمہ زہراءؑ کا آنا)

دیکھئے۔۔۔۔۔۔!

کربلا تو کربلا ہے۔ کربلا سے نسبت رکھنے والا، جو وہاں زیارت کر کے آرہا ہے وہ بھی اتنا قابلِ احترام ہوگیا ہے کہ وہ بھی دوسرے گناہگار کی شفاعت کرنے کا اہل ہوجاتا ہے۔ اور تحفۂ فاطمہؑ کا حق دار بھی بن جاتا ہے۔

یا تو ہم نے جنابِ حُرؑ کے بارے میں سنا ہے کہ جب آقا حسینؑ حُرؑ کے سرہانے گئے تھے اور خون دیکھا تھا تو رومالِ زہراءؑ نکال کر حُرؑ کے سر پر باندھا اور وہ ایسا رومال تھا کہ جب پانچ سو سال بعد ایک بادشاہ نے قبر کھو کر رومال ہٹایا تو تازہ خون دوبارہ جوش کھانے لگا۔

اور ایک ہم نے اس کے بارے میں سنا کہ زائرِ کربلا نے اگر سفارش کی ہے تو شہزادیؑ نے خالی خواہش پوری نہیں کی ہے بلکہ کہا کہ میرے بیٹے کا زائر آیا ہے۔ اس کا تو اتنا احترام ہوگا کہ خصوصی تحفہ بھجوایا جا رہا ہے تو حسینؑ سے ذرا سی نسبت رکھنے

Presented by Ziaraat.Com

والا زائر یہاں پہ عبا رکھوائی اور وہاں پر حسینؑ ہے جُرمؑ کا خون روکنے کے لیے عمامہ پہنایا۔

ہم اور آپ بھی آقا حسینؑ سے ایک نسبت رکھتے ہیں نا۔

ٹھیک ہے ——!

وہ زائر ہے اور جیسا کہ میری اطلاع ہے کہ آج کافی زائرین واپس آجائیں گے شارجہ میں تو کل سے میرا عنوان ذرا سا بدلے گا لیکن خالی زائر کی بات بھی اس لیے ہوئی تھی کہ اگر علَم اور تابوت کی نسبت ہے تو اسی طرح زائر کی بھی ایک نسبت ہے۔ تو ہماری بھی تو ایک نسبت ہے۔ ہم بھی تو صفِ عزا پر آکر بیٹھ کر حسینؑ، فاطمہؑ کے لال کا ماتم کرتے ہیں۔

ارے ——!

آپ میں سے ہر ایک گواہی دے گا۔ موت ہر گھر میں آئی ہے۔ ہم نے اپنے باپ کا کبھی اتنا ماتم نہ کیا۔ وقت گزرا اور ہم بھولتے چلے گئے مگر حسینؑ کا ماتم وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ بڑھتا چلا جاتا ہے۔

ایسے بھی لوگ ہیں جن کا جوان بیٹا مر گیا ہوگا کبھی لیکن انھوں نے کبھی اس کا اتنا ماتم نہیں کیا ہوگا جتنا اکبرؑ کا ماتم کیا ہوگا۔

ایسے بھی لوگ اس مجمع میں ہوں گے جن کا جوان بھائی ان سے جدا ہو گیا ہوگا مگر کبھی اتنا ماتم نہ کیا ہوگا جتنا آپ نے عباسؑ کا ماتم کیا ہوگا؟

تو آقا ——!

جو ایک اصول چل رہا ہے مسلسل مجلس اور فطرس سے کہ جو چیز آپؑ سے منسوب ہو جاتی ہے وہ لکڑی کا ٹکڑا بھی قابلِ احترام ہو جاتا ہے۔ وہ علَم بھی قابلِ احترام ہو جاتا ہے۔ آپؑ کا زائر بھی قابلِ احترام ہو جاتا ہے۔ عبا کا تذکرہ آتا ہے تو ہم

Presented by Ziaraat.Com

اور آپ بھی یعنی مجمع، ہم لوگ بھی آپ سے ایک نسبت رکھتے ہیں اپنے گھرانے کا ماتم نہیں کرتے بلکہ آپؑ کا ماتم کرتے ہیں ہمارے لیے بھی کوئی تحفہ ہے؟

کہا: ہاں! تمہارے لیے تحفہ یہ ہے کہ میری ماں اپنا رومال لے کر تمہارے درمیان میں آتی ہیں، تمہارے یہ آنسو فاطمہ زہراؑ کے رومال میں جمع ہوتے ہیں۔ اور وہ بھی جگہ، ساتھ میں تمہیں کتنی بڑی سعادت ملتی ہے۔

یہ روایت اب جو میں پڑھ رہا ہوں یہ پڑھنے کی مجھ میں ہمت نہیں ہوتی ہے، اس کا آخری جملہ مجھے شہزادیؑ کی شان میں گستاخی لگتا ہے لیکن جب شہزادی کا اپنا یہ عمل ہے۔ تم نے پوچھا کہ زائر زیارت کر کے آیا تو نسبت ہوگئی کربلا سے تو اتنا بڑا رُتبہ آیا۔ فاطمہؑ نے ہمیں بجوائی تو جو صفِ عزا پر بیٹھ کر اسی حسینؑ کا ماتم کر رہا ہے اس کا رُتبہ تو اتنا بڑا ہوتا ہے کہ ایک طرف اس کے آنسو رومالِ زہراؑ میں جمع ہو رہے ہیں اور دوسری جانب حالت یہ ہے کہ جب اس زہری نے مدینے میں آقا سجادؑ کے کہنے پہ کربلا والوں کی پہلی مجلس منعقد کی تھی اور سارا مدینہ ٹوٹ کر اس مجلس میں آ گیا تھا۔

بھرا ہوا مجمع ہے، اب زہری جاتے ہیں آقا سجادؑ کو لینے کے لیے تو کیا دیکھا کہ آقا سجادؑ تو خود میرے دروازے پر کھڑے ہیں۔ گھبرا کر کہا: مولاؑ! آپؑ نے زحمت کی، میں تو آپ کو لینے جا رہا تھا۔

عجیب جواب تھا آقاؑ کا۔

کہا: زہری! جہاں میرے باباؑ کا ذکر کیا جائے ضروری نہیں ہے کہ کوئی مجھے بلانے جائے جہاں بھی یہ ذکرِ حسینؑ ہوگا وہاں میں خود آؤں گا۔

عزادارو ـــــــ!

اس مجلس میں بھی آقا سجادؑ کسی نہ کسی حوالے سے موجود ہیں۔ زہری استقبال کر کے منبر کے قریب لا کر بٹھاتے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

آخری جملہ ــــ!

استقبال کیا، منبر کے قریب بٹھایا، خطیب نے مجلس میں کربلا کے مصائب میں وہ مصائب پڑھے جو اکبرؑ کے مصائب ہیں۔

اللہ! اللہ ــــ!

کربلا کا یہ جوان اس طرح سے مارا گیا، اپنے تو اپنے غیر بھی رو دیے۔

شام کی ایک بستی جو عیسائیوں کی ہے۔ واقعہ آپ کا سنا ہوا ہے نا۔ عیسائی عورت کی نگاہ اکبرؑ کے کٹے ہوئے سر پر پڑتی ہے تو بے اختیار کہتی ہے: اللہ کرے اس جوان کی ماں مر چکی ہو۔

جب لیلیٰؑ نے یہ آواز سنی تو کہا: تو اس جوان کی ماں کو بددعا کیوں دے رہی ہو؟

کہا: ہم غیر ضرور ہیں، ہم عیسائی ہیں لیکن ہم سے اس جوان کا کٹا سر نہیں دیکھا جا رہا۔

ہائے ــــ!

اگر ماں زندہ ہوگی تو کس دل سے اپنے جوان بیٹے کا ایسا چمکتا ہوا، کٹا ہوا سر دیکھا ہوگا؟

کربلا کا واحد شہید ہے جب گھوڑے پہ سوار ہو کر چلا تو ایسے لگا کہ کوئی میرے پیچھے پیچھے آ رہا ہے۔ مڑ کر دیکھا تو کیا دیکھا کہ میرا ستاون سال کا بوڑھا باپ پیدل چلا آ رہا ہے۔ جیسے جیسے میں گھوڑے کی رفتار بڑھا رہا ہوں، ویسے ویسے حسینؑ اپنی رفتار بڑھا رہے ہیں۔

کہا: اکبرؑ! گھبرا کر رک گیا۔

کہا: باباؑ! آپؑ یہ زحمت کیوں کر رہے ہیں؟

تو عجیب جواب تھا نا۔

Presented by Ziaraat.Com

کہا: اکبرؑ! تیرا جوان بیٹا نہیں ہے، تجھے نہیں پتا اس وقت بوڑھے باپ کے دل پر کیا قیامت گزر رہی ہے۔

آپ رو دیجیے تو اب ذرا سوچیے ——!

مدینہ ہے، ابھی کربلا کے واقعہ کا ایک سال بھی نہیں گزرا ہے، اکبرؑ کی جوانی ہر ایک کے سامنے ہے۔ خطیب نے اکبرؑ کا تذکرہ کیا تو لوگوں کے سر دیواروں سے ٹکرانے لگے۔ ایسا کہرام بپا ہوا کہ کسی کو کسی کی خبر نہ رہی۔ اور اختتامِ مجلس پر بانیٔ مجلس قریب آئے تو دیکھا کہ میں تو مولا سجادؑ کو منبر کے پاس بٹھا کر گیا تھا لیکن وہاں مولاؑ نہیں ہیں۔

ارے ——!

ڈھونڈتا ہوا چلا تو جہاں سے عزادار مجلس میں داخل ہوتے ہیں وہاں میرا مظلوم آقا غشی کی حالت میں پڑا ہے۔

شہزادی! آپؑ نے اس کو عبا بھجوائی وہ زائرِ کربلا ہے لیکن ہم کو اس صفِ عزا سے کیا ملے گا؟ تو سجادؑ کو وہاں دیکھا، پانی چھڑکا۔ ہاتھ جوڑ کر کہا: مولاؑ! میں آپ کو منبر کے قریب بٹھا کر گیا تھا لیکن آپ یہاں کیسے پہنچ گئے؟

کہا: جیسے ہی خطیب نے میرے باباؑ کا ذکر شروع کیا تو میں نے دیکھا کہ آسمان سے اُتر کر میری دادی فاطمہ زہراؑ آ رہی ہیں، اور اسی جگہ بیٹھ کر ہاتھ پھیلا کر دعا دے رہی ہیں:

"خداوندا! جس کا کوئی ماتم کرنے والا نہ تھا یہ میرے لال کے ماتمی ہیں، انھیں ہر پریشانی سے بچا"۔

ماتم حسینؑ!...... ماتم حسینؑ!

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوٓا اَيَّ مُنقَلَبٍ يَّنقَلِبُونَ

Presented by Ziaraat.Com

مجلسِ پنجم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ○

(سورۂ نساء آیہ ۶۴)

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (آل عمران، آیہ ۸)

۱۴۳۱ ہجری کے امام بارگاہ علی رضا شاہ جہ کے اس چھٹے عشرے کی آدھی مجالس ہوگئی ہیں اور آدھی مجالس باقی ہیں۔ تو موضوع یا عنوان بھی دو حصوں میں تقسیم ہوگیا ہے۔ پہلی ساڑھے چار مجالس کا عنوان الگ ہے اور آخری ساڑھے چار مجالس کا عنوان الگ ہے۔ یہ ساڑھے کا حساب آج کی مجلس کے عنوان سے ہے۔ آج کی آدھی مجلس وہ ہے کہ جس عنوان پر میں مسلسل چار دن سے خطاب کرتا رہا ہوں اور آدھی ہی مجلس سے ہمارا عنوان بدل کر اس موضوع پر ہو جائے گا جو آج سے لے کر آخری مجلس تک ان شاء اللہ آپ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔

اور یہ جو دو عنوان ہیں اس کے لیے آج میں نے دو آیات کی تلاوت کی ہے۔ پہلی آیت پہلے عنوان کو بتا رہی ہے جو آج کی آدھی مجلس میں مکمل ہو جائے گا

Presented by Ziaraat.Com

اور دوسری آیت۔ پھر اسی آیت سے ربط دے کر آج کے اہم ترین مسئلے کی جانب آپ کو لے کر جا رہی ہے۔

اور یہ بھی ذہن میں رکھیے گا کہ یہ ہمارے دو الگ الگ عنوان پورا سال، اگر ایک سال میں آپ کو باون شبِ جمعہ ملتی ہیں تو یہ دونوں عنوانات پورے سال کی ہر شبِ جمعہ کے لیے ویسے ہی مومن کو یاد رکھنا ہیں اور اس پر عمل کرنا ہے پورا۔

میں یہ بات بھی عرض کر دوں اور میں بھی جتنی مرتبہ اس امام بارگاہ میں حاضری کی برکت اور سعادت حاصل کر چکا ہوں تو ہر شبِ جمعہ اپنے تین پیغامات تو الگ ہیں اس کو میں نہیں دہرا رہا ہوں۔ وہ تو آدھے مجمع کو یاد ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کو پورے سال کی باون شبِ جمعہ کے لیے یہ دونوں باتیں آپ کو ذہن میں رکھنا ہیں جو آج کی ہماری تقریر کے دو حصے ہیں۔

پہلی آیت سورۂ نساء کی چونسٹھویں آیت ہے اور دوسری آیت، سورہ آل عمران کی وہ آیت ہے جس کو لوگ نماز میں دعائے قنوت میں تلاوت کرتے ہیں مگر شہزادی کونینؑ نے اپنے حق فدک کے حوالے سے جو عظیم الشان خطبہ دیا تھا اس خطبہ میں بھی شہزادی نے اس آیت کو بہت نمایاں طریقے سے تلاوت کیا تھا۔

اور نمایاں طریقے سے میری مراد یہ ہے کہ جو مجمع اس وقت شہزادی کونینؑ کے سامنے تھا اسے خاص طور پر اس آیت کو یاد دلانا تھا لیکن خاص طور پر ورنہ یہ آیت ہمارے اور آپ کے لیے بھی ہے۔

آیئے ــــــ!

میں پہلے آیتوں کا ترجمہ کروں کہیں ایسا نہ ہو کہ تقریر اتنی پھیلتی چلی جائے کہ آخر تک آیت کے ترجمہ کا موقع ہی نہ ملے۔

پہلی آیت تو آپ چار دن سماعت فرما چکے ہیں اور آج پانچویں دن بھی۔

Presented by Ziaraat.Com

اور جیسا کہ ابھی برادر محترم اقبال کرمانی صاحب سے اعلان سن رہے تھے کہ کل کی رات وفاتِ رسولؐ خدا کی رات ہے، پرسوں کا دن وفاتِ رسولؐ خدا کا دن ہے ___ (صلواۃ)

دنیا بھر میں جہاں مومنین اور مومنات ہیں وہ کل زیارت کی شکل میں اپنا سلام اللہ کے رسول کو اپنے اپنے گھروں میں بیٹھ کر پہنچا رہے ہوں گے اور تقریباً تمام مسجدوں اور امام بارگاہوں میں رسولؐ خدا کی زیارت خصوصی طور پر پڑھی جا رہی ہوگی۔

یہ آیت جس کو میں چار دن سے عنوان بنا رہا ہوں۔ چار دن سے تو کچھ بھی نہیں لیکن یہ دیکھتے ہوئے کہ زیارت سے آنے والوں کی کثیر تعداد آچکی ہے۔
میں موضوع کو سمیٹ رہا ہوں اس لیے میں نے اس کو چار دن تلاوت کیا۔ تو اس آیت کا ترجمہ یہ ہے:

"سن لو اے گناہگارو! تم نے بڑے سے بڑا گناہ کیا ہو، ایک بار ہمارے حبیب کی بارگاہ میں چلے جاؤ"۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ

"اے رسولؐ! یہ گناہ کرنے والے، اپنے آپ پہ ظلم کرنے والے، کتنے ہی ان کے اعمال میں گناہ کیوں نہ بھرے رہوں اگر تیرے پاس آجائیں، اللہ سے توبہ کریں اور تو ان کے حق میں دعا کرنے کو تیار ہو جائے۔

لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا

"تو یہ دیکھیں گے کہ اللہ کتنی جلدی توبہ قبول کرنے والا ہے اور کتنا رحمٰن و رحیم ہے"۔

Presented by Ziaraat.Com

اللہ کو یہ کب رحیم دیکھیں گے؟
جب رسولؐ کے پاس آئیں گے۔ اگر کوئی رسولؐ کے پاس آنے کو تیار نہیں ہے تو وہ رحمتِ خدا کو نہیں دیکھ پائے گا اور اگر کوئی آ جاتا ہے مگر رسولؐ اسے کسی وجہ سے اتنے ناراض ہیں کہ اس کے حق میں دعا کرنے کو تیار نہیں ہوتے ہیں تب بھی وہ اللہ کی رحمت کو نہیں دیکھ پائیں گے۔

اب یہ جملہ میں ذرا سا ایسا کہہ گیا کہ بہت سے لوگوں کے ذہن کھٹکا ہوگا۔ اگر رسولؐ کسی وجہ سے ناراض ہیں تو اس کے لیے دعا نہیں کریں گے۔ یقیناً رحمۃ للعالمینؐ رسولؐ، صاحب خلق عظیم رسول کہ کتنے ہی لوگ ایسے آتے ہیں کہ ناگواری سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ ان کے حق میں دعا کرنے سے منع کر دیتے ہیں۔

تو اب دوسری آیت:

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا

مومن کی پہچان یہ بتائی گئی کہ ہر وقت اس کے دماغ میں خطرہ اور خوف ہوتا ہے اور اس خوف اور خطرے کی وجہ سے ہر وقت اس کی زبان پر یہ دعا ہوتی ہے:

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا

"اے خدا! ہدایت ملنے کے بعد دوبارہ ہم گمراہی کی جانب نہ جانے پائیں"۔

یہ وہ دعا ہے کہ جو مومن کی پہچان فقط اس لیے بنتی ہے کہ مومن ہر وقت ڈرتا رہتا ہے کہ یہ ایمان جو مل گیا ہے تو یہ ایمان چھینا بھی جا سکتا ہے۔

اب یہ دو باتیں:

(۱) زیارت (۲) ایمان کے چھین لیے جانے کا خطرہ۔

یہ ہر شبِ جمعہ مومن کی ذمہ داری ہے۔ چنانچہ آپ کو معلوم ہے کہ ہر شب

Presented by Ziaraat.Com

جمعہ دنیا میں جہاں جہاں مومنین ہیں وہ زیارت وارثہ کی تلاوت ضرور کرتے ہیں۔

تو ہر شب جمعہ کو زیارت، چاہے کربلا میں جا کر کرو تو کیا کہنا اور اپنے گھر میں پڑھو تب بھی۔

جناب مسلمؑ ابن عقیلؑ کی سنت بھی ہے۔ جب آپ کو دارالامارہ کی چھت پر لے جایا گیا تھا اور ابن زیاد کے جلاد کی تلوار جناب مسلمؑ کی گردن کی جانب بڑھی تھی تو اگرچہ جناب مسلمؑ اور آقا حسینؑ میں سیکڑوں میل کا فاصلہ تھا مگر اسی جگہ کھڑے کھڑے گھوم کر مکّے کا رُخ کیا اور وہی دارالامارہ کی چھت سے آقا کو سلام کیا تھا اور امام حسینؑ اس وقت راستے میں جہاں رُکے تھے وہی یہ کھڑے ہو کر کوفے کا رُخ کر کے جناب مسلمؑ کے سلام کا جواب بھی دیا تھا۔ (صلوۃ)

ایک سنت، ایک طریقہ اور ایک اصول جناب مسلمؑ ابن عقیلؑ نے قائم کیا جو پوری یاد ن شب جمعہ آپ کے کام آئے گا اور آپ میں سے جو حضرات حالات کی وجہ سے، شریعت کی ذمہ داریوں کی وجہ سے یا اور کسی وجہ سے اس سال ان مومنین اور مومنات کے ساتھ کربلا نہ جاسکے جو اربعین پہ کربلا کی زیارت کر کے آرہے ہیں۔ لیکن خلوصِ دل کے ساتھ آپ نے اپنے گھر کے صحن میں یا گھر کے کمرے میں اربعین کے دن آقا حسینؑ کو سلام کیا نہ صرف یہ کہ آپ کا وہ سلام پہنچا بلکہ روایات کے مطابق بہت سارے حاضر لوگوں کو سلام کا جواب نہیں ملتا اور بہت دُور سے سلام کرنے والے کو اس کا جواب مل جاتا ہے۔ یہ بات آپ کو ہر شب جمعہ یاد رکھنا ہے۔

ہادی علی بغدادی کا واقعہ، گھر جا کر مفاتیح الجنان میں دیکھ لیجیے گا اگرچہ یہ ساتویں امامؑ کے حالات میں ہے لیکن اس کا ایک جملہ یہ ہے کہ آج پروردگار اعلان کرتا ہے: اَمَانٌ، اَمَانٌ، اَمَانٌ۔

ایک نہیں، دو نہیں بلکہ تین مرتبہ امان ہے ان لوگوں کے لیے جو امام حسینؑ کی

Presented by Ziaraat.Com

قبر کی زیارت کرنے والے ہیں۔

اور یہ پیغام حضرت اُم المومنین جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا اور حضرت اُم الائمہ جناب سیّدہ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا۔ (صلواۃ)

ان کی جانب سے روزِ قیامت ملے گا۔ جب سواریاں جا رہی ہوں گی ان شہزادوں کی تو اس وقت شہزادیاں یہ بات فرمائیں گی: اَمَانْ، اَمَانْ، اَمَانْ۔

یعنی امان ہے، امان ہے، امان ہے ان لوگوں کے لیے جنھوں نے میرے بیٹے امام حسینؑ کی زیارت کی ہے۔ تو یہ پیغام ہر شب جمعہ کا ہے۔

اب میں چونکہ چار دن سے اس پر بات کر رہا ہوں۔ میں بات کو زیادہ نہیں پھیلانا چاہ رہا ہوں اور وہ ایمان والا مسئلہ اس کے بعد ہوتا ہے لیکن اسی سے ربط دیتے ہوئے ایک چھوٹی سی تو پہلے یہ عرض کردوں اور وہ یہ کہ چار دن یا سوا چار دن زیارت کی فضیلت، زیارت کی اہمیت، زیارت کے فضائل اور زیارت کرنے والے کا رُتبہ۔ یہ سب آپ نے سنا۔ پہلی مجلس کا جملہ آج پھر سن لیجیے لیکن ایک وہ لوگ ہیں جو بڑی قربانی دے کر، تکلیفیں برداشت کر کے دنیا کے ہر گوشے سے آقا حسینؑ کے روضے پہ پہنچتے ہیں۔

جا کر دیکھیے کہ سوا کروڑ کا مجمع جو زائرین کا آتا ہے۔ آج تک پوری تاریخ اسلام میں حج میں کبھی اتنا بڑا مجمع نہ ہوا۔ اس کا آدھا بھی نہیں ہوا بلکہ اس کا چوتھائی بھی نہیں ہوا۔

مگر ـــــ!

بعض ایسے خوش قسمت صاحبانِ ایمان ہیں جن کے بارے میں تاریخی اعتبار سے یہ ثابت ہے کہ آقا حسینؑ خود ان کے گھر چل کر آئے اور ان کو اپنی زیارت کروائی۔ ایک وہ ہیں جو زیارت کو جانے والے ہیں اور ایک وہ جن کے گھر میں آقا

Presented by Ziaraat.Com

حسینؑ آ کر ان کو زیارت کروانے والے ہیں اور باقاعدہ تاریخی اعتبار سے ثابت یہ واقعات ہیں جن کی ایک فہرست بھی بنائی جا سکتی ہے کیونکہ آقاؑ ہے پھر بتا بھی دیا کہ میں اس کے پاس آیا ہوں تو اس کی کون سی نیکی مجھے پسند آئی اور میں اس کے پاس آیا ہوں تو اس کا کون سا عمل مجھے پسند آیا۔

یہ پورا ایک موضوع ہے۔ میں صرف ایک اشارہ کر رہا ہوں اور ان میں سب سے اہم وہ ہیں کہ جن کے پاس خود آقا حسینؑ چل کر آتے ہیں۔ اس کا بیان میرے دوسرے موضوع میں ہوگا۔ لیکن بہت ہی مختصر دو ایسے واقعات جو آج کل اتنے مشہور ہو گئے ہیں کہ میرا یہ جملہ سمجھانے کے لیے ان بچوں اور نوجوانوں کو کافی ہے جن کی سمجھ میں شاید بات نہ آئی ہو کہ وہ کون ہیں؟

آج کل منبر پر دو واقعات بہت پڑھے جا رہے ہیں۔ ایک ایران کے ان مشہور عالمِ دین کا واقعہ جن کا تعلق ایران کے صوبہ سیستان سے ہے تو وہ حجۃ الاسلام آغا سیستانی کہلاتے ہیں سو سال پرانے۔

آپ نے ہر خطیب سے سنا اور وہ یہ ہے کہ وہ مومنہ جو اپنے حجاب کو بچانے کے لیے ساری زندگی گھر سے باہر نہیں نکلی، کیفیت یہ ہوئی کہ جب اس کا انتقال ہوا تو اس کی نمازِ جنازہ پڑھنے کے لیے خود حجتِ خدا زمانے کے امام تشریف لائے تھے اور یہ کہا:

> ''اس انداز سے جو ہمارے احکامات کی پابندی کرتا ہے خود امام چل کر اس کے جنازے پر آتا ہے''۔

تو ایک یہ واقعہ اور اب دوسرا واقعہ، شہر نیشاپور سے تعلق رکھنے والی ایک ضعیفہ کا۔

خیر ـــــ!

اب تو نیشاپور میں بہت ہی عالی شان ان کا روضہ بن چکا ہے۔ تو اس ضعیفہ کا

Presented by Ziaraat.Com

واقعہ، صرف اتنا سا واقعہ تھا کہ جو شخص پورے شہر کی طرف سے اموالِ شرعی، خمس وغیرہ لے کر خدمت امامؑ میں جا رہا تھا۔

اور یاد رہے ــــ!

یہ زمانہ امامؑ کی بات ہے۔ چھٹے امامؑ کی بارگاہ میں جا رہا ہے۔ اپنے شہر کا خمس لے کر اور لوگوں نے بڑی بڑی رقوم دیں تو شہر کے دروازے پر یہ ضعیفہ پہنچی کہ بیٹا! میرا خمس بھی لیتے جاؤ ــــ اور یہ شرما گیا۔

کہا: رومال کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا دے رہی ہیں؟ لوگ تو ایک ایک ملین درہم دے رہے ہیں۔

اور شاید ــــ!

ایک یا دو یا پانچ درہم دیئے کہ یہ لے کر جاؤ۔

اس نے کہا: میں نیشاپور سے مدینہ تک کا اتنا لمبا سفر کر کے امامؑ کی خدمت میں پہنچوں اور یہ معمولی سا امامؑ کی بارگاہ میں پیش کروں تو مجھے خود شرم آ جائے گی۔

اس ضعیفہ نے کہا: اس میں شرم کی کیا بات ہے۔ جتنا میرے مال میں حق امامؑ واجب ہے اتنا ہی تو میں دے رہی ہوں۔ جو اللہ نے مجھ پر واجب کیا وہ مجھ کو ادا کرنا ہے۔ اس میں شرم کی کیا بات ہے۔

یہ اصول اللہ کے ہاں تو نہیں چلتا ہے نا کہ اگر کوئی راہِ خدا میں ایک ملین کا ڈونیشن دے گا تو اس کو جہاز میں بٹھا کر اللہ جنت میں لے کر جائے گا اور ایک بیچارہ غریب جو آدھا درہم بھی نہیں دے پا رہا اس سے کہا جائے کہ تم جا کر ٹرین کے اکانومی کلاس کے ڈبے میں بیٹھو۔ پہلے پیسے والے پہنچ جائیں جنت میں پھر تمہیں راستہ ملے گا۔

رسولؐ خدا کی حدیث ہے: یہ بتاؤ کہ ایک، ایک لاکھ سے بڑا کب ہوتا ہے؟

Presented by Ziaraat.Com

مجمع نے کہا: یا رسولؐ اللہ! کبھی نہیں ہوتا ہے۔

پیغمبرؐ نے کہا: ہوتا ہے وہ ایسے کہ اللہ کے ہاں ایک جو ہے وہ ایک لاکھ سے بڑا ہو جاتا ہے۔

کب؟

کہا: جب راہِ خدا میں کہیں ڈونیشن دینے کا مرحلہ آئے۔ ایک آدمی کے پاس دس لاکھ ہیں۔ اس نے ایک نکال کر راہِ خدا میں دیا۔ سب لوگ تعریف کریں گے اور کرنی بھی چاہیے۔ پیسہ دینا آسان نہیں ہوتا ہے مگر ایک آدمی کے پاس صرف دو درہم ہوں اور دو میں سے ایک درہم اس نے راہِ خدا میں دے دیا ہو اللہ کے ہاں اس کے ایک درہم کا ثواب اس ایک لاکھ والے سے زیادہ ہے کیونکہ اس نے دو میں سے ایک دیا اور اس نے دس لاکھ میں سے ایک دیا ہے۔ (صلواۃ)

اور بھی یہ ایک حدیث اور سن لیجیے۔

یہ ان ایک لاکھ والوں کے لیے ہے۔ روایت یہ ہے کہ ایک دفعہ مولاؑ اس عنوان پر گفتگو کر رہے تھے جو مولاؑ کے پسندیدہ ترین موضوعات میں سے ایک ہے۔ نہج البلاغہ سے لے کر منبر کوفہ تک کے دیگر خطبات، پسندیدہ ترین موضوعات میں سے ایک تو توحید ہے اور ایک آخری زمانے کے حالات ہیں اور ان دونوں کے بیچ میں موت ہے۔ مولاؑ کسی نہ کسی حوالے سے موت کو یاد دلاتے ہیں اور یہ کہہ کر موت کو یاد دلاتے ہیں۔

سنو! خود موت انتہائی سخت مرحلہ ہے۔

یہ مولاؑ ہی کی حدیث ہے کہ آدمی کے بدن کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مولاؑ ہی کے تو قریب ترین صحابی ہیں۔ حضرت سلمانؓ کا انتقال مدائن میں ہوا۔ اعجازِ امامت سے مولاؑ مدینے سے

Presented by Ziaraat.Com

مدائن جا کر حضرت سلمان فارسیؓ کی نمازِ جنازہ ادا کرتے ہیں۔ وہ اعجازِ امامت جو عام طور پر معصوم کسی اور معصوم کی نمازِ جنازہ کے لیے اختیار کرتا ہے۔ آٹھویں امامؑ کی شہادت ہوئی تو نواں امامؑ اعجازِ امامت سے مدینے سے چل کر مشہد آتا ہے اور جب آقا حسینؑ کا بے گور و کفن لاشہ جلتی ہوئی ریت پر پڑا رہا تو ہتھکڑی اور بیڑی کا قیدی امامؑ راہِ کوفہ سے یہاں اعجازِ امامت سے آتا ہے مگر حضرت سلمانؓ فارسی کا رتبہ اتنا بڑا ہے کہ مولا علیؑ نے وہی اعجازِ امامت حضرت سلمانؓ کے لیے بھی دکھایا۔ آئے اور نماز پڑھی۔ تو وہ سلمانؓ، انھی کا تو جملہ ہے کہ جب میں پہنچا قبرستان میں اور قبر کے ایک مُردے سے سوال کیا: اے قبر کے رہنے والے! میں رسول کا صحابی ہوں، اپنے حق کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں۔

یہ مدائن کے قبرستان کی بات ہے۔ حضرت سلمانؓ بیمار ہوگئے تھے۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا تھا: سلمانؓ! جب تم اتنے بیمار ہو جاؤ کہ تمہارے بدن میں بستر سے کھڑے رہنے کی بھی طاقت نہ ہو تو کسی کا سہارا لے کر شہر کے قبرستان چلے جانا اور وہاں جا کر سلام کرنا اگر تمہیں سلام کا جواب مل جائے تو یقین کر لینا آج تمہاری زندگی کا آخری دن ہے۔

ساڑھے تین سو سال کا بوڑھا سلمانؓ، موت کوئی مرحلہ نہیں ہے لیکن جب اتنے بیمار پڑے کہ بستر سے اُٹھنے کی طاقت نہ رہی اور حضرت جناب اصبغ ابن نباتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملاقات کے لیے تشریف لائے۔

یہ مدینے سے آئے۔ ایک اصول یاد رکھیے گا کہ اسلام میں معصومینؑ کی زیارت تو ہے ہی بہت اہم لیکن اس کے علاوہ مجتہدین کرام، مراجع عظام، علمائے اعلام اور متقی لوگ اور اپنے رشتہ دار و اپنے والدین اور قریبی دوستوں کی زیارت کی بھی اہمیت ہے۔ وہ بھی زیارت کے لفظ میں آتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت اصبغ بن نباتہؓ، وہی جملہ جو برسوں میں نے آٹھویں امامؑ کی زیارت کے لیے عرض کیا تھا کہ لوگ تڑپ رہے ہیں، مدینے والے۔ ہائے ہمارا سردار! ہمارا آقا سلمانؓ، ہم سے دُور مدائن میں بھیج دیا گیا۔ ہم سلمانؓ کی زیارت سے محروم ہوگئے۔

پیغمبرؐ نے سلمانؓ کو اہلِ بیتؑ میں بھی شامل کیا تھا تو اصبغ ابن نباتہؓ۔

اچھا ـــــــ!

یہ بھی مولاؑ کے اتنے اہم صحابی تھے کہ اگر مجھے مجمع کو بتانا پڑے کہ اصبغؓ کون تھے تو دل چاہے گا کہ میں اپنا سر پیٹ لوں اگر کوئی مومن یہ کہے کہ ہمیں نہیں پتہ کہ اصبغؓ کون ہے؟

یہ انتہائی اہم ترین اصحاب امیرالمومنینؑ میں شمار ہوتے ہیں اور ان کے سوال کا جواب مولاؑ نے اس انداز سے دیا جو میرے کل کے جملے کی بھی دلیل تھا اور شاید آئندہ بھی یہ جملہ آئے گا۔

جب اصبغؓ نے کہا: مولاؑ! یہ بتایئے کہ قیامت کب آئے گی؟

بہت ہی مشہور مولاؑ کا ایک خطبہ ہے، دجّال کے حوالے سے، وہ اسی اصبغؓ کے سوال کا جواب ہے۔

کہا: مولاؑ! قیامت کب آئے گی؟

مولاؑ نے کہا: یہ تو نے ایسا سوال کیا جس کا جواب کسی بھی انسان کو نہیں معلوم، یہ خدائی راز ہے۔ اس کا علم سوائے خدا کے کسی کے پاس نہیں ہے۔ ہاں! میں تمہیں کچھ نشانیاں بتا سکتا ہوں جن سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اب دابۃ الارض کے ظاہر ہونے کا وقت آیا جو آخری زمانے کی ایک اہم نشانی ہے۔

تو یہ بہت اہم خطبہ ہے۔ اگر یہ خطبہ میں نہ پڑھ سکا ان تقاریر میں تو ایک

Presented by Ziaraat.Com

بہت ہی مشہور اور مختصر اُردو کتاب ہے: "قیامتِ صغریٰ" جس کو مرحوم مولانا کرم عباس زیدی نے تحریر کیا ہے۔ اس کے بالکل آخر پہ جا کر دیکھئے خطبہ اصبغ ابن نباتہؓ۔

تو یہ اصبغؓ ہیں جو بہت اہم صحابی ہیں۔ تو جناب سلمانؓ ان کے سہارے جب قبرستان میں گئے اور قبر کے مُردے نے سلام کا جواب دے کر اس بات کو ثابت کر دیا کہ اے سلمانؓ! آج تمہاری زندگی کا آخری دن ہے تو سلمانؓ نے گھبرا کر ایک سوال کیا: اے قبر کے مُردے! اتنا بتا دے جب موت آتی ہے تو آدمی پہ کیا گزرتی ہے؟

اصبغؓ کہتے ہیں: میں نے سنا، قبر کے مُردے نے ایسی تکلیف والی آہ بھری۔ اس نے کہا: سلمانؓ! مجھے مرے ہوئے پانچ سو سال سے زیادہ عرصہ گزر گیا ہے لیکن لگ رہا ہے کہ جیسے ابھی ابھی میری روح نکالی گئی ہے۔ موت کی وہ سختی میں اب تک محسوس کر رہا ہوں۔

اس نے کہا: بس! اتنا سنو! اگر سارے بدن کو تلواروں اور چھریوں سے ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے تب بھی وہ تکلیف کوئی تکلیف نہیں ہے۔ لیکن موت کی تکلیف کہیں زیادہ ہوتی ہے ـــــ (صلوٰۃ)

ذکرِ مصائب (بی بی فاطمہؑ کے مصائب)

رسولؐ خدا نے اپنی بیٹی کو رخصت کرتے ہوئے ایک نصیحت کی تھی۔ اب جنابِ فاطمہؑ اس نصیحت کی محتاج نہیں ہیں۔ یہ تو ہماری بیٹیوں کے لیے ایک سنت رسولؐ نے قائم کی ہے کہ باپ اپنی بیٹیوں کو الوداع کہے تو کیا کہہ کر اپنے گھر سے شوہر کے گھر بھجوائے۔

کہا: بیٹی! جس گھر میں تو جارہی ہے وہاں دولتِ دنیا کی تو کوئی چیز نہیں ہے مگر ایک بات کا خیال رکھنا کبھی کوئی ایسی فرمائش اپنے شوہر سے نہ کرنا جو اس وقت وہ

Presented by Ziaraat.Com

پورا نہ کر سکے اور اس کے دل کو دُکھ ہو۔

یہ جملے تو میں محاورتاً کہہ رہا ہوں، شہزادی کے لیے نہیں کہہ رہا ہوں۔

بی بی مرتے مرگئی لیکن شوہر سے کبھی کوئی خواہش نہیں کی لیکن اگر خواہش کی تھی تو ایک ہی کی تھی اور وہ یہ کہ جب شہزادی کو ماتم سے روکا گیا کل کی رات، وفاتِ رسولؐ خدا کی رات ہے اور پرسوں دوپہر کی مجلس میں آپ مصائب سنیں گے رسولؐ خدا کے لیکن مصائب سننے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر ایک کو پتہ ہے کہ کیا ہے۔

تو وہ وقت آیا کہ جب بی بی کو ماتم سے روکا گیا۔ اب فاطمہؑ نے کہا: اے ابوالحسنؑ! میں نے زندگی میں کبھی آپ سے کوئی خواہش نہیں کی ہے۔ لیکن آج میں زندگی میں پہلی اور آخری درخواست کرتی ہوں۔ وہ یہ کہ مدینے کے باہر مجھے کوئی ایسی جگہ لے کر دی جائے جہاں میں اپنے بابا کا ماتم کرسکوں۔

اور مولاؑ نے سلمان فارسیؓ کو لے کر جنت البقیع کے پیچھے وہ کمرہ بنایا: جو "بیت الاحزان" کے نام سے مشہور ہے۔ یہ دنیا کا پہلا امام بارگاہ ہے۔ مسجدیں بنائی علیؑ نے اور امام بارگاہوں کی بنیاد رکھی بتولؑ نے۔

بھئی ____!

یہ بیت الاحزان کیوں بنایا گیا؟ صرف رونے کے لیے۔ پھر وقت نماز آتا ہے تو فاطمہؑ اسی میں نماز پڑھتی ہیں۔

یہ ایک منزل، دوسری منزل یہ ہے کہ زندانِ شام سے اہلِ بیتؑ کی رہائی کا موقع آیا۔

یزید جناب سجادؑ کو بلا کر کہتا ہے: فرزندِ رسولؐ! میں نے فیصلہ کیا ہے کہ آپ کو رہا کردوں۔

سجادؑ نے ایک جملہ کہا: جب سے کربلا میں میرا بابا مارا گیا میں نے کوئی قدم

Presented by Ziaraat.Com

بھی پھوپھی کی اجازت اور مشورے کے بغیر نہیں اُٹھایا۔

سجادؑ امامِ وقت ہیں، زینبؑ امام نہیں ہیں مگر امامت بغیر زینبؑ کے ایک قدم نہیں اُٹھاتی ہے۔

کہا: پہلے پھوپھی سے جا کر مشورہ کروں گا جو پھوپھی کہے گی وہی سجادؑ کا جواب ہوگا۔اب سجادؑ پھوپھی کے پاس آئے۔

زینبؑ کبریٰ نے کہا: اچھا سجادؑ! وہ ظالم رہائی کی بات کر رہا ہے تو اس سے کہو ہماری تین شرائط ہیں۔اور تینوں شرائط یزید نے قبول کیں۔

پہلی شرط کیا تھی؟ وہی جو ماں کی سیرت ہے وہی زینبؑ کی سنت ہے۔

پہلی شرط یہ تھی کہ جب سے کربلا میں میرا بھیا حسینؑ مارا گیا میں دل کھول کر اپنے بھائی کا ماتم بھی نہ کرسکی۔ہمیں ایک مکان لے کر شام میں دیا جائے جہاں ہم اپنے لٹے ہوئے گھر کا ماتم کریں۔

یزید نے یہ شرط تو مانی لیکن آپ نے یہ جملہ اگر پوری توجہ کے ساتھ سنا تو ٹھیک ہے لیکن اگر سرسری سنا تو آپ نے زینبؑ کی اس خواہش کا حق ادا نہ کیا۔

یہ جملہ کتنا اہم بن جاتا ہے۔ جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ایک سال جو زینبؑ زندانِ شام میں رہتیں۔ ہمارے ہاں جو تین دن کی بھوک اور پیاس مشہور ہے شہیدوں کی بھوک اور پیاس ہے۔قیدی تو خدا معلوم کتنے دن بھوکے رہے اور کتنے دن پیاسے رہے۔اگر شامِ غریباں اتنا پانی آجاتا تو کوفے کے بازار میں اُم حبیبہؑ کے گھر کے سامنے سکینہؑ پانی نہ مانگتی۔اگر پانی مل جاتا تو راہِ شام میں جب شمر اپنے گھوڑوں تک کو پانی پلا رہا تھا ننھی سکینہؑ جا کر شمر سے پانی نہ مانگتی۔

اور ارے سب سے بڑھ کر ــــــ یہ تو زندانِ شام ہے نا۔ یہاں پانی اور کھانا نہیں آ رہا ہے مناسب۔سجادؑ نے صرف اتنا دیکھ لیا کہ میری پھوپھی سنت نماز بیٹھ کر

Presented by Ziaraat.Com

پڑھ رہی ہے جو اسلام میں صحت مند آدمی کو بھی اجازت ہے مگر گھبرا کر کہا:

پھوپھی اماں! آپؑ نے تو شامِ غریباں کو بھی نماز بیٹھ کر نہیں پڑھی اور آج آپ نماز بیٹھ کر پڑھ رہی ہیں۔

کہا: بیٹا! آنے والی غذا اتنی کم ہوتی ہے کہ میں اپنا حصّہ بھی بچوں کو دے دیتی ہوں اور آج پانی اور کھانے کی کمی سے زینبؑ اتنی کمزور ہوگئی ہے کہ سنت نماز بیٹھ کر پڑھ رہی ہے۔تو یہ پیاس کربلا سے شام تک رہی۔

ہاں ــــ!

یہ روایت ہمارے درمیان اتنی مشہور اس لیے نہیں ہوئی کہ کربلا میں تو بچے اَلعَطَش اَلعَطَش کہتے تھے، اس کے بعد بچوں کی یہ فریاد ہمیں سنائی دیتی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ پانی مل گیا ہوگا تو بچے خاموش ہوگئے۔

نہیں نہیں، بچوں کو پانی نہیں ملا۔ بچے خاموش کیوں ہوتے؟

فرات کے کنارے جب عباسؑ کا علَم ٹھنڈا ہوگیا اور بچوں کو پتہ چل گیا کہ اب تو پانی لانے والا کوئی نہ رہا تو شام تک یہ سب پیاسے گئے۔

زینبؑ کو پہلی شرط لگانا چاہیے تھی کہ یزید کو کہہ دے کہ ہمارے بچے کربلا سے پیاسے چلتے آرہے ہیں۔ ہمارے لیے پانی کا انتظام کیا جائے۔

زینبؑ نے پانی کی بات ہی نہیں کی، بلکہ آنسوؤں کی پیاس کی بات کی، عزاداری کی پیاس۔

اُدھر ماں فاطمہؑ بھوکی رہیں، پیاسی رہیں مگر کہا: ماتم کے لیے گھر چاہیے۔

زینبؑ بھوکی ہیں، زینبؑ پیاسی ہیں مگر کہا: ماتم کے لیے گھر چاہیے۔

ماں اور بیٹی کی سیرت میں جو ماتم کی خواہش آگئی تو ایک بات اور آگئی۔

ہاں ــــ!

Presented by Ziaraat.Com

جب ماتم ہوگا تو وہ دائرہ شریعت کے اندر ہوگا اور یہ پیغام فاطمہؑ نہیں دے سکتیں ہیں کیونکہ فاطمہؑ کا ہر عمل شریعت ہے۔ زینبؑ نہیں دے سکتیں ہیں۔ زینبؑ کا ہر عمل شریعت ہے۔ یہ پیغام تو کوئی اُمتی عورت دے سکتی ہے۔ تو اہلِ بیتؑ کے گھرانے میں ربابؑ۔

اب یہ ربابؑ سامنے آئیں جس نے بتایا کہ ماتم کی اہمیت اپنی جگہ لیکن ماتم شریعت کے دائرے میں اس طرح ہوتا ہے کہ ربابؑ شبِ عاشور سب سے زیادہ رو رہی تھیں۔

بلکہ ـــــ!

سب سے زیادہ میں نے غلط کہہ دیا، اصل میں یوں ہے شب عاشور ایک ہی تو بی بی تھی جو رو رہی تھی جس کا نام ہے ربابؑ۔

لیلیٰ اپنے اکبرؑ کو کل کے لیے تیار کر رہی ہیں۔ فروہؑ اپنے قاسمؑ کو تیار کر رہی ہیں۔ زینبؑ عونؑ و محمدؑ کو بٹھا کر کبھی ان کے جعفر طیارؑ اور کبھی ان کے نانا حیدرِ کرارؑ کے حالات بتا رہی ہیں۔ ایک ہی خیمہ تو ہے جہاں امامؑ نے بی بی کو روتے دیکھا اور وہ ربابؑ کا خیمہ ہے۔

کہا: ربابؑ! رو کیوں رہی ہو؟

کہا: میں دیکھ رہی ہوں کہ ہر بی بی کس طرح سے اپنی قربانی تیار کر رہی ہے لیکن میں؟ اللہ نے بڑی بیٹی دی ہے اور بیٹیاں میدان میں جہاد نہیں کرتیں اور چھوٹا بیٹا دیا ہے اصغرؑ، جو میدان میں چل کر بھی نہیں جا سکتا۔

میں ہوتا تو کہتا: شہزادی! کل پتہ چلے گا کہ آپ کا اصغرؑ ایسا جہاد کرے گا، دنیا اکبرؑ و عباسؑ کے جہاد کو بھول جائے گی اور آپؑ کی سکینہؑ شام کے قید خانے میں ایسا جہاد کرے گی۔

Presented by Ziaraat.Com

گیارہ محرم کا دن آیا، ہر بی بی اپنے اپنے وارث کے لاشے پر آئی۔ ربابؑ نے بھی حسینؑ کے لاشے کو دیکھا، طواف کیا اور کہا: اے میرے وارث! آج میں جلتی ریت پر آپؑ کا لاشہ دیکھ رہی ہوں۔ مولاؑ! آج میں جلتے سورج کے نیچے آپؑ کا لاشہ دیکھ رہی ہوں۔ کاش! آپؑ کی کنیز کے سر پہ چادر ہوتی تو وہ چادر آپؑ کے اُوپر ڈال دیتی۔ اس وقت میں آپؑ کی کوئی خدمت نہیں کر سکتی مگر ایک وعدہ ہے:

مولاؑ! آج کے بعد نہ تو کبھی چھت کے نیچے بیٹھوں گی اور نہ آج کے بعد کبھی فرش پر بیٹھوں گی۔

شام تو شام ربابؑ تو مدینے آ کر بھی ساری عمر چھت کے نیچے نہ بیٹھیں۔

ایک دن مدینے میں موسلا دھار بارش ہوئی۔

زینبؑ کی نگاہ پڑی، دیکھا ربابؑ بارش میں بُری طرح سے بھیگ رہی ہیں۔

کہا: ربابؑ! آج تو کمرے میں آ جاؤ۔

کہا: شہزادی! آج کیا فرق ہے؟

کہا: دیکھتی نہیں کتنی تیز بارش ہو رہی ہے۔

عزادارو ـــــــ!

ربابؑ نے کہا: شہزادی! یقیناً یہ بارش بہت تیز ہے مگر پانی کے قطروں کی بارش ہے۔ میں نے تو اپنے وارث حسینؑ پر تیروں کی بارش دیکھی تھی۔

ماتمِ حسینؑ!...... ماتمِ حسینؑ!

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَىَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

Presented by Ziaraat.Com

مجلسِ ششم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

○ وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ (احزاب، آیہ ۳۶)

○ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (سورۂ جمعہ، آیہ ۲)

○ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (آل عمران، آیہ ۸)

آج کی رات کی یہ مجلس پڑھنے والے کے لیے ہمیشہ ایک یہ مسئلہ لے کے آتی ہے کہ ایک رات میں بیک وقت دو عظیم ترین ہستیوں کا تذکرہ، اور دونوں کا ذکر ایسا ہے کہ بھرپور ترین طریقے سے کرنے کی ضرورت ہے اس لیے کہ اس میں خاص طور پر ہمارے دوسرے آقا حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ـــــ (صلواۃ)

ان کا ذکر ذرا سا مجلسوں میں کم ہوتا ہے تو جو رات آقا حسنؑ کے لیے، تو خود ایک گھنٹہ کیا ڈیڑھ گھنٹے کا بھی وقت دیا جائے تو ناکافی ہے۔

اور پھر تمام آئمہ طاہرینؑ کے سیّد و سردار مقصودِ تخلیق کائنات، ان کا تذکرہ،

Presented by Ziaraat.Com

تو یہ ہمیشہ ایک مسئلہ ہوتا ہے لیکن جیسا کہ ابھی آپ برادرِ محترم تہذیب سے اعلان سماعت فرما رہے تھے۔ میں نے چاہا کہ میں اس کا تکرار کر دوں تا کہ بہت سارے مومنین، جو اس وقت نہیں تھے اور بعد میں تشریف لائے اور یہ تو آتے رہیں گے لیکن شروع میں ایک بار میری طرف سے بھی ہو جائے کہ اس امام بارگاہ کی یہ خصوصیت ہے کہ یہاں پہ آج کی رات کی بھی مجلس ہے اور کل دو پہر نمازِ ظہرین کے بعد بھی ایک مجلس ہے۔

ٹھیک ہے ــــ!

کل working day ہے او ہوسکتا ہے کہ بہت سارے مومنین اپنی مجبوریوں کی وجہ سے یہاں نہ آپائیں۔

لیکن بہر حال ــــ!

صفِ عزا بچھے گی، مجلس ہوگی اور تابوت برآمد ہوگا۔ تو آج کی رات جیسا کہ آپ کو تہذیب صاحب کے مرثیہ سے بھی اندازہ ہو گیا ہوگا رسولؐ خدا کا ذکر ہے اور کل کی دو پہر کی مجلس میں آقا حسنؑ کا بیان ہوگا۔

اور میں ایک بات کا خیال رکھنے کی کوشش کروں گا۔ وعدہ نہیں کرتا لیکن کوشش کروں گا کہ یہ جو ہمارا عنوان، اس عشرے کی نو مجالس جو رات کو ہیں وہ والا عنوان کل دو پہر کی مجلس میں نہ آئے تا کہ جو لوگ واقعاً اپنی کسی ایسی ذمہ داری کی وجہ سے جسے کل کے دن ٹالا نہیں جاسکتا ہے اور وہ نہ آپائیں اور روزانہ آرہے ہیں تو ان کے لیے بات کو سمجھنے میں کوئی پریشانی نہ ہو اور ان کو موضوع کا تسلسل ملے۔

یہ میں نے ابتداء میں اس لیے عرض کر دیا کہ آج اور کل دونوں مجلسیں اور کل رات کی مجلس تو ہے ہی۔ یہ آج کی مجلس اور کل دو پہر کی مجلس میں اس انداز سے رابطہ نہیں ملاؤں گا۔ کل جو عنوان چل رہا ہے بیچ میں خود بخود ہمارا عنوان آجائے گا اور

Presented by Ziaraat.Com

اتنے سارے بڑے بڑے موضوعات ان مجلسوں میں جمع ہونے کی وجہ سے میں انتہائی معذرت خواہ ہوں ان تمام مومنین و مومنات سے جن کے سوالات، جن کے موضوعات مسلسل تحریری صورت میں میرے پاس آتے جارہے ہیں اور یہ بوجھ بڑھتا جارہا ہے اور مجالس تیزی کے ساتھ اختتامی منازل کی جانب بڑھ رہی ہیں۔

لیکن بہرحال ــــــ!

میری مجبوری سمجھ لیں، کوشش کروں گا کہ آج کے بعد کسی دن اشارہ کردوں لیکن ایک یہ پرچہ موصول ہوا ہے جس میں ایک مومن نے بہت تفصیل کے ساتھ ایک سوال کیا ہے جو ہمارا عنوان بنے گا۔ انھوں نے خلائی ادارے کے امریکن ادارے ناسا کے حوالے سے ایک بات کہی ہے اور اس وقت یہ بہت بڑی گمراہی ہے جو اس وقت انٹرنیٹ پر پھیلائی جارہی ہے۔

خوش قسمتی سے پچھلے آٹھ مہینوں میں دو مرتبہ مجالس کی وجہ سے مجھے ایک ملک میں جانا پڑا اور ناسا وہی پر ہے اور وہاں مَیں گیا اور یہ چیز میرے ذہن میں تھی۔ میں نے وہاں پوچھی تو انھوں نے کہا کہ یہ جھوٹ ہے۔ ہم نے تو کوئی ایسی بات ہی نہیں کی یہ بالکل ایسے ہی ہے کہ جیسے چاند پہ اُترنے والے پہلے انسان کے بارے میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ وہ جب چاند پر اُترا تو اس نے وہاں پر ایک آواز سنی اور اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ آواز کیا ہے؟

اور پھر جب وہ دنیا کا دورہ کر رہا تھا چاند سے آنے کے بعد اور قاہرہ میں پہنچا تو وہاں پر اس نے یہی آواز سنی۔ اب یہ بالکل جھوٹی بات ہے لیکن مشہور کردی گئی۔

اس نے پوچھا: یہ کیا آواز ہے؟

کہا: اس کو ہم آواز کہتے ہیں اور ہم ہر نماز کے وقت پڑھتے ہیں۔

اس نے کہا یہ تو میں نے چاند میں بھی سنا تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

مگر ـــــ!

جب براہِ راست اس سے خط لکھ کر پوچھا گیا تو اس نے کہا: اذان کا احترام کرتا ہوں لیکن ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ صرف مشہور کر دی گئی ہے۔ تو اس قسم کی گمراہ کن باتیں پھیلائی جارہی ہیں۔ ناسا موجود ہے اور ۲۰۱۲ء کو تو ویسے بھی قیامت بہت مشکل ہے۔

ہمارے پاس جو قیامت کا عقیدہ ہے اس میں یہ ہے کہ اس سے پہلے زمانے کے امامؑ کو ظاہر ہو کر وہ سارا نظام قائم کر کے وہ ساری حکومت چلا رہا ہے تو ۲۰۱۲ء ہمارے اعتبار سے تو اس تاریخ کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

اب یہ چند منٹ آپ کے ایک سوال پر کیوں ہے؟ تو ایک تو سوال کا جواب بھی ضروری تھا۔ دوسرا یہ کہ یہ جو اصل میرا عنوان چل رہا ہے کہ اس وقت انٹرنیٹ کہتے ہیں کتنی زیادہ جہالت اور گمراہی پھیلا رہا ہے۔

تو ہمارے پاس پھر پھر کر پھر وہی اصول آیا کہ جب علم اور جہل ساتھ ساتھ چل رہا ہو تو معیار ہمارے ہاں ہونا چاہیے۔ جس سے ہم پہچان سکیں کہ علم کیا ہے اور جہل کیا ہے؟

اور آخری بات سوچنے کی یہ ہے کہ آج کی اس تیز رفتار اور ترقی یافتہ دنیا میں جہاں آناً فاناً سینکڑوں میل دُور کا واقعہ آپ کو چند لمحوں میں معلوم ہو جاتا ہے۔ اس تیز رفتاری اور ٹیکنالوجی کے اعتبار سے ساری دنیا کو ایک دوسرے کے اتنا قریب کرنے والی چیز اس دَور اور ماحول میں اور یہ مولاؑ کا ایک خطبہ بھی ہے کہ آخری زمانہ اتنا تیز ہو جائے گا کہ جو کام تم لوگ ایک سال میں کرتے ہو، آخری زمانے کا انسان وہ کام ایک مہینے میں کرے گا۔ جو کام تم ایک مہینے میں کرتے ہو، آخری زمانے کا انسان وہ کام ایک دن میں کرے گا۔ اور جو تم ایک دن میں کرتے ہو، آخری زمانے

Presented by Ziaraat.Com

کا انسان وہ کام ایک لمحے میں کرے گا۔

میں اکثر ایک مثال دیتا ہوں، پہلے ایک بندے کی موت کی خبر دینے کے لیے دس دس دن لگ جاتے تھے لیکن اب ایک منٹ بھی نہیں لگتا۔

اس تیز رفتار میں اور زمانہ خالی تیز رفتار نہیں ہوا ہے بلکہ ایک دوسرے کے اتنا قریب آ گیا ہے کہ آج بھی سندھ اور پاکستان اور دنیا میں بلکہ امریکہ میں بیٹھنے والے کبھی چاند پہ اُترنے والے پہلے انسان کے بارے میں خالی بات پھیل جاتی ہے تو اتنی تیزی سے پھیل جاتی ہے۔

اور ذرا سوچیے ــــــ!

چودہ سو سال پہلے رسولؐ خدا کے حوالے سے کتنی جھوٹی باتیں کتنی جھوٹی حدیثیں، کتنے جھوٹے اقوال پھیلائے گئے ہوں گے۔ کس کس طرح سے پیغمبرؐ کے حوالے سے جو جھوٹی احادیث بنائی گئی ہیں، جھوٹی احادیث وضع کی گئی ہیں وہ اتنی زیادہ ہیں کہ اس سے گھبرا کر بعض لوگ تو حدیثوں ہی سے انکار کرنے لگتے ہیں۔

مولانا ــــــ!

حدیث کی تو بات ہی نہ کیجیے، وہ صحیح بھی ہوتی ہیں، وہ غلط بھی ہوتی ہیں۔

تو اگر ایک چیز غلط بھی ہوتی ہے اور صحیح بھی ہوتی ہے تو کیا اس کا حل یہ ہے کہ دونوں کو چھوڑ دو؟ یا حل یہ ہے کہ صحیح اور غلط کو جانچ پڑتال کر کے صحیح کر لو۔ یہ اصول کہاں سے نکلا؟

مگر ــــــ!

خود رسولؐ خدا نے چودہ سو سال پہلے ارشاد فرمایا تھا اور دو عجیب جملے اس روایت میں۔

فرماتے ہیں: آخری زمانہ وہ آئے گا، میں قرآن لے کر آیا ہوں جس میں

Presented by Ziaraat.Com

اللہ کے احکامات ہیں لیکن قرآن کے علاوہ بھی مجھے اللہ کے احکام عطا کیے گئے ہیں اور آخری زمانہ آئے گا تو پیٹ بھرا آدمی اپنے گھر میں بیٹھ کر یہ اعلان کرے گا کہ تمہارے لیے قرآن کافی ہے سارے حلال وہی ہیں جو اس میں ہیں، جو اس میں حلال ہے اس کو لے لو اور جو اس میں حرام ہے اسے چھوڑ دو۔ اور وہ جھوٹ بول رہا ہے اس لیے کہ قرآن کے علاوہ بھی حلال بتائے ہیں اور قرآن کے علاوہ بھی حرام بتائے ہیں۔

اب ــــــ!

پیغمبرؐ چودہ سو سال پہلے اپنی احادیث کی اہمیت بیان کر رہے ہیں۔

بھئی ــــــ!

بہت مختصر وقت میں بات کرنے کے لیے کیا مثال دے دی جائے؟ داڑھی کی مثال دے دی جائے۔

کہتے ہیں مولانا! داڑھی رکھنے کو ہم تیار ہیں لیکن قرآن میں دکھا دیجیے۔

اور یہ وہی پیٹ بھرا آدمی کہہ رہا ہے، اللہ کے رسولؐ کی احادیث فقط اس لیے کہ ہمیں داڑھی نہیں رکھنا ہے، ساری احادیث کو یہ کہہ کر رد کر دیا۔ چودہ سو سال پہلے اللہ کا رسولؐ، کراچی اور لاہور اور دنیا کے دیگر شہروں کو دیکھ کر یہ کہہ رہا ہے کہ ایسا گروہ آئے گا قرآن میں لے کر آیا ہوں لیکن قرآن کے علاوہ بھی میں کچھ لے کر آیا ہوں جس میں حلال اور حرام کا علم ہے۔ آخری زمانے کا مومن انکار کرے گا لیکن ان لوگوں کو زیادہ تقویت اس لیے مل جاتی ہے۔

کن کو ــــــ؟

جن کو خمس نہیں دینا ہوتا۔ کہتے ہیں: قرآن میں کہاں لکھا ہے خمس؟ حدیثیں ہم مانتے نہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

جن کو داڑھی نہیں رکھنا ہے وہ کہتے ہیں: قرآن میں کہاں لکھا ہے داڑھی رکھیں؟ حدیثوں کو ہم مانتے ہی نہیں۔

اب یہ سلسلہ اور ایک قدم آگے بڑھا، حجاب قرآن میں کہاں لکھا ہے؟ اب یہ سلسلہ جو بڑھتا جا رہا ہے ان لوگوں کو، بات ان کی غلط ہے، تقویت اس لیے مل جاتی ہے کہ واقعاً ہمارے ایسی جھوٹی احادیث موجود ہیں۔ یہ جب ان کو دیکھتے ہیں تو ان لوگوں کی یہ بات صحیح نکلتی ہے اور کیسے نہ ہو کہ جب آج کے زمانے کا ایک انسان امریکا جیسے ملک میں بیٹھا ہوا انسان اس کے نام سے جھوٹ اتنی تیزی سے مشہور کر دیا جاتا ہے تو چودہ سو سال پہلے بھی باقاعدہ جن کا پیشہ تھا اور وہ جو سلسلہ چلتا ہے وہ سلسلہ چلتا یہاں سے ہے کہ سب سے پہلے ذاتِ خدا کے بارے میں، اللہ کے بارے میں ایسی ایسی احادیث بنائی گئی ہیں کہ میں کیا پڑھوں اور آپ کیا سنیں؟ اور آج کے ماحول میں ان کو اس طرح بیان کرنا شاید اچھا بھی نہ لگے۔

کوئی اللہ کو جوان کے چہرے کی شکل میں دکھاتا ہے۔ کوئی اللہ کو سونے کی جوتیاں پہنے ہوئے دکھاتا ہے۔ کوئی اللہ کے ساتھ معاذ اللہ شادی کرنے کی بات کرتا ہے۔ کوئی اللہ کو قیامت کے دن ایسے تخت پر بٹھا دیتا ہے کہ تخت ٹوٹنے کے قریب ہو جاتا ہے۔ کوئی اللہ کی ٹانگ کو جہنم میں بھیج دیتا ہے۔

تو بات وہاں سے چل رہی تھی کہ جھوٹی احادیث اور ذاتِ رسالت، کوئی پیغمبرؐ کو نعوذ باللہ جاہل ثابت کرتا ہے، کوئی پیغمبر کو نعوذ باللہ گمراہ اور کافر ثابت کرتا ہے، کوئی پیغمبرؐ کے آباء و اجداد پر ایسا اعتراض کرتا ہے اور خود پیغمبرؐ کے نام سے۔ مسئلہ جھوٹی حدیث کا ہے۔ موقع مل جاتا ہے داڑھی نہ رکھنے والوں کو، موقع مل جاتا ہے حجاب نہ کرنے والیوں کو، موقع مل جاتا ہے خمس نہ دینے والوں کو۔ لیکن یہ ہمارے اور آپ کے درمیان کی بات ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

ورنہ ــــــ!

دشمنانِ اسلام تو ان حدیثوں کی وجہ سے ایسی ایسی کتابیں لکھ رہے ہیں کہ کتاب کا نام ہی توہینِ رسولؐ ہے۔ آپ کے ذہن میں کسی کتاب کا نام آ گیا ہوگا۔ یہ حدیث بھی تو ہے نا کہ اللہ کے رسولؐ جب معراج کے سفر سے واپس آ رہے تھے تو جہنم کے جو مناظر پیغمبرؐ نے دیکھے مگر کسی آدمی کو اس طرح آگ میں جلتا دیکھا کہ پیغمبرؐ نے کہا: خداوندا! میں نے اتنے سارے عذاب میں مبتلا انسانوں کو دیکھا مگر کیا بات ہے کہ انھیں دیکھ کر میرا دل، میرا کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا ہے؟

کہا اس لیے کہ یہ تمہارا باپ اور یہ تمہاری ماں ہے۔ نعوذ باللہ من ذٰلک۔ یہ حدیث بھی موجود ہے، ایک حدیث یہ بھی ہے کہ پیغمبرؐ کے دل کا آپریشن کر کے شرک اور کفر کا داغ ان کے سینے سے نکالا گیا اور پھر یہ ایک سلسلہ ہے۔

تو بہرحال ــــــ!

ہم ایسی تمام احادیث کو بغیر کسی تحقیق کے پہلے مرحلے میں ہی رڈ کرتے ہیں جو شانِ رسالتؐ میں کسی گستاخی کا سبب بنیں۔ اور پھر بعض اوقات سامنے کی سمجھ میں نہیں آتی ہے اور آدمی راویوں کے ایسے جھوٹے پھندے میں پھنس جاتا ہے۔

اب اس وقت ایک چھوٹی سی بات کیونکہ یہ میرے چھٹے عشرے کا عنوان بن کر آخری مجلس میں مکمل ہوگا۔ لیکن اس کے حوالے سے ایک چھوٹی سی بات۔ مثلاً اور یہ بات کو ایک طرف امام معصومؑ نے اپنے انداز میں سمجھایا اور ایک جو میرا طریقہ کار ہے کہ میں منبر پر اپنے بزرگ علمائے کرام کو ضرور یاد کرتا ہوں اور کل کی مجلس جو گزر گئی شبِ جمعہ، خطیبِ اعظم مولانا غلام عسکری کے لیے ترحیم کی مجلس تھی لیکن وہاں یہ موضوع ہو گیا تھا کہ مولانا کا بیان نہ ہو سکا۔

مَیں آج اور بھی وقت کی کمی محسوس کر رہا ہوں لیکن بات سے بات نکل آئی۔

Presented by Ziaraat.Com

اب سنئے ـــــ!

پیغمبرؐ کی شان میں گستاخی والی ساری احادیث کو ہم اُٹھا کر کوڑے کے ڈھیر میں پھینکتے ہیں کیونکہ ہمیں پتہ ہے کہ یہ احادیث صحیح نہیں ہیں۔ یہ کسی راوی نے اپنی خباثت نفس کی خاطر یہ بات کہی یا اپنے کسی ذاتی مقصد کو حاصل کرنے کے لیے یہ بات کہی ہے یا اپنے کسی بزرگ کو خوش کرنے کے لیے یہ بات کہی ہے۔

ـــــ(نعرۂ حیدری)

اب ـــــ!

ان میں سے ایک بات کہ معاذ اللہؐ ثم معاذ اللہ پیغمبرؐ جاہل ہیں۔

ذرا اندازہ کریں جس کا وصی، جانشین ایسا ہو کہ جو ولادت کے بعد رسولؐ کے ہاتھوں پہ آئے، ابھی اعلانِ رسالت نہیں ہوا اور کہے:

یارسولؐ اللہ! آپ کو کیا سننا ہے؟ آپؐ کو داؤدؑ کی زبور سننا ہے؟ موسیٰؑ کی توراۃ سننا ہے؟ عیسیٰؑ کی انجیل سننا ہے؟ یا اپنا قرآن سننا ہے؟

اور جب یہ بات کہہ رہا ہے تو ابھی قرآن نازل ہونا بھی شروع نہیں ہوا۔ اعلانِ رسالت سے دس سال پہلے جس کا وصی، رسول کے ہاتھوں میں آ کر تمام آسمانی کتابوں حتیٰ کہ قرآن سنانے کی بات کرے اس رسولؐ کے بارے میں کہا جائے کہ نعوذ باللہ وہ جاہل تھے۔

اور یہ بات اتنی پھیلا دی گئی۔ اب مجھے معلوم ہے کہ اس بات کے جواب میں آپ نے سینکڑوں سنے ہوں گے مگر ایک تو ان مرحوم خطیب کا حق ادا ہو اور ایک پھر امامؑ کی حدیث۔

امامؑ کے سامنے ایک راوی گیا، چاہنے والا، ماننے والا، لیکن جیسا کہ پہلی مجلس میں مَیں نے عرض کیا تھا کہ بہت سارے ایسے تھے جو بہت بعد میں مسلمان ہوئے۔

Presented by Ziaraat.Com

اُنھیں تفصیلات کا علم نہیں تھا۔ یہ پہنچا امامؑ کے پاس اور کہا: فرزندِ رسولؐ! ایک چیز سمجھ میں نہیں آتی وہ یہ کہ خدا اس کائنات کی اس دنیا کی ہدایت کے لیے سب سے اہم اپنی حجت کو بھیج رہا ہے اور اللہ نے اس کا خیال بھی نہ کیا کہ کسی پڑھے لکھے کو بھیج دیتا۔ نعوذ باللہ ایک جاہل کو بھیجا اس دنیا کی ہدایت کے لیے؟

امامؑ نے سوال کیا: یہ کس نے کہہ دیا کہ میرا نانا رسولؐ جاہل تھا؟

کہا: وہ سارے مسلمان یہی کہتے ہیں۔

کہا: ان کے پاس کوئی دلیل بھی ہے یا ایسے ہی کہتے ہیں؟

کہا: دلیل ہے اور قرآن سے دلیل لے کر آتے ہیں۔

کہا: قرآن سے دلیل لاتے ہیں؟ قرآن میں کہاں لکھا ہے کہ میرے نانا معاذ اللہ جاہل تھے؟

کہا: وہ آیت پیش کرتے ہیں:

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ (الجمعہ، آیہ۲)

"اللہ وہ ہے کہ جس نے اُمیوں میں ایک رسول کو بھیجا"۔

وہ کہتے ہیں کہ اس میں اُمی کا لفظ ہے اور اُمی جاہل۔

اب امامؑ نے اس وقت یہ سوال نہیں کیا کہ کس کتاب میں لکھا ہے کہ اُمی کے معنی جاہل کے ہوتے ہیں۔

امامؑ نے کہا: چلو ٹھیک ہے یہ تم کہہ رہے ہو کہ اس آیت میں لکھا ہے کہ اُمیوں میں ایک رسول کو بھیجا اور اُمی کا مطلب مسلمان جاہل بتاتے ہیں۔

ارے ــــــ!

جس آیت کو دلیل کے طور پر لا رہے ہو کم از کم اس آیت کو پورا تو پڑھ لو۔ کہہ رہے ہو کہ اُمیوں میں ایک رسول کو بھیجا اور اُمی کے معنی جاہل ہیں تو آیت کیا

Presented by Ziaraat.Com

کہہ رہی ہے؟ آیت کہہ رہی ہے:

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (سورۂ جمعہ، آیہ۲)

رسولؐ کا کام ہے کتاب کی تعلیم دینا اور کتاب کی خاصیت ہے:

وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ○ (الانعام، آیہ۵۹)

کائنات کا ہر خشک و تر اس کتاب میں موجود ہے تو جو کتاب کی تعلیم دینے آرہا ہے، کائنات کے خشک و تر کی تعلیم دینے آرہا ہے وہ جاہل کیسے ہوسکتا ہے ___ (نعرۂ حیدری)

وہی آیت رسولؐ کے معلمِ کتاب ہونے کو بیان کر رہی ہے تو جو معلم ہے، جو استاد ہے، جو علم دینے والا ہے اور علم بھی ایسا نہیں ہے کہ کسی سکول کی کتاب پڑھ رہا ہے بلکہ اللہ کی کتاب قرآنِ مجید کی تعلیم دے رہا ہے جس میں ہر خشک و تر کا ذکر موجود ہے۔

امامؑ نے فرمایا: آدھی آیت پڑھتے ہو اور آدھی آیت چھوڑتے ہو، یہی سبب بنتا ہے گمراہی کا۔

اب آیئے ___!

اسی کو دوسرے انداز میں سمجھتے ہیں اور یہ مرحوم خطیبِ اعظم مولانا غلام عسکری صاحب اعلیٰ اللہ مقامہ کا بہت ہی مشہور طریقۂ استدلال تھا۔ مولانا اس کو واضح کر رہے ہیں کہ چلیں بھئی! جو اپنے حقی مقاصد رکھنے والے مسلمان ہیں۔ انھوں نے ایسی بات کہی تو سمجھ میں آ گئی۔ عام مسلمان، محبت کرنے والے وہ اس دھوکے میں کیسے پڑ گئے؟

Presented by Ziaraat.Com

وہ اس دھوکے میں پڑ گئے مشاہدے کی کمی کی وجہ سے اور وہ ایسے کہ میں اس عزاخانے میں بلایا گیا۔ سمجھ لیجیے کہ پہلی بار بلایا گیا اور پہلی دفعہ بلایا گیا، اشتہارات چھپے، اخبارات میں آ گیا۔ لوگوں کو بتا دیا گیا کہ بھئی! فلاں امام بارگاہ میں فلاں صاحب مجلس پڑھنے کے لیے آ رہے ہیں۔

مجمع آ گیا۔ مجلس کے نام پر آ گئے لوگ اور مجلس شروع ہونے والی ہے۔ ایک صاحب کھڑے ہو گئے اور انھوں نے انتظامیہ سے کہا: دیکھیے! ہم یہاں مجلس سننے آئے ہیں، کسی جاہل کا بیان سننے نہیں آئے ہیں۔ جاہل کو تو آپ نے لا کر منبر پر بٹھا دیا اور ہم سے کہتے ہو کہ اس کا بیان سنو۔

پیغمبرؐ نے فرمایا: آخری زمانے کی خرابیاں۔

پہلے تو ایک حدیث میں چالیس خرابیاں بتائیں۔

اب دیکھیے ــــــ!

وقت نہیں ہے میرے پاس، تو اب انھوں نے کہا کہ پیغمبرؐ کی وہ حدیث ہے کہ چالیس چیزیں آخری زمانے میں خرابیاں پیدا کریں گی۔

تو آخر میں کسی نے پوچھا: لیکن یارسولؐ اللہ! یہ چالیس خرابیاں کیوں پیدا ہوں گی؟

کہا: اس لیے جاہلوں کو منبر پر جگہ ملنے لگے گی۔

تو ایک مرتبہ وہ کھڑے ہو گئے اور انھوں نے کہا: اے امام بارگاہ کے منتظمین! آپ ہمارا وقت بھی ضائع کر رہے ہیں اور منبر رسولؐ کی حرمت کو بھی پامال کر رہے ہیں۔ منبر رسولؐ تو وہ ہے کہ جہاں رسولؐ آئیں گے۔ جو مدینۃ العلم ہیں یا باب مدینۃ العلم آئے گا یا وہ آئے گا جو باب مدینۃ العلم سے متمسک ہے۔ یہ کس کو لا کر آپ نے بٹھا دیا؟

Presented by Ziaraat.Com

انتظامیہ چونکی۔ کہا: کیا آپ پہلے ان کو جانتے ہیں؟
کہا: نہیں میں ان کو جانتا ہی نہیں ہوں اور نہ ہی میں نے کبھی ان کی مجلس کو سنا ہے۔

تو کہا پھر آپ نے اتنی بڑی بات ان کے بارے میں کیسے کہہ دی؟
اس نے کہا: جب مجھے پتہ چلا کہ یہ تشریف لا رہے ہیں تو میں نے یہاں کے تمام تعلیمی اداروں میں تحقیق شروع کی کہ یہ صاحب کس سکول میں پڑھے؟ کس کالج میں گئے؟ کس یونی ورسٹی میں گئے؟ کس مدرسے سے علم حاصل کیا؟ میری ساری ریسرچ کا خلاصہ یہ ہے کہ اس شہر کے تمام علماء کہتے ہیں: انھوں نے ہمارے پاس کبھی نہیں پڑھا۔
تو جو نہ کبھی کسی استاد کے پاس گیا ہو، نہ کسی عالم کے پاس گیا ہو، نہ کسی تعلیمی ادارے میں گیا ہو، اس کے جاہل ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے؟
بڑے جوش سے انھوں نے اپنی ریسرچ کا خلاصہ سنایا لیکن اتنی بڑی تحقیق کے بعد ایک جملہ منتظم نے کہہ دیا اور معلوم ہوا ساری بات ختم ہوگئی۔ کہا: حضرت! آپ نے بڑی محنت کی، بڑی کوشش کی لیکن غلط سمت میں کی۔ یہ تو یہاں کے رہنے والے ہیں ہی نہیں کہ آپ یہاں کے تعلیمی اداروں میں ان کی قابلیت کی تحقیق کر رہے ہیں۔ یہ تو کراچی سے آئے ہیں ان کے علم کے بارے میں پوچھنا ہے تو کراچی جا کر پوچھیے۔

ارے ــــــ!

میں بھی یہی تو کہہ رہا ہوں کہ رسولؐ خدا یہاں کے ہیں ہی نہیں۔ وہ تو عرش سے آئے ہیں۔ ان کے بارے میں پوچھنا ہے تو وہاں جا کر پوچھو۔ (نعرۂ حیدری)

اور وہاں سے دو اعلان ہو رہے ہیں:

Presented by Ziaraat.Com

اَلرَّحْمٰنُ ○ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ (الرحمٰن، آیہ ا تا ۳)

"رحمٰن جس نے قرآن کی تعلیم دی پھر انسان کو پیدا کیا"۔

تو اب انسانیت چلی ہے آدمؑ سے۔ قرآن کی تعلیم پہلے ہے اور انسان بعد میں پیدا ہوا۔ یعنی یہ کوئی ایسا ہے جو آدمؑ سے بھی پہلے تھا اور آدمؑ سے پہلے تو ایک ہی تھا جس نے کہا تھا:

كُنْتُ نَبِيًّا وَّاٰدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ

اور وہ بھی قرآن کی آیت ہے:

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ (النساء، آیت ۱۱۳)

"اے حبیبؐ! جو کچھ تجھے نہیں پتہ تھا وہ سارے کا سارا ہم نے تجھے سکھا دیا"۔

تو اب پیغمبرؐ کے علم پر اعتراض کرنے والا غلط جگہ تحقیق کر رہا ہے۔ یہ مرحوم خطیب مولانا غلام عسکری صاحب قبلہ کا جملہ تھا۔ اور اب مجھے اپنا ایک اور روحانی استاد یاد آ رہے ہیں ان کا جملہ بھی ملا لوں تو پیغام بالکل مکمل ہو جائے گا۔ خطیب مرحوم مولانا اظہر حسن زیدی صاحب قبلہ۔

دیکھئے ــــــ!

میں ساری باتیں اپنے نام سے لے سکتا ہوں لیکن مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے وہ محسن ہیں ہماری قوم کے ان کا حق ادا کرتا ہے، ان کو یاد رکھنا ہے۔

اور ان کا ایک جملہ، اسی مثال کو آپ آگے بڑھائیے۔ مولانا زیدی صاحب فرماتے ہیں: میں لاہور سے کراچی گیا۔

اچھا ــــــ!

Presented by Ziaraat.Com

انھوں نے بھی کراچی کے شاہِ خراسان میں عشرہ پڑھا۔ اب میں شاہِ خراسان کے عشرے کی تیسری مجلس میں بتا رہے ہیں کہ میں لاہور سے کراچی آیا۔ اب جیسے ہی کراچی آیا، میں مجلس پڑھ کے چلا۔ کراچی کے اسٹیشن پر پہنچا تو ایک دم سے پولیس نے پکڑ لیا۔ کہا: آپ کو گرفتار کیا جاتا ہے۔

اب مومنین کا مجمع، قبلہ کو خدا حافظ کہنے جا رہے ہیں۔ ایک بار غصّے میں آ گئے کہ یہ کیا کر رہے ہیں۔ ہمارے عالم ہیں، قابلِ احترام ہیں۔

کہا: انھوں نے ایک جرم کیا ہے۔

کہا: غلط ہے انھوں نے کوئی جرم نہیں کیا جس دن سے انھوں نے کراچی اسٹیشن پر قدم رکھا ہم استقبال کر کے لائے، پورے دس دن ہم نے ان کی مہمان نوازی کی، اب واپس بھی جا رہے ہیں تو ہم ان کو خدا حافظ کہہ رہے ہیں۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ انھوں نے کوئی جرم نہیں کیا۔

اس نے کہا: آپ کی بات صحیح ہے لیکن میں ان کو یہاں کے جرم میں پکڑ ہی نہیں رہا ہوں۔ جرم تو یہ لاہور سے کر کے آ رہے ہیں۔

اب مجمع ٹھنڈا ہوا، اب سارے خاموش ہو گئے کہ بھئی! کراچی میں تو ہم ان کے بارے میں جانتے ہیں مگر لاہور میں تو ہم نہیں جانتے ہیں لیکن اگر ان میں ایک بول اُٹھے کہ بھئی! مولانا ایسا نہیں کر سکتے کیونکہ میں تو ان کے ساتھ ہی ہوتا ہوں۔ میں کراچی میں بھی ان کے ساتھ رہا اور میں لاہور میں بھی ان کے ساتھ ہوتا ہوں اور ہر وقت ان کے ساتھ رہتا ہوں۔

تو گواہ وہ چلے گا وہ تمام مقامات پر ساتھ ساتھ ہو۔ ہم تمام اصحابِ رسول کا احترام کریں وہ مدینے کی گواہی دیں گے کہ رسول معصوم ہیں، مدینے میں ہم نے دیکھا ہے اور مکہ والے مکہ میں رسولؐ کی گواہی دیں گے، ہم نے مکے میں رسول کو

Presented by Ziaraat.Com

دیکھا کہ رسولؐ معصوم ہیں۔

لیکن وہ ـــــ!

رسولؐ نہ تو مکہ میں رسولؐ بنے ہیں نہ مدینے کے اندر نبی بنے ہیں۔ یہ تو اس وقت بھی نبی تھے جب صلب عبدالمطلبؑ میں تھے۔ اس وقت بھی نبی تھے جب صلب ابراہیمؑ میں تھے اور ابراہیمؑ نارِ نمرود میں پھینکے جا رہے تھے۔ یہ اس وقت بھی رسولؐ تھے جب نوحؑ سفینہ کو چلا رہے ہیں۔ یہ اس وقت بھی رسولؐ تھے جب صلب آدمؑ میں تھے اور آدمؑ مسجودِ ملائکہ بن رہے ہیں۔

ارے ـــــ! یہ تو ان سب مراحل سے پہلے ہیں۔

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ

"سب سے پہلے ان کا نور خلق ہوا"۔

اب ان کا گواہ آدمؑ بھی نہیں بن سکتے اس لیے کہ بعد میں پیدا ہوئے، نوحؑ بھی نہیں بن سکتے، بعد میں پیدا ہوئے، ابراہیمؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ نہیں بن سکتے بعد میں آئے۔ اب ان کا گواہ کون بنے گا؟

جو اس وقت سے ساتھ ہو اور وہ ایک ہی تو ہے جس کے بارے میں خود رسولؐ نے فرمایا:

اَنَا وَعَلِیٌّ مِنْ نُوْرٍ وَّاحِدٍ ـــــ! (نعرۂ حیدری)

تو بہرحال ـــــ!

اگر عالمِ اسلام نے سیرتِ رسول کو پہلے ہی دن علیؑ ا...

تو کبھی بھی رسولؐ پر جہالت کا الزام نہ آتا۔ نہ پیغمبر کی عصمت پہ اعتراض کیا جاتا۔ تو ہم نہ تو کسی ایسی تاریخ کو مانتے ہیں اور نہ ہی کسی ایسی حدیث کو مانتے ہیں جس سے سیرتِ رسولؐ کو ٹھیس پہنچے۔

Presented by Ziaraat.Com

ذکرِ مصائب (وفاتِ حضرت رسولؐ خدا)

جب حضرت جبرئیلؑ آخری رخصت کے لیے پیغمبرؐ کے پاس آئے تو پیغمبرؐ نے ایک جملہ کہا تھا: بھائی جبرئیلؑ! میں دنیا سے جا رہا ہوں، کیا تم میرے بعد آؤ گے یا نہیں آؤ گے؟

کہا: ہاں یا رسولؐ اللہ! آپؐ کے بعد بھی میں دس مرتبہ آؤں گا اور خالی ہاتھ آؤں گا لیکن یہاں سے کوئی نہ کوئی چیز اُٹھا کر لے جاؤں گا اور دس چیزیں بتائیں جن میں آخری یہ بتائی کہ میں ایمان لے کر چلا جاؤں گا۔

کیسے آدمی ایمان سے محروم ہوتا ہے؟

بس ــــــ!

دو چیزیں اور یہی مصائب، پہلی بات یہ کہ کتنے ایمان والے تھے، پیغمبرؐ کے بعد ایمان سے کس طرح محروم ہوئے یہ زہراؑ کے جلے ہوئے دروازے سے پوچھ لو۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ صحیح معنوں میں حق ادا نہ کرنا ماں کا حق تو اتنا منبر سے پڑھا جاتا ہے کہ یاد ہو گیا اور یہ اتنا اہم مسئلہ ہے۔

تیسری بات غدیرِ خم سے آنے کے بعد سے حالات یہ بنے کہ آج تک مؤرخین کو اس بات میں شبہ ہے کہ پیغمبرؐ کی وفات طبعی تھی یا ہر معصومؑ کی طرح سید الانبیاءؐ کو بھی زہر دیا گیا؟

بہر حال ــــــ!

پیغمبرؐ اتنے بیمار ہوئے کہ غدیرِ خم سے آتے آتے، ذوالحجہ کا مہینہ اختتام کو پہنچا تو پورا محرم رسولؐ بیمار رہے اور صفر کے یہ ستائیس دن رسولؐ بیمار رہے۔ ماہِ صفر میں تو

Presented by Ziaraat.Com

اتنی حالت خراب ہوگئی کہ پیغمبرؐ مسجد نبوی میں حاضری نہیں دے رہے ہیں۔

پچیس یا چھبیس صفر تھی، ایک بار پیغمبرؐ نے مدینے میں پہلے تو اعلان کروایا کہ اے اہلِ مدینہ! آج میں مسجد میں آؤں گا اور سارے مدینہ والوں کو دعوت ہے کہ سب مسجد میں جمع ہو جائیں۔

پیغمبر کی زیارت سے اتنے دنوں سے لوگ محروم تھے۔ اگر مولا علیؑ کے چہرے کی زیارت کرنا عبادت ہے تو رسولؐ خدا کے چہرے کی زیارت کرنا بھی عبادت ہے۔ تو اب سارے مدینہ والے مسجد نبویؐ میں اکٹھے ہو گئے۔

اللہ! ___ اللہ!!

کیا مجمع تھا مسجد نبویؐ میں۔ لوگ ایک دوسرے پر گرے پڑ رہے تھے، جگہ نہیں مل رہی تھی۔ اور جب پیغمبرؐ کو اطلاع ملی کہ سب آ گئے تو پیغمبرؐ نے حجرے کا دروازہ کھولا اور اس طرح سے مسجد میں آئے کہ رسولؐ خدا سے چلا نہیں جا رہا تھا۔ ایک طرف سے میرے مولاؑ نے سہارا دیا ہے، ایک طرف سے پیغمبرؐ کے چچا عباسؓ نے سہارا دیا۔

آپ خالی سن رہے ہیں اور مجھ جیسے طالب علم سے۔ اس کی زبان سے جو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے نا اس وقت، جناب سلمانؓ بھی ہیں، جناب ابوذر غفاریؓ بھی ہیں، جناب مقدادؓ بھی ہیں، جناب عمارؓ بھی ہیں اور حضرت بلالؓ بھی ہیں۔ چیخیں مار مار کر واقعاً لوگ رو رہے ہیں۔ پیغمبرؐ سے چلا نہیں جا رہا، سہارا دے کر یہ دونوں بزرگوار پیغمبرؐ کو منبر کے قریب لائے۔ آج منبر پر چڑھنے کی طاقت بھی نہیں ہے۔ وہی پہلی سیڑھی پر بیٹھ گئے۔

کہا اے مدینہ والو! اس وقت میں نے تمھیں ایک خاص مقصد کے لیے بلایا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

دوست، رشتہ دار، بیوی بچے، پڑوسی، والدین جس کا بھی آپ حق ادا نہ کریں یا کوئی کوتاہی ہو جائے، ان کا زیادہ، اُن کا کم، ان سب کے لیے پیغام ہے۔

پیغمبرؐ نے فرمایا: آپ کو میں نے آج ایک خاص مقصد کے لیے بلایا ہے۔

لوگ تو دوڑ کر آئے تھے رسولؐ کے چہرے کی زیارت کے لیے۔

کہا: میں نے خاص مقصد کے لیے بلایا ہے۔ میں نے ساری زندگی تمہارے درمیان گزاری ہے۔ مشکلات کے مواقع بھی آئے ہیں اور راحت و آرام کے مواقع بھی آئے ہیں۔ اب میں دنیا سے جانے والا ہوں۔

بس ــــ!

یہ جملہ سنا تو ایک مرتبہ پھر لوگوں کا گریہ شروع ہو گیا۔

پیغمبرؐ نے کہا: ٹھہرو، پہلے میری بات سن لو۔ جس مقصد کے لیے میں نے تمہیں بلایا ہے، میں یہ نہیں چاہتا کہ اپنی گردن پر کسی کا حق اور بوجھ لے کر جاؤں۔ قیامت کے دن مجھ سے کوئی مطالبہ نہ کرے، جو مجھ سے مانگنا ہے یہیں مانگ لو۔

پوری مسجد میں گریہ کی آواز بلند ہو رہی ہے۔ یارسولؐ اللہ! آپ کیا فرما رہے ہیں۔ معصوم، سید المعصومین یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آپ پر کسی کا حق باقی ہے۔ ایک بار مجمع میں سے ایک اعرابی کھڑا ہو گیا۔

کہا: یارسولؐ اللہ! مجھ میں ہمت نہیں ہوتی یہ جملہ کہنے کی مگر آپ نے تین بار کہا: اپنا حق یہاں لے لو۔ قیامت کے دن نہ لینا۔ ایک حق ہے میرا آپ کے اُوپر اور وہ یہ کہ فلاں غزوہ میں جب جنگ اختتام کو پہنچی تھی اور کافروں کا مالِ غنیمت لا کر جمع کیا جا رہا تھا تو سارے مجاہدین دوڑ دوڑ کر آ رہے تھے مالِ غنیمت دیکھنے کے لیے کہ آخر یہ ہے کیا؟

مجمع بہت زیادہ تھا۔ پیغمبرؐ نے ایک اپنے کوڑے سے اشارہ کیا، قریب نہ آؤ

Presented by Ziaraat.Com

دُور رہو۔

یارسولؐ اللہ! میں آپؐ کے قریب کھڑا تھا۔ آپؐ نے وہ کوڑا اُٹھا کر لوگوں سے کہا کہ یہاں سے ہٹ جاؤ۔ آپ کا کوڑا میرے بدن پر پڑ گیا۔ میں نہیں کہتا لیکن آپ تین بار حکم دے رہے ہیں، اس کوڑے کا حق ابھی باقی ہے۔

پیغمبرؐ نے کہا: آگے آؤ، اپنا حق لو۔

مسجد میں لوگ حیران ہو کر دیکھ رہے ہیں کہ اس آدمی کو آخر ہوا کیا ہے؟

وہ قریب آیا، پیغمبرؐ نے حسنؑ اور حسینؑ جو ناناؐ کے قریب ہی کھڑے ہیں، کہا:

بیٹا حسنؑ! بیٹا حسینؑ! جاؤ میرے حجرے میں اور ماں سے کہو کہ میرا کوڑا دے دیں۔

امام حسنؑ اور امام حسینؑ دوڑے دوڑے حجرے میں گئے۔ کہا: اماں! ناناؐ نے وہ کوڑا منگوایا ہے جو ناناؐ کے استعمال میں رہتا ہے۔

بس ــــ!

حسنینؑ وہ کوڑا لے کر دوڑے دوڑے آئے، پیغمبرؐ نے یہ کوڑا اس اعرابی کو دیا اور کہا: لے یہ کوڑا لے لے اور اپنا حق لے لے۔ قیامت کے دن مطالبہ نہ کرنا۔

اعرابی نے کہا: یارسولؐ اللہ! آپؐ کہتے ہیں تو میں اسی طرح سے اپنا حق لیتا ہوں ورنہ جس وقت میدانِ جنگ میں میرے جسم پر آپ کا کوڑا پڑا تھا اس وقت میرے بدن پر اُوپر کا لباس نہیں تھا۔

رسولؐ اس کی بات کو سمجھ گئے۔ رسولؐ نے اپنے کُرتے کو اتنا نیچے کیا کہ بدن کا وہ حصہ کھل جائے۔

یہ منظر دیکھ کر ہر آدمی غش کھا کر گر رہا ہے۔ ہر آدمی آ کر کہتا ہے: ارے! تجھے آخر کیا ہوا ہے؟

وہ پیچھے ہٹ گیا۔ کہا: یارسولؐ اللہ! لوگ منع کر رہے ہیں میں واپس جاتا ہوں۔

Presented by Ziaraat.Com

پیغمبرؐ نے کہا: نہیں نہیں، میرا اس کا معاملہ ہے کوئی نہ بولے۔ تجھے اپنا حق لینا ہے تو آ لے۔ آ میرے قریب۔

وہ قریب آیا، پیغمبرؐ کے شانوں کے قریب پہنچا اور پھر کوڑے کو ایک طرف پھینکا، روتا ہوا مہرِ نبوت کے اُوپر ٹوٹ پڑا، بوسے پہ بوسے لے رہا ہے۔

یارسولؐ اللہ! بھلا میں یہ گستاخی کرسکتا تھا، مجھے تو مہرِ نبوت کی زیارت کرنا تھی اس لیے میں نے اس انداز سے بات کی۔

اور ایک بار جب پیغمبرؐ واپس حجرے میں آئے تو بی بی زہراؑ نے حسنؑ و حسینؑ کو بلایا اور کہا: بیٹو! کیا تم نے میری بات پہ عمل کیا تھا؟

بچوں نے کہا: نہیں اماں! اس کی ضرورت ہی نہ پڑی۔ اس نے نانؐا کے کوڑا نہیں مارا۔ وہ بات کیا تھی۔

رسولؐ زہراؑ کے حجرے سے گئے تھے نا، فاطمہؑ دیکھ رہی ہے میرا بابا کتنا بیمار اور کمزور ہے۔ جب حسنؑ اور حسینؑ کوڑا لینے آئے تھے۔ فاطمہؑ نے کہا تھا: بیٹا! اس وقت کوڑے کی کیا ضرورت ہے؟

بچوں نے کہا تھا: نہیں اماں! ایک آدمی نانؐا کو کوڑا مارنا چاہتا ہے۔

ہائے! زہراؑ تڑپ کے رہ گئی۔ کہا تھا: حسنؑ اور حسینؑ بیٹا! جب وہ کوڑا اُٹھائے تو اپنے آپ کو آگے پیش کر دینا۔ کہنا ہمیں کوڑا مار، ہمارے نانؐا کو کوڑا نہ مار۔

شہزادیؑ! بابا کے جسم پر کوڑے کا تصور اور آپ غش کھا کر گر پڑیں۔ ہائے میرا بیمار باباؐ!

ذرا ـــــ!

ایک بار کربلا سے شام تک کے راستے میں تو آیئے۔ شہزادی! یہ وہ میرا بیمار امام سجادؑ ہے، خالی سجادؑ نہیں۔ جب زینبؑ پلٹ کر مدینے آئیں، ایک مرتبہ کہا تھا:

Presented by Ziaraat.Com

ناناؐ! کاش میں اپنی کمر تجھے دکھا سکتی، کربلا سے شام، سارے راستے زینبؑ ظالم کے کوڑے کھاتی گئی ہے۔

مگر ـــ!

اگلا جملہ کہوں اور اس کی تشریح پر بات ختم ہے۔ شہزادی! بابا کے جسم پر کوڑا پڑنے کا تصور ایک مرتبہ آپ برداشت نہ کر سکیں اور جب آپؑ کے بدن پہ کوڑا پڑا۔

بس سمجھ لیئے نا آپ ـــ!

پچیس یا چھبیس صفر کا واقعہ ہے پیغمبرؐ دوبارہ حجرۂ سیدہ میں آئے اور اٹھائیس صفر تک پھر باہر نہ نکلے۔ تھوڑی دیر کے لیے پیغمبرؐ کو آرام ملا۔ آنکھیں بند ہوگئیں۔ اِدھر پیغمبرؐ آرام کے عالم میں ہیں کہ دروازے پہ دستک کی آواز آئی۔ بی بی نے دیکھا کہ دو راتیں میرا بابا تڑپتا رہا ہے اور دو دن میرا بابا تڑپا۔ ایک مرتبہ آہستہ سے پوچھا: کون ہے؟

کسی نے کہا: میں رسولؐ خدا کا ملاقاتی ہوں۔

فاطمہؑ نے کہا: میرا بابا دو دنوں کے بعد آرام کی حالت میں آیا ہے۔ چلا جا، کسی اور وقت آجانا۔

تھوڑی دیر گزری تھی کہ دوبارہ دروازے پہ دستک کی آواز آئی۔ فاطمہؑ نے پھر پوچھا: کون ہے؟

وہی آدمی بول رہا ہے۔ پیغمبرؐ سے ملاقات کرنا ہے۔

زہراؑ نے کہا: میرے بابا کو بے آرام نہ کر، بعد میں آنا۔ اس وقت میرا بابا آرام کر رہا ہے۔

تھوڑی دیر گزری، تیسری مرتبہ دستک کی آواز آئی۔ پوچھا: کون ہے؟

وہی آواز آرہی ہے۔ رسولؐ کا ملاقاتی ہوں۔

Presented by Ziaraat.Com

بیٹی کو جلال آ گیا۔ ایک مرتبہ ذرا بلند آواز سے کہا: اے آنے والے! میں بار بار تجھ سے کہہ رہی ہوں: میرے بابا کو بے آرام نہ کر اور تو بار بار پلٹ کر آ رہا ہے۔

اب پیغمبرؐ نے آنکھیں کھولیں، کہا: بیٹی! اس آنے والے کو آنے دو، یہ وہ ہے جو آج تک کسی کے دروازے پر نہیں رکا ہے لیکن اے فاطمہؑ! یہ تیرے گھر کے دروازے کا احترام ہے۔ جب تک تو اجازت نہیں دے گی یہ آگے نہیں بڑھے گا۔ یہ اللہ کے حکم سے آنے والا ملک الموت ہے۔

بس ــــ!

فاطمہؑ نے اجازت دی، ملک الموت اندر آیا۔

اب دو جملے، پہلا جملہ رسولؐ نے ایسا کہا کہ بی بیؑ بے اختیار رونے لگی۔

دوسرا جملہ ایسا کہا کہ فاطمہؑ مسکرا دیں۔

مگر ــــ!

پھر جو فاطمہؑ کا ماتم شروع ہوا۔

پوچھا گیا: شہزادی! پہلے جملہ کیا تھا؟

کہا: بابا نے کہا: بیٹی! اب باپ اور بیٹی میں جدائی ہو رہی ہے تو میں رونے لگی۔ اور ایک مرتبہ کہا: لیکن بیٹی! میرے گھر والوں میں سے سب سے پہلے تو میرے پاس آئے گی۔

یہ کہہ کر پیغمبرؐ دنیا سے رخصت ہوئے۔ فاطمہؑ بابا کے لاشے پر گری۔ ہائے بابا! ہائے بابا!!

ابھی بابا کی میت اٹھی تھی، زہراؑ اپنے گھر میں ہیں کہ دروازے پہ کسی کی آواز آئی۔ گھر کا دروازہ کھولو ورنہ ہم تمہارے گھر کا دروازہ جلا دیں گے۔

زہراؑ نے کہا: تو کون ہے دھمکی دینے والا۔

Presented by Ziaraat.Com

ارے ــــــ!

دھمکی نہ تھی، ایک بار آگ جلی، دروازہ جلا اور خالی دروازہ جلا نہیں، آنے والے نے اتنی تیزی سے دروازے کو دھکا دیا، رسولؐ کی بیٹی اپنا پردہ بچانے کے لیے دروازے کے پیچھے گئیں اور وہ وقت آ گیا کہ دیوار اور دروازے کے درمیان فاطمہؑ آ گئیں۔ ہائے بابا کہہ کر غش کھا کر گر رہی ہیں۔ ایک مرتبہ کسی کا کوڑا اٹھا پہلوئے زہراؑ پہ کوڑا پڑا اور خالی اتنا نہیں، وہ دروازے کے پیچھے ایک میخ لگی تھی۔ جب زہراؑ در و دیوار کے درمیان آ گئیں تو بی بی کی پسلیاں ٹوٹیں۔

ہائے ــــــ!

ٹوٹی پسلیوں کے ساتھ زمین پہ گریں اور جب ہوش آیا تو دیکھا، پہلو میں جنابِ محسنؑ کا لاشہ پڑا ہے۔

ہائے میرا محسنؑ شہید ہو گیا۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

مجلسِ ہفتم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (آل عمران، آیہ ۸)

آپ حضرات بھی خاصے تھکے ہوئے ہوں گے اور میں بھی یہ محسوس کر رہا ہوں کہ آج مجلس کا وقت جو محدود ہے اس سے کم میں ختم کر دی جائے تو مناسب ہے، تاکہ اس عشرے کی آخری دو مجالس میں ہم آرام کے ساتھ اور اطمینان کے ساتھ گفتگو کر سکیں۔

آغازِ مجلس میں ایک برادر محترم کی التماس آئی ہے ابھی آپ کے سامنے اقبال کرمانی صاحب نے یہ پرچہ دیا کہ ایک مومن بہت پریشان ہے اگرچہ اُنھوں نے یہ وضاحت بھی کر دی ہے کہ اس وقت ان کا سوائے محمدؐ و آلِ محمدؐ کے اور کسی پر اُمید ہے؟ نہیں ہے۔ تو میری دعا ہے کہ اے میرے اللہ! تجھے واسطہ محمدؐ و آلِ محمدؐ کا اس مومن اور تمام مومنین اور مومنات کی پریشانیوں کو دُور فرما۔ آمین!

آج دوپہر کی مجلس میں ایک ایسا جملہ میں نے اپنے آقا کے حوالے سے پڑھا تھا جو فیصل آباد کے ایک واقعہ کا میں نے حوالہ دیا تھا۔ اب مجھے کیا پتہ تھا کہ اس مجمع میں فیصل آباد کے وہ مومن بھی بیٹھے تھے جو اس محفل میں بھی تھے تو انھوں نے مجھ

Presented by Ziaraat.Com

سے کہا تھا کہ مولانا! یہ جملہ اسی طرح پڑھیے جیسے آپ نے وہاں پہ پڑھا تھا آپ نے اسے مختصر کیوں کر دیا؟

اور مختصر کرنے کی سب سے بڑی وجہ جو ہمیشہ میرے ساتھ ساتھ رہتی ہے وہ وقت کی کمی ہے۔

چنانچہ ــــــ!

تقریر کے درمیان جب موضوع کے تحت یہ بات آئے گی تو دوپہر کے اس جملے کو ذرا سا، اس کے تین پہلو ہیں، میں نے ایک بیان کیا تھا دوسرے اور تیسرے کا تذکرہ کروں گا لیکن جو دوپہر کی مجلس میں تھے ان کو معلوم ہے کہ میں نے قُلْ هُوَ اللّٰہُ کے حوالے سے ایک گزارش کی تھی۔

تو آیئے ــــــ!

اس حوالے سے جو گزارش قُلْ هُوَ اللّٰہُ کے بارے میں کی گئی اور پھر آج یہ درمیان مجلس میں بھی ایک منٹ کا تکرار، یہ تو بہت جلدی کا تکرار ہے کہ دوپہر کو ایک بات بیان ہوئی اور اب رات کو بھی بیان کرنا پڑ رہی ہے لیکن وہ صرف ایک منٹ کا تکرار ہے۔

وہ اپنی جگہ ہے قُلْ هُوَ اللّٰہُ کے حوالے سے گزارش اس سے ہٹ کے مجھے کرنا ہے وہ یہ ہے، ایک سوال کا جواب بھی مجھے دینا ہے۔ پہلی مجلس کا ایک سوال ہے جو آج کی مجلس میں اس کا جواب دینا ہے۔ یہ دو تمہیدی باتیں۔

مدینے کا ایک انتہائی غریب آدمی، پریشان حال، جس مومن نے ابتدائے مجلس ہی میں ایک گزارش کے لیے کہا اور میں نے دعا کر دی، ان کے انداز سے جیسے ہی ان کی پریشانی جھلک رہی ہے ایسا ہی ایک شخص مدینے کے اندر غیرت مند بھی لیکن حالت یہ ہے کہ ان کے گھر فاقے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

اگر چہ ــــــ!

پیغمبرؐ کے مسلسل احکامات کی وجہ سے اس کے پڑوسی تھوڑی بہت اس کی خبر گیری کرتے رہتے ہیں لیکن خیبر کی فتح سے پہلے باقی مدینے والے بھی کون سے بہت خوش حال تھے۔

تو وہ جو کل میں نے حدیث پڑھی کہ پڑوسی کا حق، پڑوسی کا حق۔ اتنی تاکید آئی کہ ڈر لگنے لگا کہ اس کو میراث میں حصّہ نہ ملنے لگ جائے۔ تو پڑوسی اسی حکمِ خدا کا کم سے کم پیغمبرؐ کے سامنے خیال کر رہے ہیں مگر اپنا گزارہ مشکل ہو رہا ہے۔

اور یہ بھی غیرت مند آدمی روز تو جا نہیں سکتا، چند دن گزرے اور اب حالت یہ ہوگئی کہ جتنے محلے کے افراد ہیں پتہ چلا کہ روزانہ اس کے یہاں سے کبھی ان کے مدد آ رہی ہے، کبھی اُن کے لیے مدد کر رہی ہے اور مدد مدد کے نام سے نہیں۔

ایک مسئلہ بھی ہے کہ آپ کا کوئی واقعاً مستحق، رشتہ دار جو سہمِ سادات کی شرائط پر پورا اُترتا ہے تو بہت مختصر!

اب یہ بہت غریب رشتہ دار ہے، آپ اسے سہمِ سادات دینے جا رہے ہیں تو یہ کیا یہ بتا کے دینا ضروری ہے کہ میں تمھیں سہمِ سادات دے رہا ہوں۔ غیرت مند اور وہ ہو کہ نہ ہو لیکن ہمارا فرض ہے اس کا پردہ رکھنا۔ آپ یہ بتائے بغیر بھی اس کو دے سکتے ہیں۔

اگر کوئی ایسا مومن ہے جو صدقہ یا فطرہ کا حق دار ہے تو کیا اسے یہ بتانا ضروری ہے کہ میں تمھیں صدقہ دے رہا ہوں یا یہ کہ میں تمھیں زکوٰۃ فطرہ دے رہا ہوں۔ تو اب یہ جس انداز سے، ایسا نہیں ہے کہ آپ یہ بتائے ہوئے کہ یہ زکوٰۃ ہے یا فطرہ ہے، اس انداز سے دے دیں کہ اس کی خودداری اور عزتِ نفس بھی مجروح نہ ہو اور یہ رقم بھی پہنچ جائے تو اس انداز سے اب یہ غریب شخص جو کل تک لوگوں سے

Presented by Ziaraat.Com

بھیک مانگنے کی پوزیشن میں تھا۔

مگر ـــــ!

چند دن گزرے اور اس کی حالت بدل گئی اور معلوم ہوا کہ خود اس کے گھر میں بھی خوش حالی آ چکی ہے۔ اگر چہ اگر غریب محلے میں رہ رہے ہو تو اسلام نے روکا ہے کہ اپنی دولت کا ایسا مظاہرہ نہ کرو کہ کسی دوسرے کے دل کو تکلیف پہنچے۔

دو جملے ہیں: ایک جملہ ربط مصائب بن جاتا ہے کہ کسی یتیم کے سامنے اپنے بچے کو پیار نہ کرنا، اس بچے کے دل پہ کیا گزرے گی کہ اس کا تو باپ ہے اور میرا کوئی باپ نہیں ہے اور دوسرا یہ جملہ کہ کسی غریب کے سامنے اللہ کی کوئی ایسی نعمت استعمال نہ کرنا جس کی اس میں حیثیت نہیں ہے۔ حتیٰ کہ اگر پھل بھی کھاؤ اور یہ بھی اس کی حیثیت نہیں ہے تو اس کے چھلکے اپنے گھر سے باہر نہ پھینکو۔

تو یہ بہت سارے اسلام کے احکامات ہیں۔ چھوٹی چھوٹی باتوں میں اتنے بڑے بڑے فلسفے چھپے ہوئے ہیں لیکن جب مجموعی اعتبار سے گھر کی حالت بہتر ہوگئی تو بڑی احتیاط کرائیں لیکن انداز سے ظاہر ہوا جا رہا ہے کہ خوش حالی آ چکی ہے لیکن ساتھ ساتھ اطراف کے، پڑوس کے ان گھروں میں جہاں کل تک گویا یہ بھیک مانگنے جاتا تھا آج اس کی جانب سے کبھی کوئی تحفہ آ گیا، کبھی اس کی جانب سے کوئی تحفہ آ گیا۔ اب یہ سارے محبت کرنے والے ایک دوسرے سے ہیں۔

پڑوسی آتے ہیں اس کے پاس اور سوال کرتے ہیں اس سے کہ یہ اچانک ہو کیا گیا ہے؟

اس نے کہا: جب میں بار بار اس مسئلہ میں مبتلا ہوا اور تم لوگوں سے کچھ کہنا بھی نہیں چاہ رہا تھا بلکہ کبھی کبھار تم لوگ میری مدد خود سے کرتے تھے تو قبول بھی کر لیتا تھا لیکن دل پہ جو اس وقت مصیبت اُترتی تھی۔ یا اللہ! یہ میری حالت ہے کہ لوگ میرے

Presented by Ziaraat.Com

اُوپر ترس کھا رہے ہیں تو میں ایک دن پیغمبرؐ کے پاس اور اگرچہ مجھے معلوم ہے۔

اب خیبر سے پہلے کی بات ہے، مجھے خود معلوم ہے کہ پیغمبرؐ کے پاس ظاہری اقتدار سے کیا ہے؟ ویسے تو وہ کائنات کے سردار ہیں لیکن ظاہری اقتدار سے کیا ہے بلکہ وہاں تو یہ کیفیت ہے کہ لوگ اگر غربت کی وجہ سے آ کر شکایت کرتے ہیں کہ یارسولؐ اللہ! حالت یہ ہے کہ بھوک کے احساس کو مٹانے کے لیے ہم نے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیا ہے تو پیغمبرؐ اپنا کرتہ اُٹھاتے ہیں اور دکھاتے ہیں کہ تمہارے پیٹ پہ ایک پتھر ہے تو پیغمبرؐ کے پیٹ پہ دو پتھر ہیں۔ لیکن جب گھر کی حالت اتنی خراب ہوگئی تو میں ایک بار گیا کہ یارسولؐ اللہ! کوئی ایسا طریقہ بتایئے کہ اس پریشانی سے اس مصیبت سے کسی طرح میں نجات پاؤں۔

پیغمبرؐ نے بہت ہی آسان ایک عمل بتایا اور اس عمل کا نتیجہ تو تم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو کہ مجھ سے پوچھنے آ رہے ہو۔

تو بہت مختصر عمل، قرضوں میں مسئلہ، روزی کا مسئلہ، مالی پریشانیوں کا مسئلہ، یہ سارے مسائل وہ ہیں کہ جو آج کل بہت صاحبانِ ایمان کو پریشان کر رہے ہیں۔

جب میں نے پیغمبرؐ سے یہ شکوہ کیا تو اللہ کے رسولؐ نے کہا: دیکھو! ایک مختصر عمل بتاتا ہوں وہ یہ کہ جب کبھی اپنے گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کرو اور گھر میں کوئی نہ ہو تو اپنے آپ کو سلام کرو اور سورہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ کا سورہ ایک بار پڑھ لیا کرو۔ اور اس مختصر اور آسان مسئلے پر عمل کیا، جو بچے کی سمجھ میں بھی آ جائے گی اور بچہ بھی عمل کر سکے گا۔

تو اتنا مختصر سا روزی کا عمل، قرضوں سے اپنے آپ کو نجات دلانے کا عمل اور ایسا کہ جس میں آپ کا آدھا منٹ بھی نہیں لگے۔

تو بہرحال ____!

Presented by Ziaraat.Com

دوسری بات یہ کہ چونکہ سورۂ قُلْ هُوَ اللّٰهُ کے حوالے سے آج کی مجلس میں میں مجھے دو تین باتیں بیان کرنا ہیں۔

اچھا ــــــ!

اب مجھے آگے چل کر نہیں پتہ کہ کتنی باتیں بیان ہو سکیں گی مگر ایک تو یہ بات آ گئی اور دوسری وہی بات کہ جب پیغمبرؐ نے وہ سوال کیا۔ آج دوپہر کی مجلس کے بعد کسی نے کل رات کی مجلس کے حوالے سے مجھ سے ایک سوال پوچھا تھا:

مولانا! کل رات تو آپ نے ہماری بیویوں کو ہمارے خلاف بہت زیادہ بغاوت پہ آمادہ کر دیا اور یہ کہا ہے کہ ابھی بات نامکمل ہے۔ آپ کہیں سعد ابن معاذ کا واقعہ تو نہیں پڑھنے جا رہے ہیں۔

تو سعد ابن معاذ کا ایک واقعہ، لیکن ابھی میں اس وقت آدھا ہی پڑھ رہا ہوں، باقی آدھا شاید آج رات کو، شاید کل رات کو آئے لیکن جب زائرین زیارت، فطرس، صلصائیل، یہ ساری چیزیں ہماری شروع کی مجالس میں تھیں۔ ایک وہ منزل تھی کہ آسمان کے فرشتوں سے کہا گیا تھا کہ اپنی عبادت کے مصلّے لپیٹ کے پیغمبرؐ کے گھر میں جاؤ اور حسینؑ کی زیارت کر کے برکتیں حاصل کرو اور یہ ایک منزل آتی ہے کہ جب سعد ابن معاذ کا انتقال ہوا تھا تو آسمان کے فرشتوں کو یہ حکم ملا تھا کہ جا کر ان کی نماز میں شریک ہو جاؤ۔

وہاں یہ مسئلہ ہے کہ وہ آسمان پہ بھی نماز پڑھ رہے ہیں، زمین پہ بھی آ کر نماز پڑھ رہے ہیں۔ حسینؑ کا مسئلہ الگ ہے۔ آسمان پہ نماز پڑھ رہے ہیں اور زمین پہ حسینؑ کی زیارت کر رہے ہیں۔ واقعہ میں فرق ہے۔

تو اب یہ نماز ہی پڑھنے آ رہے ہیں تو پیغمبرِ اسلام نے دریافت کیا۔ یہ میں ستر ہزار فرشتوں کا آنا بیان کر کے پھر آخر میں بتایا کرتا ہوں کہ سعد ابن معاذ پہ

فشارِ قبر کا عذاب کیوں آیا لیکن آج نہیں۔

بس ــــ!

پیغمبرؐ نے کہا: اے جبرئیلؑ! کیا وجہ ہے کہ فرشتے حکمِ خدا سے آ تو رہے تھے لیکن ان کا آنا بتا رہا تھا کہ وہ خود بھی بہت بے چین ہیں کہ سعد ابن معاذ کی نمازِ جنازہ میں ان کی شرکت ہو جائے آخر وجہ کیا ہے؟

کہا: یارسولؐ اللہ! ہم فرشتے سعد ابن معاذ کو بہت دوست رکھتے ہیں۔

کہا: کیوں دوست رکھتے ہو؟

کہا: اس لیے کہ وہ سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ کی کثرت کے ساتھ تلاوت کیا کرتے ہیں۔ اور یہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ کا سورہ جہاں ایک طرف ہمارے لیے برکتیں لے کر آتا ہے جو ابھی آپ سُن چکے ہیں تو وہاں پر یہ دوسری طرف ہمارے عقیدے کی اصلاح بھی کرتا ہے اور ہمارے عقیدے کو بچاتا بھی ہے۔ یہ تھوڑی دیر کے بعد جاؤں گا۔

اب آیئے ــــ!

وہ جملہ میں عرض کروں جو ایک سوال کا جواب ہے۔ ان کا سوال یہ تھا کہ جناب جابر ابن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں آپ نے پہلی مجلس میں پڑھا تھا کہ انھوں نے رسولؐ خدا کو قرضہ دیا تھا اور پیغمبرؐ قرضہ ادا کیے بغیر دنیا سے رخصت ہوئے تو انھوں نے بعد میں آ کر یہ مطالبہ کیا۔

یقیناً میں نے پڑھا تھا لیکن وقت کی کمی کی وجہ سے، بات تو میں بہت طویل طریقے سے نہیں کرنا چاہتا۔ ان کا سوال یہ ہے کہ اوّل تو پہلی بات یہ ہے کہ رسولؐ پر قرضہ باقی ہو یہ تو سمجھ میں نہیں آتا، یہ تو جناب مسلم ابن عقیلؑ بھی آخری وصیت تھی، قرضہ ان پر تھا۔

خیر ــــ!

Presented by Ziaraat.Com

اگر قرضہ باقی ہے تو پیغمبرؐ نے وصیت کیوں نہ کی؟

واقعہ کا خلاصہ تو یہ تھا کہ جناب جابرؓ آئے، کوئی گواہ نہیں، کوئی تحریر نہیں۔ تو اب بہت ہی مختصر، اس کو ہم لوگ علمی زبان میں تسامح کہتے ہیں۔ تسامح کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ بعض اوقات کوئی ایسا لفظ استعمال کیا جاتا ہے جو صحیح نہیں ہوتا مگر بہت زیادہ بات کو پھیلائے بغیر مختصراً، غلط لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ وہ غلط اتنا غلط بھی نہیں ہوتا لیکن غلط بھی ہوتا ہے۔

میں اس کی دو چھوٹی مثالیں دے کر پھر اس پر آجاؤں اپنے اس سوال کے جواب پر۔ بہت پہلے کی بات ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ یہی اٹھائیس صفر کی مجلس تھی اور اس کے اندر ایک واقعہ یہ بیان ہوگیا، ایک لفظ آگیا اور وہ یہ کہ کسی نے آکر امام معصومؑ کو یہ بتایا کہ مولاؑ! مدینے کا فلاں انسان آپ کی غیبت کرتا رہتا ہے۔

پھر امامؑ نے اس کو جو جواب دیا وہ اپنی جگہ، کہ تو نے اس پر بھی ظلم کیا ہے اور مجھ پر ظلم کیا ہے اور وہ اپنی جگہ ہے۔ بعد میں ایک مومن نے مجھے پکڑ لیا اور صحیح پکڑا اور غلط بھی پکڑا۔ کہا: مولانا! یہ جو آپ نے واقعہ پڑھا، واقعہ پہ ہم کو کوئی اعتراض نہیں کہ یہ لفظ غیبت کیوں استعمال کیا گیا۔ کیونکہ ٹیکنیکلی امامؑ کی غیبت ہو ہی نہیں سکتی۔

اور کئی روایات میں ہے، آپ کو کتابوں میں بھی ملے گا، فلاں امامؑ کی کسی نے غیبت کی، فلاں امامؑ نے اس کو معاف کیا، الگ الگ واقعات ہیں۔ مگر لفظِ غیبت امامؑ کے لیے استعمال ہو ہی نہیں سکتا۔

یہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا سوال ہے نا کہ جب پیغمبرؐ نے غیبت کی بڑی برائیاں بیان کیں تو ابوذرؓ نے کہا: یارسولؐ اللہ! جو آپ فرما رہے ہیں کہ غیبت وہ گناہ ہے کہ توبہ کے باوجود اس کے اثرات باقی رہتے ہیں ورنہ توبہ تو ہر گناہ کو معاف کرنے والی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

تو ابوذرؓ نے جو بار بار یہ سنا، تو کھڑے ہو کر کہا: یارسولؐ اللہ! مگر جب ہم کسی مومن کے بارے میں یہ جملہ کہتے ہیں تو عیب اس مومن کے اندر واقعاً ہوتا ہے، ہم جھوٹ نہیں بولتے، ہم تو اس کے منہ پر کہنے کو تیار ہیں۔

پیغمبرؐ نے کہا: اسی کو تو غیبت کہتے ہیں جس کی مَیں اتنی مذمت کر رہا ہوں۔ اس کے اندر جو عیب پایا جائے اسی کو تو غیبت کہتے ہیں اگر اس کے اندر وہ عیب نہ پایا جائے اور تم اپنی طرف سے بیان کرو تو وہ غیبت نہیں ہوتی بلکہ وہ تہمت ہے جو اس سے بھی بڑا گناہ ہوتا ہے۔ اور اب یہ والی غیبت کی جو تعریف ہے نعوذ باللہ امام معصومؑ کے لیے تو یہ لفظ ہی غلط ہے۔ کیونکہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ امامؑ میں نعوذ باللہ کوئی عیب ہے جو وہ کوئی بیان کر رہا تھا۔

تو اب بات بالکل صحیح تھی لیکن اتنا یہ لفظ کا غلط استعمال، لیکن اتنی غلطی جو لفظ کی ہے نا اس کو بہرحال اسلام نے معاف کیا ہے۔

تو بہرحال ــــــ!

تو یہ جو تین چار میں نے جملے بیان کیے یہ وہ الفاظ ہیں جن کو تسامحت کہتے ہیں یعنی واقعاً لفظ صحیح نہیں لیکن اتنی غلطی جو وہ معاف ہو جاتی ہے الفاظ کو پکڑنے کے بجائے پیغام کو دیکھیے۔

اور پیغام کے حوالے سے یہ بات چل رہی تھی کہ اگر آئمہ طاہرینؑ میں سے کسی کو رسولؐ خدا سے ملایا جائے کہ شباہت کے اعتبار سے رسولؐ کے سب سے زیادہ قریب کون ہے؟

تو میرا یہ اندازہ ہے کہ نام آئے گا آقا حسنؑ کا، آج دوپہر کی مجلس میں مَیں آقا حسنؑ کا حق ادا نہ کر سکا اس لیے ایک مختصر سی بات، رات کی مجلس میں بیان کر رہا ہوں۔

Presented by Ziaraat.Com

پیغمبرؐ کی سیرت و پیغمبرؐ کی ذات سے اگر بارہ اماموں میں سے کسی کو ملایا جائے تو سب سے زیادہ شباہت حسن مجتبیٰؑ میں اپنے جدؐ کی اور ناناؐ کی آتی ہے۔

یہ ایک پوری مجلس کا عنوان ہے لیکن اس وقت بہت ہی مختصر ایک گزارش کر کے اختتام پہ آ رہا ہوں۔

دیکھئے ــــ!

ذات کے اعتبار سے امام حسنؑ اپنے ناناؐ کی شبیہ، صفات کے اعتبار سے امام حسنؑ اپنے ناناؐ کی شبیہ، سیرت کے اعتبار سے امام حسنؑ اپنے ناناؐ کی شبیہ، واقعات کے اعتبار سے امام حسنؑ اپنے ناناؐ کی شبیہ، حتیٰ کہ الزامات کے اعتبار سے بھی امام حسنؑ اپنے ناناؐ کی شبیہ۔

اتنی ساری چیزیں، ذات، صفات، سیرت، واقعات، اتہامات اور الزامات، امام حسنؑ کو دیکھتے جایئے اور رسولؐ خدا کو دیکھتے جایئے۔ اتنی شباہت آپ کو دونوں کے حالات میں نظر آئے گی۔

یہاں یہ وہی مسئلہ ہے کہ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں باقی کسی امام معصومؑ کی شان میں کمی کر رہا ہوں یا کسی امامؑ کی شان میں گستاخی کر رہا ہوں لیکن امام حسنؑ کی عظمت کو بیان کرنا، پنجتن میں جس کا ذکر سب سے کم کیا جاتا ہے وہ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام ہیں۔

بہت ہی مختصر ــــ!

اور وہ یہ کہ یہ اُم الفضل کا خواب خود آقا حسنؑ کے حوالے سے ہے۔

اچھا ــــ!

بعض واقعات ایسے ہیں تاریخ میں، mix up (گڈمڈ) ہو گئے ہیں۔ کچھ نے کہا کہ یہ آقا حسنؑ کا ہے اور کچھ نے کہا کہ یہ آقا حسینؑ کا ہے۔ مثلاً وہ مروشامی

Presented by Ziaraat.Com

کا آ کر بُرا بھلا کہنا اور پھر اخلاق امامت کی وجہ سے کلمۂ مودّت پڑھتے ہوئے واپس جانا۔ اب یہ ہے کہ آدھی کتابوں میں ہے یہ آقا حسنؑ کا واقعہ ہے اور آدھی کتابوں میں ہے یہ آقا حسینؑ کا واقعہ ہے۔ مگر اس وقت جو میں واقعہ پڑھ رہا ہوں اس میں یہ طے شدہ بات ہے کہ وہ اُم الفضل کا یا اُم ایمن کا وہ واقعہ۔

بڑی پریشان نظر آ رہی ہیں اور پیغمبرؐ اسلام نے دیکھا اور کہا: آپ اتنی پریشان کیوں ہیں؟

کہا: یارسولؐ اللہ! میں نے ایسا ایک خواب دیکھا ہے جو خواب جھوٹا بھی نہیں ہوسکتا اور اگر سچا ہے تو میں چاہتی ہوں کہ میں اس سے پہلے ہی مر جاؤں۔

کہا: کیا دیکھا ہے؟

کہا: میں نے خواب دیکھا کہ جیسے میں آپ کے قریب سے گزر رہی ہوں آپؐ کے بدن کا ایک ٹکڑا کٹا اور ٹوٹ کر میری آغوش میں آ کر گرا۔

پیغمبرؐ نے مسکرا کر کہا: اس میں پریشان ہونے کی بات نہیں ہے۔ جس خواب پہ تم پریشان ہو رہی ہو وہ تو تمہارے لیے بہت برکتیں لے کر آ رہا ہے۔ عنقریب میری بیٹی فاطمہؑ کے ہاں وہ بیٹا پیدا ہونے والا ہے جو میرا حصّہ ہے، میرے بدن کا ٹکڑا ہے، اس لیے تم نے خواب میں کہ رسولؐ کے بدن کا ٹکڑا تمہاری گود میں گر رہا ہے کیونکہ تم اسے پالو گی۔

امام حسنؑ کے آنے سے پہلے رسولؐ نے یہ پیغام دے دیا کہ حسنؑ میرا جُز ہے، حسنؑ میرا ٹکڑا ہے۔

ایک حدیث ہے: حُسَينٌ مِنِّيْ وَاَنَا مِنَ الْحُسَيْنِ۔ بہت مشہور ہے مگر آقا حسنؑ کے بارے میں بھی اس واقعہ کے علاوہ بھی پیغمبرؐ نے کئی بار کہا بلکہ جو اصل روایت ہے وہ ایسے ہی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

آپ کو معلوم ہے کہ آقا حسینؑ رسولؐ خدا کی شبیہ نہیں تھے، علی اکبرؑ ضرور تھے رسولؐ خدا کی شبیہ آقا حسینؑ رسولؐ کی شبیہ نہیں تھے۔

کیوں نہیں تھے؟

کیوں کہ حدیث یہ ہے رسولؐ نے فرمایا تھا:

"اللہ نے میرے آدھے جسم کو، جو اُوپر والا جسم اس کی شباہت حسنؑ کو دی ہے اور نچلے جسم کی شباہت حسینؑ کو دی ہے"۔

تو چہرے سے لے کر ناف تک حسن مجتبیٰ رسولؐ کی شبیہ ہیں۔ اس میں ظاہری اعتبار سے بھی ایک پیغام ہے اور باطنی اعتبار سے بھی ایک پیغام ہے جو میں پڑھ چکا ہوں۔

اب رسولؐ نے اپنے اُوپر والے جسم کو کہا کہ یہ حسنؑ ہے اور شاید اس سے یہ مراد ہو کہ اُوپر کے جسم میں ہاتھ ہوتے ہیں، نیچے کے جسم میں پاؤں ہوتے ہیں، صلح نامے پہ دستخط ہاتھ سے کیے جاتے ہیں اور میدانِ جہاد میں آدمی پیروں سے چل کر جاتا ہے، حسنؑ میرا وارث ہے صلح نامہ میں دستخط کر کے اور حسینؑ میرا وارث ہے کربلا میں جہاد کر کے۔ (نعرۂ حیدری)

تو بہرحال ــــــ!

پیغمبرؐ کی زندگی کی ایک اہم ترین خصوصیت یہ ہے کہ سورۂ کافرون جب نازل ہوئی۔

اچھا ــــــ!

یہ خود امام حسینؑ ہی کے حوالے سے تو ہے کہ امام حسنؑ کی ولادت کے بعد پیغمبرؐ نے جو تعویذ ان بچوں کے گلے میں ڈالا، پہلے حسنؑ کے گلے میں ڈالا، پھر حسینؑ کے گلے میں ڈالا۔ چاروں قل اس میں لکھے تھے اور یہ کہا تھا کہ مائیں اپنے بچوں کو

www.ziaraat.com Sabeel-e-Sakina

Presented by Ziaraat.Com

نظرِ بد سے بچانے کے لیے صبح وشام چاروں قل پڑھ کر پھونکا کریں۔

یہ امام حسنؑ کے لیے بھی تھا اور یہ امام حسینؑ کے لیے تھا لیکن پہلے امام حسنؑ آئے تھے کہ جہاں سے یہ عمل ہمارے ہاتھ میں آیا۔

تو اب ــــــ!

سورۂ کافرون جب نازل ہوئی تو کیسے نازل ہوئی کہ تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین۔ اس سے پہلے تو قریش کی پیشکش آئی تھی کہ اے عبداللہ کے بیٹے محمدؐ! کیا چاہیے تمہیں؟ سرداری چاہیے تو ہم تمہیں سارے عرب کا سردار بنا دیتے ہیں۔ شادی کرنا ہے تو عرب کی جس لڑکی پہ ہاتھ رکھو گے اس لڑکی سے شادی کرا دیں گے۔ دولتِ دنیا چاہیے تو جتنا مال مانگتے ہو تمہیں دے دیتے ہیں۔ اپنے دین کو روک دو جس میں ہمارے بتوں کو جھوٹا کہا جا رہا ہے۔

پیغمبرؐ نے کہا: نہیں۔

یہی آقا حسنؑ کے ساتھ بھی تھا۔ آج دوپہر کی مجلس بازار میں ہر چیز کی دکان کھلی ہوتی ہے۔ آقا حسنؑ کے زمانے میں ایمان خریدنے کی دکان کھلی تھی۔

بھئی ــــــ!

آقا حسنؑ کے مخالف حاکمِ شام نے امام حسنؑ کے ساتھیوں کو پیسے دے کر اپنے ساتھ ملایا تھا۔

بس ــــــ!

بہت لمبا موضوع نہ ہو جائے اس پہ کبھی الگ مجلس پڑھ کے ایک عشرہ بھی بنایا جا سکتا ہے لیکن مختصر سی بات!

پیغمبرؐ کی زندگی میں سب سے بڑا الزام ان پر یہ آیا، صلح حدیبیہ کیوں کی؟ ان لوگوں نے بھی اعتراض کیا جنھوں نے کسی جنگ میں کسی کا ناخن بھی زخمی نہیں کیا تھا

لیکن پیغمبرؐ نے یہ سارے الزامات برداشت کیے اور صلح نامہ دستخط کیے۔

آ قا حسنؑ پہ بھی سب سے بڑا الزام یہی لگا کہ صلح کیوں کی؟

اور پھر پیغمبرؐ پہ ایک بہت بڑا الزام غیر مسلموں نے لگایا کہ یہ ہے تمہارا رسولؐ جو شادیاں ہی کرتا رہا۔ گیارہ شادیاں کیں، بارہ شادیاں کیں، تیرہ شادیاں کیں، اکیس شادیاں کیں اور بالکل یہی الزام آ قا حسنؑ پر بھی آیا تو جس حوالے سے بھی دیکھئے!

ذات کی بات کریں، صفات کی بات کریں، علم کی بات کریں، سیرت کی بات کریں، واقعات کی بات کریں اور الزامات کی بات کریں، نانا سے جو شباہت حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے پائی وہ باقی آئمہ طاہرینؑ میں ظاہری اعتبار سے نظر نہیں آرہی۔ اور یہ بھی شاید وجہ ہو کہ جو تاریخ اللہ نے پیغمبرِ اسلام کو دنیا سے واپس بلانے کی رکھی وہی تاریخ حسنِ مجتبیٰ علیہ السلام کے لیے رکھی گئی۔

مگر ـــــ!

دوپہر کا وہ جملہ جو میں اب کہہ رہا ہوں کہ توحید پروردگار بچتی ہے امام حسنؑ کی ولادت کی وجہ سے۔ پندرہ رمضان المبارک کو امام حسنؑ کا پیدا ہونا یہ بتا رہا ہے کہ اے نصیریوں اور نصیریوں جیسے خیالات رکھنے والو! علیؑ اللہ نہیں ہوسکتا ہے اس لیے کہ وہ سورۂ قُلْ هُوَ اللّٰهُ جس کا ابتدائے مجلس میں ذکر ہوا۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ○ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ○ لَمْ يَلِدْ

"اللہ وہ ہے جس سے کوئی پیدا نہیں ہوسکتا ہے"۔

امام حسنؑ کی ولادت بتا رہی ہے کہ اگر حسنؑ کو علیؑ کا بیٹا مانتے ہو تو پھر یہ بھی مانو کہ علیؑ اللہ نہیں ہے۔

وَلَمْ يُوْلَدْ

Presented by Ziaraat.Com

"اور وہ کسی سے پیدا نہیں ہوتا"۔

ایک جانب حسنؑ نے بچایا اور دوسری جانب توحید کو ابوطالبؑ نے بچایا علیؑ کا باپ ہو کر ـــــ (صلوٰۃ)

اور ہمارے آٹھویں امام علی رضا علیہ السلام کی شہادت کی رات کون سی ہے۔ تین ہمارے پاس روایات ہیں۔ تیئیس ذی القعدہ، سترہ صفر اور تیسری روایت ہے آخر صفر۔

اب آٹھویں امامؑ کے حوالے سے ایک مختصر سی بات، توحید پروردگار کی بات ہو رہی ہے، آٹھویں امام کے حوالے سے بھی ایک واقعہ ہے۔

جب وہ عیسائی عالم آ کر کہتا ہے کہ عیسیٰؑ کو مانتے ہو یا نہیں مانتے؟

تو امامؑ کا جواب ایسا تھا کہ وہ پریشان ہو گیا۔

امامؑ نے کہا: عیسیٰؑ کو مانتا بھی ہوں اور نہیں مانتا۔

کہا: وہ کیسے؟

کہا: اگر عیسیٰؑ ہے جو محمدؐ کو اپنا سردار مانتا ہے تو میں بھی اس عیسیٰؑ کو مانتا ہوں اور اگر کوئی ایسا عیسیٰؑ ہے جو محمدؐ کے مقابلے میں اپنی نبوت لے کر آتا ہے تو میں اس عیسیٰؑ کو نہیں مانتا۔

اب وہ اور پریشان ہوا لیکن امامؑ نے کہا: میں نے سنا ہے کہ عیسیٰؑ عبادت میں بڑے کمزور تھے۔

عیسائی عالم یہ جملے سنتے ہی اُچھل پڑا اور کہا: آپ کیسی بات کر رہے ہیں؟ عیسیٰؑ کی عبادت تو دنیا کا ہر آدمی مانتا ہے۔

امامؑ نے کہا: اچھا! تو عیسیٰؑ عبادت کیا کرتے تھے۔ اگر عیسیٰؑ عبادت کرتے تھے تو جو عبادت کرے اسے عابد کہا جاتا ہے جس کی عبادت کرے اس کو معبود کہا جاتا

Presented by Ziaraat.Com

ہے۔ اگر عیسیٰؑ عبادت کرتے تھے تو عیسیٰؑ خدا کیسے ہو گئے۔ پتہ چلا کہ خدا کوئی اور ہے جس کی عبادت خود عیسیٰؑ کرتے تھے۔ (نعرۂ حیدری)

ذکرِ مصائب (شہادت حضرت امام علی رضاؑ)

اور یہی وہ آٹھواں امام ہے جس نے خالی توحید خدا کو نہیں بچایا بلکہ جو بھی اعتراض توحید پہ اٹھتا اس کا جواب بھی دیا۔

تو توحید کو بچایا، رسالت اور امامت کو بچایا اور پھر اپنے شیعوں کے کردار کو بچایا۔ حتیٰ کہ امامؑ نے مامون کو بھی ہر غلط کام پر ٹوکا۔ مامون گھبرا گیا کہ یہ تو اُلٹی میرے لیے مصیبت اور پریشانی کھڑی ہو گئی۔ میں تو ان کو لایا تھا تاکہ ان کے عمل کی میری حکومت کے ہر ہر حکم پر ان کی مہر تصدیق لگ جائے مگر یہ تو لوگوں کے سامنے مجھے ذلیل کر رہے ہیں۔

چنانچہ ــــــ!

جب بائیس ذی القعدہ کو یہ پیغام ملا امامؑ کو، یا سولہ صفر کے دن یہ پیغام ملا امامؑ کو یا اٹھائیس صفر کو۔

آج رات کو حاکم نے آپ کی خصوصی دعوت کی ہے اور اس موسم کا بہترین پھل آیا ہوا ہے اور خاص طور پر حکمران یہ چاہتا ہے کہ اسے پہلے پھلوں کے تحفے میں آپ کو شریک کیا جائے۔

امامؑ کو معلوم ہے کہ یہ دعوت کس لیے کی جا رہی ہے۔ چنانچہ جب رات کو بلایا گیا تھا وہ دن ختم ہوا، سولہ کا دن ختم ہوا۔ تو شب تیئس آئی یا اٹھائیس کا دن ختم تو شب انتیس آئی۔ جب امامؑ چل رہے ہیں تو اسی وقت اپنے غلام سے کہہ رہے تھے کہ میں جا رہا ہوں، بہت جلد واپس آ جاؤں گا۔ جب آؤں گا تو خبردار! مجھ سے کوئی

www.ziaraat.com Sabeel-e-Sakina

Presented by Ziaraat.Com

بات نہ کرنا چاہے، چاہے میری کیسی ہی حالت دیکھو اور میں اپنے حجرے میں جاؤں گا اور خبردار! اس کو کھولنے کی کوشش نہ کرنا۔ جب وہ دروازہ خود سے کھل جائے تو پھر حجرے میں داخل ہونا، میرا جنازہ رکھا ہوگا، پھر مامون کو بتا دینا اور میرے دفن کا انتظام کرنا۔

غلام نے گھبرا کر کہا: مولاؑ! آپؑ کے دفن کا انتظام، تو غسل وکفن کا کیا ہوگا؟

امامؑ نے کہا ہوگا: میں کوئی لاوارث نہیں ہوں کہ تو میرے غسل وکفن کے لیے پریشان ہورہا ہے۔ جو میرا وارث ہے وہی آ کر مجھے غسل وکفن دے گا۔ تجھے تو خالی خبر دینا ہے مامون کو۔

اور دیکھ! اس کو قبر بھی نہ کھودنے دینا، میری قبر بھی پہلے سے تیار ہے۔ وہ پوری کوشش کرے گا کہ اپنے بابا کے پائتی مجھے دفن کیا جائے، سارے سپاہی قبر کھود کے تھک جائیں گے، قبر نہیں کھدے گی۔

جب وہ پریشان نظر آئے تو کہنا: اپنے باپ کے سرہانے سے ذرا سی مٹی ہٹا، اور قبر تیار ہے۔

یہ ساری وصیتیں امامؑ دعوت سے واپس آ کر نہیں کر رہے ہیں۔ دعوت میں جانے سے پہلے کر رہے ہیں۔ امامؑ کو معلوم ہے کہ کہاں پہ مجھے بلایا جا رہا ہے۔

چنانچہ ـــــ!

امامؑ کا غلام کہتا ہے: میں گھر میں امامؑ کا انتظار کر رہا ہوں۔

بس ـــــ!

ایک بار مامون نے انگوروں کا طشت سامنے رکھا، موسم کا پہلا میوہ آیا ہے آپ نوش فرمائیں۔

امامؑ نے فرمایا: مجھے اس کی خواہش نہیں ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

کہا: نہیں نہیں، فرزندِ رسولؐ! یہ بہت ہی لذیذ انگور ہیں۔

کہا: جنت کے انگور اس سے بھی زیادہ بہتر ہیں۔

امامؑ نے اب تین دانے کھائے، انگور کے دانے کھاتے ہی اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے۔

مامون نے کہا: فرزندِ رسولؐ! بس! اب آپ کہاں جا رہے ہیں؟

کہا: وہاں جا رہا ہوں جہاں تو مجھے بھیجنا چاہتا ہے۔ اور یہ کہہ کر سیدھا اپنے گھر میں داخل ہوئے۔

غلام کہتا ہے: اب میری سمجھ میں آیا کہ میرے آقا نے کہا تھا: میں کیسی ہی حالت میں آؤں، نہ مجھے روکنا، نہ بات کرنا اور نہ سہارا دینا۔

امامؑ گھر میں آئے مگر لڑکھڑاتے ہوئے، پورے چہرے کا رنگ زرد پڑ چکا ہے۔ انداز سے پتہ چل رہا ہے امامؑ سے چلا نہیں جا رہا۔ بس! حجرے میں گئے اور حجرے کا دروازہ بند ہوا۔

غلام کہتا ہے: حجرے سے کچھ آوازیں آئیں اور پھر ایسا لگا کہ حجرے میں خالی میرا مولا نہیں ہے کوئی اور بھی ہے۔

اگرچہ امامؑ منع کر چکے تھے لیکن جب مجھے لگا کہ حجرے میں کوئی اور بھی ہے تو میں برداشت نہ کر سکا، آوازیں بلند ہوئیں تو میں نے دروازہ ذرا سا کھولا، کیا دیکھا کہ میرے آٹھویں امامؑ کا جنازہ تیار ہے۔ سرہانے کوئی چھوٹا سا بچہ، بیٹھا ہوا رو رہا ہے۔

ایک مرتبہ میں نے پوچھا: اے صاحب زادے! آپ ہیں کون؟

اشارہ کیا اور کہا: سُن میرے بابا کے غلام۔ میں انہی کا بیٹا، انہی کا وارث اور تیرے زمانے کا موجودہ امام محمد تقی علیہ السلام ہوں۔

بس عزادارو ــــــ!

Presented by Ziaraat.Com

آج آٹھواں امامؑ دنیا سے گیا، نواں امامؑ غسل وکفن دینے تو آیا مگر نویں امامؑ کا ماتم آج نہیں شروع ہوا۔ جس دن باباؑ مدینے سے چلا تھا میرا نواں امامؑ اسی دن سے رو رہا ہے۔

بس عزادارو.......!

جب آٹھواں امامؑ چلا نویں امامؑ نے سر پہ خاک ڈالی اور جب کربلا میں آقا حسینؑ چلے تو ننھی سکینہؑ ذوالجناح کی پچھلی ٹانگوں سے لپٹ گئیں۔

اے ذوالجناح! میرے باباؑ کو مقتل میں نہ لے جا، ارے! مجھے یتیم نہ کر۔

ہائے میرا آٹھواں امامؑ۔

ماتمِ حسینؑ!...... ماتمِ حسینؑ!

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَىَّ مُنقَلَبٍ يَّنقَلِبُوْنَ

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

Presented by Ziaraat.Com

مجلسِ ہشتم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (آل عمران، آیہ۸)

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَشْكُوْا اِلَيْكَ فَقْدَ نَبِيِّنَا وَغَيْبَةَ وَلِيِّنَا وَقِلَّةَ عَدَدِنَا وَكَثْرَةَ عَدُوِّنَا وَشِدَّةَ الْفِتَنِ بِنَا وَتَظَاهُرَ الزَّمَانِ عَلَيْنَا (دعائے افتتاح)

دعائے افتتاح کا یہ جملہ اور آل عمران کے سورہ کی یہ آیت جو آج مسلسل تیسری مجلس میں سرنامۂ کلام بنائی گئی، ان دونوں کا صحیح ترین مصداق یا تو آج کا زمانہ لگ رہا ہے یا آقا حسن مجتبیٰ علیہ السلام کا زمانہ لگ رہا ہے۔

آیت کا ترجمہ آپ سن رہے ہیں، ایک بار پھر سن لیجیے یعنی ترجمہ کے ساتھ ذہن میں یہ مسئلہ رکھیے۔ آیت اس اہم مسئلے کی جانب متوجہ کر رہی ہے کہ ایمان ملنے کے بعد چھن بھی سکتا ہے۔ اور ایمان حاصل ہونے کے بعد آدمی اس سے محروم بھی ہو سکتا ہے تو مومن کی ذمہ داری یہ قرار دی گئی کہ ہاتھ اُٹھا کر یہ کہتا رہے:

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا

''اے ہمارے رب ہدایت ملنے کے بعد ہمارے دل ٹیڑھے نہ

Presented by Ziaraat.Com

ہونے پائیں"۔

یا تو آخری زمانے کے بارے میں روایت آئی کہ آخری زمانہ ایسا ہوگا کہ صبح وشام ہدایت پائے ہوئے مومن راہِ حق سے اس طرح ہٹیں گے۔ معصوم کا جملہ ہے کہ آخری زمانے میں جلتی ہوئی آگ کو ہاتھ میں رکھنا آسان ہوگا مگر صبح سے شام تک اپنے ایمان کو بچانا مشکل ہوگا۔

اور دعائے افتتاح کا یہ جملہ، مجھے تین سال پہلے بھی امام بارگاہ علی رضا میں یہی عشرہ جو چہلم کے بعد شروع ہوتا ہے پڑھنے کی سعادت ملی تھی اور اسی عشرہ کے اندر یہ دو پہر کی مجلس، اس میں مَیں نے دعائے افتتاح کے پہلے جملے کو عنوان بنایا تھا لیکن آج دعائے افتتاح کے یہ آخری آخری جملے، اس کے حوالے سے بھی میرا ایک جملہ کہ یا یہ بہترین، صحیح ترین اس آیت کا مصداق۔

کہا: آخری زمانے میں تمہاری زبان پر ہر وقت یہ فریاد رہے کہ "اے خدا! ہم تیری بارگاہ میں شکوہ کرتے ہیں کہ نبیؐ دنیا سے چلے گئے"۔

وَغَيْبَتَه وَلِيِّنَا

اور نبیؐ کے جانے کے بعد جو ہمارا محافظ ہے، نبیؐ کے بعد جو ہماری حفاظت کرنے والا ہے، اسے بھی تو نے ہماری آنکھوں سے پوشیدہ کر کے پردۂ غیبت میں چھپا دیا۔

برادرِ محترم ــــــ!

تہذیب صاحب نے آج آغاز جس رباعی سے کیا ہے وہ یہی تو تھا کہ اگر اپنی توحید کو بچاتا ہے تو پردۂ غیبت میں ہمارا ولی چھپا ہے۔ نبیؐ دنیا سے گیا، نبیؐ کے بعد جو ہمیں بچا سکتا ہے وہ پردۂ غیبت میں ہے اور وہ بھی عام حالات نہیں۔

قِلَّةَ عَدَدِنَا "ہماری تعداد اتنی قلیل ہے"۔

Presented by Ziaraat.Com

كَثْرَةَ عَدُوِّنَا

''ہر گزرنے والا دن ہمارے دشمنوں کی تعداد بڑھاتا جارہا ہے''۔

وَشِدَّةَ الْفِتَنِ بِنَا

''اور اتنے فتنے ہم پر آ رہے ہیں، اتنی شدت والے فتنے ہم پر آ رہے ہیں کہ ایمان کا بچانا مشکل ہو رہا ہے''۔

اب ــــــ!

وہ سورہ آل عمران کی یہ دعا مانگو اور اس لیے مانگو کہ واقعاً مومن کے لیے اپنے ایمان کا بچانا سب سے بڑا مسئلہ ہونا چاہیے۔ جان جاتی ہے چلی جائے مگر ایمان نہ جائے۔ اولاد جاتی ہے چلی جائے ایمان نہ جائے۔

کہا: ہر وقت یہ دعا مانگو، خاص طور پر آخری زمانے میں اور پھر یہ پیغام لیکن بار بار یہ جو میں آخری زمانہ کہہ رہا ہوں تو سوال یہ ہے کیا پہلے بھی کسی زمانے میں ایسا دور بنا ہے کہ جب مومن کے لیے اپنا ایمان بچانا مشکل ہو رہا ہو۔ دشمنوں کی تعداد کثیر ہو اور چاہنے والوں کی تعداد قلیل ہو اور روزانہ نئے سے نئے فتنے آ رہے ہوں۔

پوری تاریخِ اسلام میں اگر ایسے ماحول کا زمانہ اس سے پہلے گزرا ہے تو وہ ہمارے آقا و مولا، سرکار امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کا زمانہ ہے۔ ایک وہ زمانہ اور ایک یہ زمانہ، آقا حسنؑ کے بارے میں پیغمبرؐ کی ایک ایسی حدیث بیان کر دی جائے کہ جس حدیث میں بھی بعض حدیث بنانے والوں نے ایک لفظ کی کمی کر دی۔

وہ جو کل رات کی ہماری مجلس کا عنوان تھا لیکن جو ''۹'' ۔ حدیث ہے وہ یہ ہے کہ آخری امامؑ کے بارے میں فرماتے ہوئے اللہ کا رسولؐ کہہ رہا ہے:

اِسْمُهُ اِسْمِي

''اس کا وہی نام ہے جو میرا نام ہے''۔

Presented by Ziaraat.Com

یہ حدیث سب کے پاس آئی، اس کے بعد ایک لفظ کی تبدیلی آئی:

وَاِسْمُ اَبِیْهِ اِسْمُ وَلَدِی

"اور اس کے باپ کا وہ نام ہے جو میرے بیٹے کا نام ہے"۔

اب اس کے اندر تبدیلی کی گئی، اور آج کل یہ کہا گیا کہ اس کے باپ کا وہ نام ہے جو میرے باپ کا نام ہے لیکن اصل میں پیغمبرؐ کی حدیث یہی ہے کہ اس کے باپ کا وہ نام ہے جو میرے بیٹے کا نام ہے۔

آخری زمانہ، شِدَّةُ الْفِتَنِ، ہاتھ میں آگ لینا آسان، صبح کا مومن شام کو مومن نہیں اور شام اگلی صبح کو مومن نہیں، اور ان حالات میں جو امامؑ آنے والا ہے۔ اتنا زیادہ مشابہ ہے وہ آقا حسن مجتبیٰ علیہ السلام سے حتیٰ کہ یہ حدیث آگئی کہ اس کے باپ کا نام میرے بیٹے کا نام ہے۔

اور یاد رکھیے گا ـــــ!

پورے سلسلۂ عصمت وطہارت میں محمدؐ کئی ہیں تبھی تو ہم اَوَّلُنا محمدٌ...... الخ والی حدیث سنتے ہیں۔ علیؑ کئی ہیں تبھی تو ہم اَوَّلُنَا علی...... الخ والا جملہ کہتے ہیں مگر حسنؑ صرف دو ہیں۔ سلسلۂ عصمت وطہارت میں حسنؑ صرف دو گزرے ایک رسولؐ خدا کا بیٹا حسنؑ اور ایک امامِ زمانہؑ کا بابا حسنؑ ہے۔

اور یہ بھی دیکھیے گا ـــــ!

ان دونوں کا لقب بھی ایک ہے، آقا حسنؑ بھی زکی ہیں اور امامِ زمانہؑ کے باباؑ بھی زکی ہیں۔ زکی کا لقب بھی پورے سلسلۂ عصمت وطہارت میں صرف دو کو ملا ہے یا امامِ زمانہؑ کے باباؑ کو ملا ہے یا رسولؐ خدا کے اس بیٹے کو ملا ہے کہ جس کی شہادت منانے کے لیے ہم یہاں جمع ہوئے ہیں۔

مگر ـــــ!

Presented by Ziaraat.Com

جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ کیا مشکل زمانہ تھا آقا حسنؑ کا، صبح کا مومن شام کو مومن نہیں رہتا تھا۔ شام کا مومن اگلی صبح کا مومن نہیں۔ کیا مشکل زمانہ تھا آقا حسنؑ کا۔ مومن سے یہ کہا جائے کہ ہاتھ میں آگ لے کر کھڑے ہو جاؤ وہ اس کے لیے آسان ہے۔ اپنے ایمان کو بچانا مشکل ہے۔ کیا مشکل زمانہ تھا آقا حسنؑ کا۔ روزانہ ایک نیا فتنہ سامنے آ رہا ہے، روزانہ ایک نیا مسئلہ سامنے آ رہا ہے۔

اور بہت ہی مختصر ـــــ!

پہلے ایک جملہ کہہ دوں جس پر ایک پوری مجلس ہو سکتی ہے لیکن کل رات کی میری خطا کا یہ۔ میری غلطی کا یہ، بھول کا یہ کہ جس کی وجہ سے میں اتنی لمبی مجلس پڑھتا چلا گیا۔

بعض مومنین نے آج شکوہ بھی کیا ٹیلی فون پر کہ مولانا! ہم job پہ دیر سے پہنچے کیا آپ کو معلوم ہے، مجھے بعد میں اندازہ ہوا۔

تو اِس وقت میں غلطی نہیں کرنا چاہتا۔ صرف ایک جملہ۔

یاد رکھیے ـــــ!

جب ہم یہ جملہ کہتے ہیں کہ آخری زمانہ بڑی مشکلات کا زمانہ ہوگا اور ایمان بچانا مشکل ہوگا اور پھر اس جملے کو ہم ملا رہے ہیں آقا حسنؑ کے زمانے سے کہ آقا حسنؑ کا زمانہ بڑا مشکل تھا اور ایمان کو بچانا مشکل ہو رہا تھا۔ تو ذہن میں ایک خیال آتا ہے اور جو غلط خیال ہے کہ مومن کے لیے فلاں زمانہ بہت مشکل ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ مومن کی گردن کٹ رہی ہوگی۔

نہیں ـــــ!

جب گردنیں کٹتی ہیں وہ زمانہ مومن کے لیے مشکل نہیں ہے۔ جب یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں زمانہ بہت مشکل ہوگا جب مومنین کے گھر نذرِ آتش کیے جا رہے ہوں

Presented by Ziaraat.Com

گے۔ ایسا نہیں، مومن کا گھر جلایا جائے تو وہ زمانہ مشکل نہیں ہوتا، یہ وہ زمانہ ہوگا جب یہ کہا جائے۔

صرف ایک جملہ کہہ کے آگے بڑھ جانا چاہتا ہوں ورنہ بات اتنی اہم ہے اور اتنی اس میں مثالیں آئی ہیں۔ بہت لمبی بات ہو جائے گی۔

لیکن ـــــ!

جب یہ کہا جاتا ہے کہ بھئی! مومن کے لیے فلاں زمانہ بہت مشکل ہے۔ جیسے میں نے کہا کہ یہ آخری زمانہ، جیسے میں نے عرض کیا آقا حسنؑ کا زمانہ، تو مراد یہ ہوتی ہوگی کہ مومنین کو اپنی اولاد کے لاشے اُٹھانا پڑ رہے ہیں۔ یہ مومن کے لیے کوئی مشکل نہیں ہے۔ گھر جل جائے یہ کوئی مشکل نہیں ہے۔ گردن کٹ جائے یہ کوئی مشکل نہیں ہے بلکہ یہاں تو اُلٹا مسئلہ ہے۔ گردنیں نہ کٹیں تو مشکل ہے۔ محبت اہلِ بیتؑ میں گھر نہ جلیں تو مشکل ہے۔ اولاد کا لاشہ نہ اُٹھانا پڑے تو مشکل ہے۔

آپ بالکل خاموش ہو گئے اس لیے کہ آپ کی عقل میں یہ بات نہیں آئی مگر آپ کی زبان پر ہمیشہ یہ بات آتی ہے جب آپ کربلا والوں کو یاد کرتے ہیں تو کہتے ہیں:

يَالَيْتَنِي كُنْتُ مَعَكُمْ

"کاش میں تمہارے ساتھ ہوتا"۔

تو یہ "کاش" کس لیے کہہ رہے ہیں کہ۔ خیمے تمہارے جلے تو میرا بھی خیمہ جلتا، گردنیں تمہاری کٹیں تو میری بھی گردن کٹتی، لاشہ تم نے بھی اپنے بیٹے کا اُٹھایا تو کاش میں بھی اپنے بیٹے کا لاشہ اُٹھاتا۔

میں نے دیکھا کہ مجمع پہ ایک دم سناٹا چھا گیا تھا۔

بھئی ـــــ!

Presented by Ziaraat.Com

ساری زندگی آپ زبان پر بھی لاتے ہیں کہ بیٹے کا لاشہ مشکل نہیں ہے بلکہ خدا یہ والا امتحان نہ لے تو اس پر مومن حسرت کرتا ہے، اس پر مومن افسوس کرتا ہے۔

ارے ــــ!

خیمے جلیں تو یہ مشکل نہیں ہے۔ نہ جلیں تو اس پر مومن حسرت کرتا ہے۔ تو وہ مشکل مرحلہ نہیں ہے۔ جب میں نے یہ جملہ عرض کیا کہ آقا حسنؑ کا زمانہ بڑا مشکل تھا۔ میری مراد یہ نہیں تھی کہ اس وقت جو قتل و غارت گری شروع کی گئی تھی اور جب میں کہتا ہوں کہ آخری زمانہ مشکل ہے تو اس سے بھی مراد یہ باتیں نہیں ہیں بلکہ مشکل زمانہ تو وہ ہوتا ہے جب تلوار کے ذریعے سے ایمان چھینا جائے وہ مشکل نہیں۔ آگے کے ذریعے سے ایمان چھینا جائے وہ مشکل نہیں ہے۔ اس میں مومن اپنا ایمان بچا لیتا ہے بلکہ اور زیادہ طاقتور ہو جاتا ہے۔ جہاں تلوار چلائی گئی ایمان اور مضبوط ہو گیا۔

اگر پتہ چل جائے کہ فلاں جلوس بڑے آرام اور خیریت سے جائے گا تو پانچ سو آدمی آئیں گے اور اگر پتہ چل جائے کہ اس کے اندر شہادتیں ہوں گی تو کم از کم پچیس ہزار وہاں پہنچ جائیں گے۔ یہ چیزیں تو مومن کے ایمان کو اور زیادہ طاقتور کرنے والی ہیں۔

مشکلات جسے میں کہہ رہا ہوں۔

یقیناً ــــ!

آقا حسنؑ کے زمانے میں بھی یہ سارے طریقے اختیار کیے گئے لیکن جس کے خلاف یہ طریقے اختیار کیے گئے وہ مومن، ان کے ایمان پر کوئی فرق نہیں آیا بلکہ وہ اور طاقتور ہوتا گیا۔ آخری زمانے میں بھی جہاں یہ طریقے اختیار ہوں گے وہاں کے مومنین کا ایمان محفوظ رہے گا۔

تو ایمان تلوار سے نہیں چھنتا ہے، ایمان آگ سے نہیں چھنتا ہے۔ ایمان چھے

Presented by Ziaraat.Com

کے لالچ سے نہیں چھنتا ہے۔ ایمان روزی کے ذرائع بند ہونے سے نہیں چھنتا ہے۔ ایمان چھیننے والا طریقہ جو واقعتاً فتنہ ہے وہ یہ ہے کہ بڑی نرمی کے ساتھ، بڑے پیار کے ساتھ، بڑی محبت کے ساتھ اس انداز سے مومن سے گناہ کرواؤ، وہ گناہ کرتا چلا جائے اور اس میں بہک جائے کہ اب اس کے لیے اپنا ایمان بچانا مشکل ہو جائے۔

میں بہت ہی مختصر ایک بات کہتا ہوں۔ مجھے خود اندازہ ہے کہ رات والی غلطی پھر نہ ہو جائے۔ اس لیے میں صرف ایک بات کہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ آقا حسنؑ کے زمانے میں بازار میں بہت ساری دکانیں کھلی تھیں۔ ان میں ایک دکان یہ بھی تھی کہ جہاں ایمان خریدا اور بیچا جاتا تھا۔ یہ اس چیز کی دکان ہے کہ حاکمِ شام کی جانب سے رشوت آتی ہے اور مومنین اپنا ایمان بیچتے ہیں۔

اب میں بات کو مختصر کر رہا ہوں۔

تو خیر ــــــ!

امام حسنؑ کا زمانہ مشکل ترین زمانہ تھا اور یہی وجہ ہے حسن مجتبیٰ علیہ السلام کا جہاد، بہت ہی چھوٹا سا ایک واقعہ۔

اور دیکھیے ــــــ!

جب میں کسی واقعے کو بہت زیادہ پڑھتا ہوں تو مجمع سے معذرت بھی کر لیتا ہوں اور بہت ہی چھوٹا سا واقعہ ہے اس لیے اس کی اس مختصر مجلس میں مَیں تکرار کر رہا ہوں۔

آقا حسنؑ کا اصل امتحان آپ سمجھیے اس زمانے کے مومن کا یہ مسئلہ نہیں ہے کہ جیسا میں نے کہا: قتل و غارت گری ہو رہی ہے۔ تو وہ کس دور میں نہیں ہوئی۔ کب تک مومن محفوظ رہا، پیغمبرؐ کی مشہور حدیث کتاب پھر میں ہدایت پا گیا، آغا تیجانی

Presented by Ziaraat.Com

سماوی کی کتاب میں ہے کہ انہیں جب دینِ حق قبول کرنے کی وجہ سے اپنے علاقے تیونس میں ان بے انتہا مصائب کا سامنا کرنا پڑا اور حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ باقر الصدر کے پاس جا کر سوال کرتے ہیں کہ آخر میں نے کیا بگاڑا ہے کسی کا؟

یہی جواب تو دیا: پیغمبرؐ کی وہ حدیث ہر وقت اپنے ذہن میں رکھنا کہ کسی نے آ کر کہا تھا: یارسولؐ اللہ! میں آپ سے بڑی محبت کرتا ہوں۔ تو رسولؐ نے کہا: میں روزِ قیامت تمہاری شفاعت کروں گا۔

پھر کہا: مجھے آپ کے بھائی علیؑ سے بھی بڑی محبت ہے۔

رسولؐ نے کہا: پھر ہر وقت دشمنوں کے مظالم کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار رہو۔

محبتِ علیؑ کی قیمت یہ ہے کہ ہر وقت تمہیں تیار رہنا ہے۔ اور یہی مولاؑ نے غالباً نہج البلاغہ میں یا مستدرک نہج البلاغہ میں فرمایا ہے:

"جو ہم سے محبت کرنا چاہتا ہے پہلے صبر کی ایک چادر سلوائے پھر ہم سے محبت کرے"۔

تو بہر حال ــــــ!

کائنات میں سب سے بڑا امتحان جو ہوا ہے وہ آقا حسنؑ کا ہوا ہے۔ آقا حسنؑ نے جب صلح نامہ پر دستخط کیے تو اتنی شدید توہین اور بے عزتی ان لوگوں نے کی جو اپنے آپ کو امامؑ کا شیعہ کہتے ہیں۔ کثیر تعداد میں لوگ ایمان چھوڑ چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ تو آقا حسنؑ کے زمانے میں دیکھیے۔ اور آقا حسنؑ نام کس کا ہے؟ کسی معمولی شخصیت کا نام نہیں ہے آقا حسن مجتبیٰؑ۔

یہ بات یاد رکھیے گا ــــــ!

آقا حسنؑ کی ولادت بھی ایک بہت بڑا پیغام اور آقا حسنؑ کی شہادت بھی

Presented by Ziaraat.Com

ایک بہت بڑا پیغام ہے۔ باقی درمیان کی زندگی تو ہے ہی لیکن خالی دنیا میں آ جانا اور خالی دنیا سے چلے جانا بزرگ جانتے ہیں۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اپنی مشہور کتاب سرّ الشہادتین میں جو ایک اصول لکھتے ہیں کہ شہادت ایک بہت بڑا رتبہ ہے۔ رسولؐ خدا کو شہادت نہیں ملی۔ پھر اس کی مصلحات لکھیں کہ رسولؐ کی شہادت اسلام کو کس طرح نقصان پہنچا سکتی تھی لیکن اتنی بڑی فضیلت یعنی طاہر فضیلت رسولؐ کے پاس جو بزرگ ہیں وہ اُلجھ رہے ہیں کہ اتنی مشکل بات مولانا کیسے بیان کر رہے ہیں۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں: اتنی بڑی فضیلت رسول کو دی جائے تو اس وقت کے حالات میں رسولؐ خدا کو جتنا نقصان پہنچتا ہے وہ بہت زیادہ نقصان ہے۔ اور اگر یہ فضیلت نہ دی جائے تو جس رسولؐ کے پاس کائنات کی ساری فضیلتیں جمع ہوں وہ اتنی بڑی فضیلت سے محروم رہے اور دوسرے درجے کے چھوٹے رسولوں کو یہ فضیلت ملی۔

اب ــــ!

یہ سرّ الشہادتین کے اندر۔

دیکھئے ــــ!

کتاب کے نام کا ترجمہ ہے: دو شہادتوں کا راز"۔ ایک آقا حسنؑ کی شہادت اور دوسری آقا حسینؑ کی شہادت۔

وہ لکھتے ہیں: نہیں، پروردگار! یہ فضیلت دینا بھی چاہتا ہے اور چونکہ شہادت کی دو قسمیں ہیں: ایک تلوار کے ذریعے یا زہر کے ذریعے۔ تو اب اللہ نے یہ فضیلت حسنؑ اور حسینؑ کے ذریعے سے ان کے نانا کو دلوائی۔ حسنؑ کو زہر دے کر شہید کیا گیا گویا رسولؐ خدا کو یہ رُتبۂ شہادت ملا۔ حسینؑ کو تلوار سے شہید کیا گیا گویا رسولؐ خدا کو

Presented by Ziaraat.Com

یہ رُتبۂ شہادت ملا۔

لیکن ــــــ!

میں اس سے ہٹ کر ایک بات کہہ رہا ہوں کہ حسنؑ کی شہادت رسالت کو مکمل کرنے والی بنی۔ یہ جملہ تھا ان کا اور حسنؑ کی ولادت؟ حسنؑ کی ولادت توحید پروردگار کو بچانے کا سبب بنی۔

ذکرِ مصائب (شہادت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام)

بس عزادارو ــــــ!

اسی امام حسنؑ کو سات سال میں سات بار زہر دیا گیا۔ میں بتانا یہ چاہ رہا ہوں کہ امام حسنؑ حاکمِ شام کے لیے کتنا بڑا خطرہ بن گئے۔ ہر بار کے زہر کے بعد علاج تو ہو گیا مگر زہر کے اثرات بدن میں رہے۔ اندر سے امام حسنؑ کا جسم کٹتا جا رہا ہے، اندر سے امام حسنؑ جو ہیں شہید ہوتے جا رہے ہیں یہاں تک کہ پانچویں زہر کے بعد۔ یہ عباس علمدارؑ کی چڑھتی جوانی ہے، بیس یا اکیس سال کی عمر ہے۔

عباسؑ نے براہِ راست امام حسنؑ کی حفاظت اپنے ہاتھ میں لے لی اور چاروں طرف ایسا پہرہ لگا دیا جوانانِ بنی ہاشم کا، کہا: اب کسی کو میں اجازت دوں گا ہی نہیں کہ وہ میرے آقا اور مولا حسنؑ کے قریب آئے۔

تو چھٹا زہر آپ کو یاد ہوگا، چھٹا زہر اہلِ بیت اطہارؑ کی اس رحمت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دیا گیا۔

آقا عباسؑ نے کہا: مولاؑ! اب یہ تیسرا پہرہ میری ذمہ داری ہے۔ تمام جوانانِ بنی ہاشم، کوئی حسنؑ کے قریب نہ آنے پائے لیکن چھٹی بار ایک نابینا آیا۔ فاصلے پہ رُک گیا۔ آقا حسنؑ سے کہتا ہے: اے رسولؐ کے بیٹے! کیا تیری رحمت میں میرا کوئی

Presented by Ziaraat.Com

حصہ ہو سکتا ہے؟

آقا حسنؑ نے کہا: کون ہے، کیوں آیا ہے؟

کہا: میں نابینا ہوں اور اپنی آنکھیں آپؑ کے پاؤں سے مس کر کے اس یقین کے ساتھ جاتا ہوں کہ جیسے ہی آنکھیں مَس ہوں گی تو مجھے بینائی مل جائے گی۔ مولاؑ! کیا آپ ایک نابینا پہ بھی رحم نہیں کریں گے؟

آقا حسنؑ سب جانتے ہیں لیکن ایک بار کہا: عباسؑ! اسے آنے دو۔

اب عباسؑ خاموش ہیں۔ وہ آگے بڑھا، وہ حاکمِ شام کا جاسوس تھا۔ نابینا کے ہاتھ میں عصا ہوتا ہے اور اس کے نیچے تھوڑا سا وہ لوہے کا ٹکڑا لگا تھا جو انتہائی خطرناک زہر میں بجھا ہوا ہے۔ وہ آقا حسنؑ کے قریب آیا۔ بجائے اس کے کہ وہ جھک کر اپنی آنکھیں لگائے، اس نے وہ عصا آقا حسنؑ کے پاؤں میں پیوست کر دیا اور آناً فاناً زہر آقا حسنؑ کے جسم میں دوڑنے لگا۔ تو وہی آقا حسنؑ غش کھا کر گر پڑے۔ خاندانِ اہلِ بیتؑ دوڑا اور کہا: عباسؑ! عباسؑ!

عباسؑ دوڑ کر آئے۔ اس چھٹے زہر کے بعد اب عباسؑ نے کہا: اب ہم امامؑ کو گھر سے باہر ہی نہیں آنے دیں گے۔

اب حاکمِ شام سمجھ گیا۔ گھر کا کوئی آدمی ملے تو پھر قاتلانہ حملہ ہو سکتا ہے۔ اب جعدہ بنت اشعث، اللہ! اللہ! اس عورت پہ امام حسنؑ نے کتنا بڑا احسان کیا، وہ یہ کہ آقا حسنؑ نے اس سے شادی کی۔

حاکمِ شام نے ایک پیشکش کی تھی کہ اگر تم اپنے شوہر کو زہر دے دو اور تم بیوہ ہو جاؤ گی تو میں تمہاری شادی یزید سے کر کے تمہیں اسلامی دنیا کی ملکہ بناؤں گا۔ یہ ہے ایمان کا فروخت ہونا۔

آدھی رات کا وقت ہے، حاکمِ شام نے جعدہ کو وہ زہر بھجوایا۔ جو ملکِ روم

Presented by Ziaraat.Com

سے منگوایا گیا تھا اور قیصر روم نے کہا کہ اگر اس زہر کا ایک قطرہ دریا میں ڈالو تو دریا کی ساری مچھلیاں مر کر رہ جائیں۔

آدھی رات کا وقت ہے، چھٹے زہر کے بعد اب امام حسنؑ بستر سے اُٹھنے کے قابل نہ رہے۔ بستر سے اُٹھ نہیں سکتے ہیں۔ چنانچہ زینبؑ اور کلثومؑ بھائی کے حجرے میں زمین پہ بستر بچھا کر، ایک بہن دائیں طرف ہوتی ہے اور ایک بہن بائیں طرف ہوتی ہے۔

آدھی رات کا وقت ہے۔ کون سی آدھی رات؟ جو کل گزری ستائیس اور اٹھائیس صفر کی درمیانی شب اور ایک جعدہ دبے ہوئے قدموں کے ساتھ کمرے میں آتی ہے۔ آقا کے سرہانے جو صراحی ہے اس میں وہ زہر ڈالتی ہے اور اسی طرح واپس جاتی ہے اور ادھر وہ گئی تو آقا حسنؑ نے ایک بار آنکھیں کھولیں اور ایک بار صراحی سے پانی کا کوزہ بھرا اور ایک گھونٹ پانی پی لیا اور ایک مرتبہ یہ کوزہ سنبھالنے کی طاقت بھی نہ رہی۔ یہ کوزہ زمین پہ گرا۔ جناب زینبؑ کی آنکھ کھل گئی تو دیکھا کہ بھائی حسنؑ بستر پر اُلٹے لیٹے ہیں اور کلیجے کے ٹکڑے کٹ کٹ کر زمین پر گر رہے ہیں۔

گھبرا کر آواز دی: بہن کلثومؑ! ذرا سا بیدار ہو جاؤ۔

: یا حسینؑ! ذرا یہاں تو آنا۔

حسینؑ آئے، عباسؑ آئے، حسنؑ کو سہارا دے کر لٹایا گیا اور حسنؑ ایک مرتبہ کہتے ہیں:

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا جَدِّیْ

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَبِیْ

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اُمِّیْ

Presented by Ziaraat.Com

زینبؑ نے گھبرا کر کہا: بھیا! کسے سلام کر رہے ہیں؟

کہا: دیکھتی نہیں، ارے میرے سرہانے نانا رسولؐ آئے ہیں، بابا علیؑ آئے ہیں، اور میرے سرہانے میری ماں فاطمہؑ آئیں ہیں اور کہہ رہی ہیں: بیٹا حسنؑ! ہم تمہیں لینے آئے ہیں۔

اب میں دنیا سے جا رہا ہوں۔ میری ماں مجھے لینے آئی ہے۔

اب امام حسنؑ نے صرف ایک جملہ کہا: ارے! کوئی اُم فروہؑ کو بلا کے لائے۔

اُم فروہؑ آئیں، ننھا قاسمؑ ایک سال کا بھی نہیں ہے، ایک بار حسنؑ نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے فروہؑ کو ایک تعویذ دیا: فروہؑ! یہ تعویذ میرے قاسمؑ کے لیے حفاظت سے رکھ لے۔ جب میرے بھائی پہ بڑی مشکل کا وقت آئے گا، تب یہ تعویذ کھول کر دیکھ لینا۔

آج کی رات وہ تعویذ دیا جا رہا ہے جو قاسمؑ کے بازو پر ساری زندگی بندھا رہا مگر کھلا تو کب کھلا۔ عاشورے کے دن جب قاسمؑ نے کہا: اماں! چچا مجھے مرنے کی اجازت نہیں دے رہا۔

بس عزادارو ــــــ!

آقا نے یہ تعویذ دیا اور آقا حسنؑ دنیا سے رخصت ہوئے۔ عجیب شان سے جنازہ اُٹھا، حسینؑ ساتھ میں ہیں، عباسؑ ساتھ میں ہیں، جنازہ چلا۔ قبر رسولؐ کے قریب پہنچا۔ وہاں پہلے سے تیرانداز کھڑے ہیں، ایک بار کمانیں کھنچیں، ستر تیر نکلے، حسنؑ کے جنازے میں پیوست ہو گئے۔

وَا حَسَنَاهُ ...... وَا حُسَيْنَاهُ

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

Presented by Ziaraat.Com

مجلسِ نہم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ (الفاتحہ، آیہ ۵)
رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (آل عمران، آیہ ۸)

اگرچہ ہماری گفتگو زیارات کے حوالے سے ہو رہی تھی لیکن زیارات کے مسئلے کو سمجھانے کے لیے سورہ آل عمران کی اس آیت کی تلاوت ان ساڑھے چار مجالس کے لیے کی جا رہی ہے۔ یہ ساڑھے ساڑھے کا حساب میں بتا چکا ہوں اور اب آخری دو تقاریر میں زیادہ گفتگو کرنے کا موقع نہیں ہے۔

تو ساڑھے چار مجالس کے لیے مسئلہ زیارت، سورہ آل عمران کی اس آیت سے بیان کیا جا رہا تھا لیکن ایک ضمنی مسئلہ بیچ میں ایسا آ گیا ہے جسے میں اکثر اس لیے بیان کرتا رہتا ہوں کہ آج ہماری قوم میں تھوڑا بہت یعنی بہت زیادہ پڑھنے کا رواج ن ہو گیا ہے اور انٹرنیٹ کی وجہ سے نامکمل معلومات کو حاصل کر کے اس نامکمل معلومات کو پورا دین سمجھ لینے کی غلطی بھی پیدا ہو گئی ہے۔

ہمارے یہاں بہت پہلے سے ایک حکایت مشہور ہے اور وہ آج کل دین اور اسلام کے حوالے سے اس کہانی یا اس حکایت کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

چند نابینا اندھے اِک اور ان کے راستے میں ایک ہاتھی آ گیا۔ اب ہر آدمی ہاتھی کے ایک حصے کو چھو پا رہا ہے۔ جس کے ہاتھ میں ہاتھی کی ٹانگ آ گئی اس نے کہا کہ ہاتھی تو گول ستون کی طرح ہوتا ہے اور جس کا ہاتھ ہاتھی کے پیٹ پہ پڑا اس کے خیال میں ہاتھی دیوار کی طرح ہوتا ہے۔ اور جس کا ہاتھ ہاتھی کے کان میں پڑا اور جس کا ہاتھ ہاتھی کے دانت پہ پڑا۔

غرض یہ ــــــ!

جو جو ایک ایک چھو رہا ہے وہ اپنے اپنے حساب سے یہ سمجھ رہا ہے کہ ہاتھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ آج ہماری اور آپ کی یہ کیفیت اسلام کے بارے میں بھی یہی ہوگئی ہے جس کی سمجھ میں جتنا اسلام آیا اس کی نگاہ میں بس اسلام اسی کا نام ہے۔ اور اس لیے مجھے بار بار ہر سال اور پھر سال میں بھی ایک ہی عشرے، میں کئی بار یہ وضاحت کرنا پڑتی ہے کہ نہیں بھئی! دین کو اتنا، تو بہت آسان دین عمل کے لیے لیکن اپنی کم علمی اور جہالت کی بنا پر جتنی ہماری معلومات ہیں اسی کو ہی پورا دین نہ سمجھیں۔

اور خاص طور پر ــــــ!

اس عشرے میں جس کے اندر یا کل کی رات جو گزر گئی یا آج کی رات، ان دو راتوں میں سے کوئی ایک رات ہمارے آٹھویں امام حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی شہادت کی رات ہے۔ اور امامؑ کی زندگی میں، ویسے تو ہر امامؑ کی زندگی میں یہ چیزیں موجود ہیں مگر آٹھویں امامؑ کی زندگی میں دو تین بڑے دل چسپ واقعات کی صورت میں یہ پیغام ملا۔ باقی یہ ہے کہ آئمہ کرامؑ اگر کوئی ایسی شے بیان فرماتے ہیں جو ذرا سی دقیق ہو۔ اگرچہ آج کل کے مومن کے پاس اتنا وقت نہیں ہے لیکن آٹھویں امامؑ کی خصوصیت یہ ہے کہ بات وہی ہے لیکن کچھ ایسے دلچسپ واقعات کی شکل میں آئی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

نمبر ایک: امامؑ کا شہر نیشاپور میں یہ اصول بتا دینا کہ جو حدیث بھی سنو، جو آیت بھی پڑھو، خالی اسی کو کافی نہ سمجھنا بلکہ بِشَرْطِهَا وَشُرُوطِهَا ــــ ہر آیت اور ہر حدیث، اس کی کچھ شرائط ہوتی ہیں جو دوسری آیات میں یا دوسری احادیث میں تمہیں ملیں گی۔

قرآن کریم کی واضح آیت ہے، باپ مر گیا، بیٹے کو اس کی میراث ملے گی لیکن کیا ہم آنکھیں بند کر کے اسی پہ عمل کریں گے یا اس کی کوئی شرائط بھی ہیں بلا۔ شرط یہ ہے کہ بیٹا باپ کا قاتل نہ ہو۔ شرط یہ ہے کہ بیٹے اور باپ کے دین میں فرق نہ ہو، یعنی اگر کافر بیٹا ہے تو وہ اپنے مومن باپ سے کوئی میراث نہیں پائے گا اور اس کے چند شرائط ہیں میراث کی۔

مگر ــــ!

یہ شرائط کہاں لکھی ہیں۔ اس جگہ تو نہیں لکھی ہیں جہاں یہ پہلی آیت آئی۔

اب ــــ!

واقعہ بیان ہو چکا ہے اور مثالیں بے شمار ہیں۔ تقریر کے دوران جس وجہ سے میں یہ مثالیں دے رہا ہوں وہ بات سامنے آجائے گی لیکن فی الحال میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ باقی معصومینؑ کے مقابلے میں، آٹھویں امامؑ کے حالات میں، یہ مسئلہ سمجھانا آسان ہے۔

مسئلہ نمبر دو، اور وہ یہ: پہلی بات کیا ہوئی؟ آیت یا حدیث۔ جب تک کہ اس کی شرائط آپ کے سامنے نہ آجائیں آپ آنکھیں بند کر کے اس پر عمل نہیں کر سکتے۔ اور اسی انداز سے شرط نمبر دو۔ یعنی دین کو سمجھنے کے لیے، آپ کے خیال میں تو آپ کے سامنے قرآن کھلا ہوا ہے۔ آیت واضح ہے۔ کوئی مولانا، کوئی مجتہد یا کوئی مرجع اگر اس کے خلاف فتویٰ دے رہا ہے تو آپ اس کو ماننے پر تیار نہیں ہیں

Presented by Ziaraat.Com

مگر کیا اسی ایک آیت کو دیکھ کر فیصلہ ہوگا۔

نمبر دو: بالکل بظاہر ایک جیسے نظر آنے والے دو مومن، نماز قصر و تمام کا مسئلہ، دونوں زائر تھے، دونوں مدینے سے آئے تھے، دونوں آٹھویں امامؑ کی خدمت میں پہنچے تھے۔ ایک کی ذمہ داری الگ تھی اور دوسرے کی ذمہ داری الگ تھی اور خالی ذمہ داری الگ نہیں تھی ایک گناہ پا رہا تھا اس سفرِ زیارت میں اور ایک ثواب حاصل کر رہا تھا۔

اب دیکھئے ـــــ!

یہ بات مختلف انداز سے کہی جا سکتی ہے لیکن آٹھویں امامؑ کے حالات میں ایک دلچسپ واقعہ کی شکل میں آپ نے سنا۔

نمبر تین: وہ مسئلہ ہے الفاظ کے ترجمہ کا، ایک ایک لفظ اگر اِدھر اُدھر ہو گیا، ہم عیسٰیؑ کی نبوت کو مانتے ہیں۔ یہ جملہ الگ ہے اور ''ہم ان عیسٰیؑ کی نبوت کو مانتے ہیں'' یہ جملہ الگ ہے۔ اگر آپ خالی کہتے ہیں کہ ''ہم عیسٰیؑ کی نبوت کو مانتے ہیں'' تو عیسائی عالم فائدہ اُٹھا کر لوگوں کو گمراہ کر گیا اور آپ نے کہا کہ نہیں ہم عیسٰیؑ کی نبوت کو نہیں مانتے بلکہ ہم ان عیسٰیؑ کی نبوت کو مانتے ہیں۔

پیغام بالکل الگ ہو گئے۔ مولا علیؑ نے خانۂ خدا میں ولادت کے بعد رسولؐ خدا کے ہاتھوں میں تشریف لانے کے بعد جو آیت تلاوت کی ہے:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ (المومنون، آیہ ۱)

اب اس کا عام ترجمہ جو کیا جاتا ہے اور پھر اس ترجمے کی مدد سے جو بعض اوقات ایک غلط تاثر دیا جاتا ہے۔ عام ترجمہ یہ ہے: ''نجات پا گئے سارے صاحبانِ ایمان''۔

مگر یہ تو ترجمہ نہیں ہے، ترجمہ ہے: ''کامیاب ہوئے وہ مومن''۔

Presented by Ziaraat.Com

مولاؑ تلاوت کر رہے ہیں، رسولؐ کے ہاتھوں پر ہیں، پہلے تو سوال کر رہے ہیں: اے اللہ کے رسولؐ! آپ کو کون سی کتاب سننا ہے؟

اور جب پیغمبرؐ نے کہا: قرآن سناؤ تو قرآن کی جس آیت کی تلاوت کی وہ یہی آیت تھی۔

اس کا ترجمہ ہماری عام محافل میں یہ پڑھا جاتا ہے کہ مولاؑ نے تلاوت کی کہ "مومنین کامیاب ہوئے"۔ لیکن ترجمہ یہ ہے: "وہ مومن کامیاب ہوئے"۔

اب دیکھئے ــــــ!

یہ لفظ "وہ" نے پیغام کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا اور یہی کیفیت آٹھویں امامؑ کے حوالے سے قرآن کریم کی ان چند آیتوں کی ہے جس کے اندر ہمارا اور عام مسلمانوں کا ترجمہ میں اختلاف ہے۔ آج جس آیت کی مَیں نے تلاوت کی ہے وہ بھی ان آیتوں میں سے ایک ہے:

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ (الفاتحہ، آیہ ۵)

اس کے دو ترجمے کیے جاتے ہیں۔ ایک عام ترجمہ ہے کہ "ہمیں صراطِ مستقیم کی ہدایت کر"۔ اور ایک جو معصومینؑ نے ہمیں ترجمہ بتایا: "اے خدا! ہمیں صراطِ مستقیم پر باقی رکھ"۔

پہلے ترجمہ میں مفہوم یہ آ رہا ہے کہ شاید ابھی ہم صراطِ مستقیم پر نہیں ہیں، اسلام کے علاوہ بھی ہم نے ابھی کوئی مذہب ڈھونڈنا ہے۔ شاید کوئی اور نبی آنے والا ہے جو ایک نیا مذہب لے کر آئے گا۔

اور ــــــ!

"اے خدا! ہمیں صراطِ مستقیم پر باقی رکھ"۔

جو ہمیں بتا رہا ہے کہ ہم راہِ حق پر آ چکے ہیں۔ مسئلہ یہ نہیں ہے کہ ہمیں راہِ حق

Presented by Ziaraat.Com

ڈھونڈنا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اس دلولہ پر مرتے دم تک باقی رہنا ہے۔

آج کل علماء سے قرآن سمجھنے کا رواج نہیں ہے۔ انٹرنیٹ سے قرآن سمجھنے کا رواج ہے۔ تو ایک ایک لفظ ہے۔

دیکھئے ـــــ!

یہ فرق تطہیر کعبہ کے لیے بھی ہے، قرآن کریم کی آیت:

طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَ الْعٰكِفِيْنَ ○ (البقرہ، آیہ ۱۲۵)

"اے ابراہیمؑ واسماعیلؑ! میرے گھر کو پاک کر"۔

ایک تو یہ ترجمہ کیا جاتا ہے عام طور پر بھی کیا جاتا ہے۔ ایک ہمارے علماء کا ترجمہ ہے۔ ہمارے علماء سے مطلب یہ ہے کہ معصومینؑ کے ارشادات کی روشنی میں جو ترجمہ ہے۔ تو دو ترجمے ہیں، لفظ ایک ہی ہے: طَهِّرَا بَيْتِيَ

حضرت ابراہیمؑ خانہ کعبہ مکمل کر چکے، حکمِ خدا آ رہا ہے کہ "اے ابراہیمؑ! خانہ کعبہ کو پاک کر"۔ یہ ایک ترجمہ ہے۔ "پاک کر" کا مطلب یہ ہے کہ اس سے پہلے خانہ کعبہ نجس تھا۔

جب رسولؐ خدا نے فتح مکہ کے موقع پر تین سو ساٹھ بتوں کو کعبہ سے نکال کر پھینکا اور کوڑے میں پھینکا سوائے ایک کے۔ سب سے بڑے بت کو وہاں پھینکا جہاں پیغمبرؐ نے یہ جملہ ارشاد فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے جب کبھی کوئی کعبہ کی زیارت کے لیے جائے، پہلے اس بت کو کچلے، اس پر پیر رکھے، اس کے بعد اللہ کے گھر کی زیارت کرے۔

تو خیر ـــــ!

اگر اس وقت یہ کہا جاتا کہ "اے حبیبؐ! خانہ خدا کو پاک کر"۔

تو سمجھ میں آتا کہ اس سے پہلے خانہ خدا بتوں کی وجہ سے نجس ہو چکا تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

مشرکوں کے ہاتھ میں جانے کی وجہ سے نجس تھا لیکن کعبہ کی بنیاد تو حضرت ابراہیمؑ نے رکھی ہے اور حضرت اسماعیلؑ نے بنایا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ و حضرت اسماعیلؑ کے ہاتھوں سے بنی ہوئی عمارت میں نجاست آئی کہاں سے؟

آپ دیکھیں ــــ!

معصومینؑ نے کہا: یہ "پاک کر" نہیں ہے بلکہ اس کا ترجمہ ہے: "پاک رکھ"۔

عام ترجمہ یہ کیا جاتا ہے کہ "پاک کر"۔ اور ہمارے یہاں ترجمہ ملے گا: "ابراہیمؑ و اسماعیلؑ! اس گھر کو پاک رکھو"۔

بلکہ منبر کی برکت سے آپ حضرات اس میں سب سے بہترین مثال آیۂ تطہیر کی سنتے ہیں۔ آیۂ تطہیر کے بھی دو ترجمے ہیں: ایک عام لوگوں نے ترجمہ کیا: "اللہ یہ چاہتا ہے کہ تمھیں پاک کرے"۔

جس کا مفہوم یہ ہے کہ ابھی پاک نہیں ہوا۔ اب اللہ چاہتا ہے تمھیں پاک کرے۔

ان لوگوں کے ہاں تو سمجھ میں آتا ہے۔ یہ ترجمہ جن کے ہاں رسولؐ بھی نجس ہیں جب تک کہ سینہ چاک کر کے کفر اور شرک کا دھبہ نکال کر باہر نہ پھینکا جائے۔ اس وقت تک رسولؐ پاک نہیں ہو سکتے لیکن جو عقیدۂ رسالت ہمارے پاس ہے، جو عقیدۂ امامت ہمارے پاس ہے اس میں آیۂ تطہیر جیسی مشہور آیت:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ○ (احزاب، آیہ ۳۳)

تو اب اس کا ترجمہ کیا ہوگا کہ اللہ نجاست کو دُور کرنا چاہتا ہے، یہ عام ترجمہ ہے، ہر جگہ آپ کو ملے گا، یا یہ کہ: "اے اہلِ بیتؑ! اللہ تم سے نجاست کو دُور کرنا چاہتا ہے"۔

Presented by Ziaraat.Com

یعنی ہے ابھی نجاست اب اللہ اسے دُور کرے گا۔ (معاذ اللہ)

اور ایک اہلِ بیتؑ کے ارشادات کی روشنی میں ترجمہ ہے: "اے اہلِ بیتؑ! اللہ تم سے نجاست کو دُور رکھنا چاہتا ہے"۔

وہ نجاست جو شروع سے ہی نہیں بلکہ ہر جگہ تمہیں اس سے دُور رکھنا چاہتا ہے۔ تو یہ ترجمے آٹھویں امامؑ کے حالات میں ہیں۔ پیغام وہاں یہ آرہا ہے کہ سنو! ایک ایک لفظ اپنی جگہ سے ذرا سا ہٹ جائے تو مطلب کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے۔

اب ایک عام آدمی یقیناً یہ کہے گا: مولانا! یہ جو آپ نے کہا کہ ہر آیت کو پڑھتے ہوئے اس کی شرائط کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ نہ تو ہمارے پاس اتنا علم ہے اور نہ ہی ہمارے پاس اتنا وقت ہے اور یہ جو آپ نے کہا ہے کہ ہر حدیث کو پڑھتے وقت اس کی شرائط کا خیال رکھو۔ ہر حدیث کی اتنی تفصیل میں جانے کا موقع ہمارے پاس کہاں ہے۔ اور یہ جو آپ نے کہا ہے کہ ایک ایک لفظ کے اندر یہ دیکھنا ہے کہ امام معصومؑ نے اس کی کیا ہمیں تشریح بتائی ہے اور کیا ترجمہ کیا ہے؟ تو اتنا علم ہمارے پاس کہاں ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نہ قرآن سمجھیں اور نہ ہی حدیث کو سمجھیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ آپ تقلید کریں۔ یہیں سے فلسفۂ تقلید سامنے آتا ہے۔ (صلواۃ)

بس ـــــ!

یہی بنیاد بنتی ہے مسئلہ تقلید کی۔ اعتراض کرنا آسان ہے کہ جی! ہم نہیں مانتے تقلید کو، ہم نہیں مانتے مراجع کو۔ لیکن جب تک کہ یہ بنیادی باتیں آپ کے واضح نہ ہوں تو آپ کا یہ اعتراض صحیح لگے گا۔

اور میں نے عرض کیا کہ ہر امامؑ نے ان باتوں کو واضح کیا لیکن فرق یہ ہے کہ

Presented by Ziaraat.Com

آٹھویں امامؑ کے زمانے میں ان باتوں پر زیادہ روشنی پڑتی ہے۔

تو یہ ساری باتیں آپ پر واضح ہوئیں کہ امامؑ نے قرآن وحدیث کو سمجھنے کا وہ طریقہ نہیں بتایا جو اندھوں نے ہاتھی کو سمجھنے کا بتایا کہ جتنا ٹکڑا ان کے ہاتھ میں آگیا تو وہی ہاتھی ہوگیا۔نہیں، بلکہ امامؑ نے اپنے علم سے سمجھایا۔

اور پھر جو ایک سوال آیا، نہ صرف یہ کہ اس کا جواب میں نے بلکہ الگ الگ مومنین کو ہدایت بھی کردی۔

جناب یونس ابن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ، جناب زکریا ابن آدم رضی اللہ عنہ یہ وہ امامؑ کے صحابی ہیں کہ ساری زندگی امامؑ ان کی تعریف کرتے رہے۔

الحمدللہ ــــ!

مرحوم ومغفور علامہ ذیشان جوادی صاحب اعلیٰ اللہ مقامہ کی نقوشِ عصمت نامی کتاب اور محنت کی وجہ سے کم از کم اتنا تو مجھے فائدہ ہے کہ میں آپ سے کہوں گا کہ جناب یونس ابن عبدالرحمٰنؓ کے بارے میں ایک پیراگراف ہے لیکن پڑھ لیجیے۔ زکریا ابن آدمؓ کے بارے میں ایک پیراگراف ہے لیکن پڑھ لیجیے۔

میں عرض کرنا چاہ رہا ہوں ــــ!

آٹھویں امامؑ نے خالی وہ چار اصول نہیں بتائے جن اصولوں کا خلاصہ ہی تقلید ہے۔

بھئی ــــ!

دو طریقے ہیں یا تو امام ڈائریکٹ کہیں: تقلید کرو یا امامؑ اِن ڈائریکٹ کہیں: تقلید کرو۔ دونوں طریقے آٹھویں امامؑ کے یہاں ہیں۔ یہ ساری چیزیں بتا کر مومن کو وہاں لے جانا چاہ رہے ہیں کہ مومن خود ہے۔

مولاؑ! میں کیسے اسلام کو سمجھوں؟ اور دوسری طرف باقاعدہ امامؑ نے نام لیا۔

Presented by Ziaraat.Com

ایک آدمی شہر قم سے آیا امامؑ کی خدمت میں، اس نے کہا: مولاؑ! ایک مسئلہ شرعی پوچھنے آیا ہوں۔

کہا: کیوں آئے ہو؟

اگر وہ کہتا کہ زیارت کے لیے آیا ہوں تو امامؑ سوال نہ کرتے لیکن اس نے کہا: میں مسئلہ شرعی پوچھنے آیا ہوں۔ تو امامؑ نے کہا: جب زکریا ابن آدم تمہارے درمیان ہیں اور اس پر مجھے پورا بھروسہ ہے اس سے پوچھنا ایسا ہے جیسے مجھ سے پوچھا ہے۔

یونس ابن عبدالرحمٰنؒ کے بارے میں امامؑ فرماتے ہیں: میں پسند کرتا ہوں کہ میرے شاگردوں میں تم جیسے ہوں۔ جاؤ مسجد نبویؐ میں وہاں جا کر بیٹھو اور لوگوں کو فتویٰ دو۔

امامؑ خود موجود ہیں اور آٹھویں امامؑ ہیں۔ تو یہ ساری چیزیں آٹھویں امامؑ کے حوالے سے میں بتانا چاہ رہا ہوں۔ میں پھر اپنا جملہ دہرا دوں: کب فتویٰ دوں؟ میرے ہوتے فتویٰ دو۔

امامؑ موجود ہیں اس کے باوجود بھی امامؑ مقرر کر رہے ہیں مگر وہی ہوا جو آج کے مراجع کے ساتھ ہوتا ہے بلکہ شاید اس سے بھی زیادہ۔ اور وہ یہ کہ مومنین کرام نے جناب یونس ابن عبدالرحمٰنؒ کی مخالفت شروع کر دی۔ مولاؑ کے پاس ایک دن زیارت کے لیے گئے۔ چہرہ اترا ہوا ہے، غمگین نظر آ رہے ہیں۔

امامؑ نے کہا: اے یونس! کیا لوگوں کی باتوں سے گھبرا گئے؟ کیا تمہارے لیے یہ کافی نہیں ہے کہ ہم تم سے راضی ہیں، ہم تم سے خوش ہیں۔ خالی! ہم کو دیکھو کسی اور کی کوئی پرواہ نہ کرو۔ (نعرۂ حیدری)

یہ ہیں ہمارا مراجع۔

Presented by Ziaraat.Com

اب آیئے ____!

پچھلے سال کی چوتھی مجلس میں جو دعا کے عنوان پہ ہو رہی تھی اور اس میں مَیں نے آپ کو ایک دعا یہ بتائی کہ خاص طور پر روزی اور ایسے ہر پریشانی کے لیے بہترین دعاؤں میں ایک۔

دیکھیے ____!

تمام باتوں کو روک کر میں ایک اعلان کر رہا ہوں۔ سورۂ طلاق کی دوسری اور تیسری آیت:

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ○ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۭ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ○

(الطلاق، آیہ ۲-۳)

جن لوگوں نے خالی ترجمہ پڑھا تھا ان لوگوں نے ہی کہا تھا: مولانا! ترجمہ پڑھتے ہی ہمارے دل نے گواہی دی تھی کہ یہ آیت کتنی strong آیت ہے۔

''جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے مخرج نکالتا ہے''۔

ابھی نیویارک میں یہ مجلس پڑھ کے آیا تو سمجھانا پڑا اگر آپ میں سے تو ہر ایک جانتا ہے: ''جو اللہ سے ڈرتا ہے تو اللہ ہر مصیبت، ہر آفت، ہر پریشانی سے نکلنے کے لیے ایک مخرج اس کے لیے بناتا ہے''۔

اللہ خود مخرج بنائے گا آپ کو ضرورت نہیں ہے زحمت اُٹھانے کی۔

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ

''اللہ پہ جو بھروسہ کرے تو اللہ اس کے لیے کافی ہے''۔

اور اللہ ایسی جگہ سے روزی دے گا جس کو آپ سوچ بھی نہیں سکیں گے۔

Presented by Ziaraat.Com

جب اللہ چاہے تو سب ہو جاتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ

"اللہ جس کام کا ارادہ کرے، اللہ اپنا کام پورا کر کے رہتا ہے"۔

قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا

"البتہ اللہ نے ہر چیز کے لیے ایک وقت رکھا ہے"۔

اس کا تمہیں انتظار کرنا ہے۔ تو یہ دعا، جس کو مانگ اپنے لیے مانگا کرو۔

اور یہ وہی آیت ہے جس کے بارے میں ہمارے۔ بچے کچھ سوال کرتے ہیں، ہمارے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں کہ ہم امریکہ جیسے ملک میں اپنی تعلیم حاصل کر سکیں۔ ہم بیٹھتے ہیں کاؤنٹر پر اور ایک آدمی شراب کی بوتل بھی ڈال دیتے ہیں تو کیا یہ جائز ہے؟

تو بھئی ــــــ!

یہ تو حرام ہے۔

تو وہ کہتا ہے: پھر میں کیا کروں؟

تو علماء جواب میں یہ آیت لکھتے ہیں:

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا

تم اللہ سے ڈرو اور اللہ پر بھروسہ کرو تو پھر دیکھو کہ پھر اللہ تمہارے لیے کیسے راستے بناتا ہے۔

یہاں "کیا کروں" کا کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔ اللہ پہ بھروسہ کرو اللہ تمہارے لیے روزی کا کوئی نہ کوئی ذریعہ بنائے گا اور ایک نہیں کتنے واقعات میں جانتا ہوں۔ جنھوں نے کہا: ارے! مرجع کو کیا پتہ، وہ تو نجف میں بیٹھے ہوئے، ہم تو نہیں چھوڑیں گے۔

Presented by Ziaraat.Com

اور ایک نے کہا: میں چھوڑوں گا اور آج وہ آدمی امریکہ میں چار مارکیٹوں کا خود مالک ہے جو خالی کیش کاؤنٹر پر بیٹھا کرتا تھا part time۔ اللہ پر بھروسہ کر کے اس نے دیکھا۔

ذکرِ مصائب

ورنہ تو ـــــ!

مشورہ ہر ایک نے دیا تھا: آقا حسینؑ! آپ کربلا جا کر کیا کریں گے آپ کوفہ اور شام جا کر کیا کریں گے؟

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ

عاشور کے دن آقا حسینؑ کا جواب یہی تھا:

"اے خدا! میرا سارا بھروسہ تجھ پر ہے، میری ساری اُمیدیں تجھ پر ہیں"۔

کل میرے عشرے کی آخری مجلس ہے اور جو کل کی مجلس ہے ہر سال کی طرح اس میں ایک مسئلہ ہے اور وہ یہ ہے اس مجلس کے فوراً بعد میری فلائٹ ہے اس لیے آج تک میں نے نو مجالس میں آپ کا خیال نہیں رکھا، آخری مجلس میں میری مجبوری ہے۔

دنیا کہہ رہی ہے: حسینؑ! کیا کرو گے کوفہ و شام جا کر؟ اور امامؑ فرماتے ہیں:

"خداوندا! میرا بھروسہ صرف تجھ پر ہے تو ہی میرا ثقہ ہے اور تو ہی میری اُمید ہے"۔

مگر ـــــ!

آقا حسینؑ جب جا رہے تھے تو حالات بھی یہ بتا رہے تھے کہ آقا حسینؑ! بڑا

Presented by Ziaraat.Com

امتحان دینے جا رہے ہیں۔ یزید کی اتنی طاقت ور حکومت سے ٹکرانا آسان نہیں تھا وہاں ہر آدمی مشورہ دے رہا ہے۔ مولاؑ! نہ جایئے، بڑا خطرناک علاقہ ہے۔

اور کوفہ جیسا بے وفا خطہ، جب آقا حسینؑ جا رہے ہیں تو ہر آدمی سمجھ رہا ہے۔ اصل مرحلہ یہ نہیں تھا۔ اصل مرحلہ تو تب تھا جب ہمارے آٹھویں امامؑ چلے تھے۔ اس وقت بظاہر ہر آدمی کو لگ رہا تھا کہ یہ آٹھواں تو بڑی اچھی جگہ پر جا رہا ہے۔ کربلا جاتے وقت اگر لوگ روک رہے ہیں تو وہ تو سمجھ میں آ رہا ہے مگر مدینے سے جب میرا آٹھواں امام چل رہا ہے تو ہر آدمی یہی سمجھ رہا ہے کہ امامؑ تو بڑی اچھی حالت میں جا رہے ہیں لیکن وہاں آٹھواں امامؑ فرما رہا ہے: "اگر میں ولی عہد بن کر جا رہا ہوں تو اس سے تم لوگ دھوکہ نہ کھانا"۔

چنانچہ ــــــ!

یہ چھوٹی روایت پڑھ کے مصائب کے بہت ہی مختصر سے جملے۔ ایک جملہ تو میں نے کل پڑھا تھا لیکن آٹھویں امامؑ مامون کے پاس جانے سے پہلے عمرہ کرنے مکہ گئے تھے، یعنی خانۂ خدا کو الوداع کہا، عمرے کی شکل میں، پھر مدینے آ کر روضۂ رسولؐ کو الوداع کہا۔

روایت یہ ہے کہ جب خانۂ خدا کا طواف کیا، ساتواں چکر پورا ہوا۔ حجر اسود کے نزدیک آ کر امامؑ دیوارِ کعبہ سے لپٹ گئے اور اتنا روئے کہ غلافِ کعبہ امامؑ کے آنسوؤں سے تر ہو کر معطر ہو گیا اور پھر امامؑ طواف کی نماز پڑھنے مقامِ ابراہیمؑ پر آئے۔ میرا نواں امامؑ جا کر حجر اسماعیلؑ میں بیٹھ گیا۔

یہ حج و عمرے کی ساری جگہوں کے نام اس روایت میں آئے۔ میرے نویں امامؑ جا کر حجر اسماعیلؑ میں بیٹھ گئے جن کی عمر اس وقت ساڑھے چار سال ہے۔ آٹھویں امامؑ نے طواف کی نماز مکمل کی۔ غلام سے کہا: جاؤ اب ہم چلنے والے ہیں،

Presented by Ziaraat.Com

جا کر میرے بیٹے کو لے کر آؤ۔ وہ غلام حجر اسماعیلؑ میں آیا، کہا: فرزندِ رسولؐ! آپ کو آپ کے بابا نے بلایا ہے۔

دیکھا کہ نواں امامؑ جو اتنا رو رہا ہے کہ باپ نے آنسوؤں سے غلاف کعبہ کو تر کر کے معطر کیا اور بیٹے کے آنسوؤں نے حجر اسماعیلؑ کی ساری زمین کو تر کر کے معطر کیا۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے ابھی یہاں پر بارش ہوئی ہے۔ ایک بار غلام گھبرا کر آیا آٹھویں کے پاس، کہا: آقا! میرے نویں امامؑ اس حالت میں بیٹھے ہیں۔

آٹھواں امامؑ حجر اسماعیلؑ میں آیا، کہا: بیٹا! تمہیں کیا ہوا؟

کہا: جس انداز سے آپؑ نے خانہ کعبہ کو الوداع کیا ہے اور ایک جملہ یہ کہا: اے کعبہ! آج تیری اور میری آخری ملاقات ہے، اس لیے مجھے اب یقین ہے کہ اب میں یتیم ہونے والا ہوں۔

چنانچہ ـــــ!

جب پلٹ کر امامؑ مدینے گئے تو وہاں سے جانا ہے مامون کے شہر۔

تو یہ روایت کا جملہ یاد رکھیں اور ذہن میں وہ روایت بھی رکھیے گا۔ کتنا فرق ہے دونوں روایتوں میں۔ آقا حسینؑ جب آخری رخصت کے وقت آئے تھے تو خالی سلام کہا تھا۔ اس وقت آٹھویں امامؑ کعبہ سے رخصت آج آپ نے سنا، روضۂ رسولؐ سے رخصت کل کی مجلس میں آپ نے سنا۔

روایت یہ ہے کہ جب گھر آئے اور سامان لے کر نکلے تو سارے گھر والوں کو جمع کیا۔ یہ جملہ آقا حسینؑ نے کربلا میں نہیں کہا ہے، یہ جملہ آٹھواں امامؑ مدینے میں کہہ رہا ہے۔ سارے گھر والوں کو جمع کیا اور کہا:

"میرے اُوپر گریہ شروع کرو، میرا ماتم کرو، اتنا ماتم کرو کہ تمہاری آواز بلند ہو جائے بس! یہ سمجھو کہ میں مرنے جا رہا ہوں"۔

Presented by Ziaraat.Com

کربلا میں آقا حسینؑ نے خالی سلام کیا ہے، بیبیاں خود سے رو رہی ہیں، یہاں آٹھواں امامؑ بیبیوں سے کہہ رہا ہے: ماتم کرو اتنا کہ تمہاری صدائے گریہ بلند ہو، یعنی گویا امامؑ کہہ رہے ہیں مجھے اس طرح رخصت کرو جیسے جنازے کو رخصت کیا جاتا ہے۔

سب روئے ہوں گے لیکن اس بہن پہ کیا گزری ہوگی کہ خاندان میں یا تو زینبؑ نے ایسی محبت حسینؑ سے کی ہے یا جنابِ معصومہ قم سلام اللہ علیہا نے اپنے بھائی آٹھویں امامؑ سے ایسی محبت کی ہے۔

زینبؑ نے اگر بھائی سے محبت کی تو جب بھائی مارا گیا تو زینبؑ نے لاشہ دیکھ لیا، معصومہؑ قم ایک بار بھیا کو رخصت کرنے کے بعد دوبارہ بھائی کی زیارت نہ کر سکی۔

ہاں ــــــ!

جب یہ تاریخیں آ رہی تھیں، دو سال گزر گئے۔ بہن بھائی کی زیارت سے محروم ہے تو خاندان والوں سے کہا: اب مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا۔ میں اکیلی عورت ہوں مگر میں قافلہ بنا کر جاؤں گی اور اپنے بھیا کی زیارت کروں گی۔

ایک عجیب قافلہ مدینے سے نکلا معصومہؑ قم کی قیادت میں۔ چل رہا ہے یہاں تک کہ ایران کے اس علاقے سے گزرا کہ راستے سے ذرا ہٹ کر قم شہر ہے اور قم وہ شہر ہے جہاں سارے مومنین رہتے ہیں۔ قم کے سردار کو پتہ چلا کہ ہمارے امامؑ کی بہن ہمارے علاقے سے ذرا ہٹ کر جا رہی ہے۔ ایک بار گھوڑے تیار کرائے تیز رفتار، چلتے چلتے راستے میں آ گیا۔ شہزادی محمل میں ہیں۔ ایک بار ہاتھ جوڑ کر کہا: شہزادی! آپ کے غلام اور آپ کی کنیزیں زیارت کے مشتاق ہیں۔ اپنے وجود سے ہمارے شہر کو برکت دیجیے اور اپنے چہرے کی زیارت سے ہماری عورتوں کو برکت دیجیے۔

شہزادی نے کہا: تمہاری درخواست میں مان لیتی لیکن خدا معلوم کل سے میرا کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا ہے۔ اللہ خیر کرے کہیں میرے بھیا پہ کوئی مصیبت تو نہیں آئی ہے؟

Presented by Ziaraat.Com

ایک بار سردار نے ہاتھ جوڑ دیے۔ آپ ہماری شہزادی ہیں۔ شہزادی! آپ کا نام فاطمہؑ ہے، آپ کو آپ کی دادی زہراؑ کا واسطہ ایک بار ہمارے شہر میں آجائیے۔

معصومہؑ کا دل نہیں مان رہا مگر اتنا بڑا واسطہ ملا تو ایک مرتبہ کہا: اچھا، میں صرف چند لمحات کے لیے آؤں گی، سواری سے نہیں اُتروں گی۔

سردار تو فوراً قم گیا وہاں استقبال کی تیاریاں ہوئیں اور اگلے دن پورے قافلے کا رُخ پھیرا گیا۔ یہ اُونٹوں پہ آرہے ہیں۔ قم کے اندر یہ قافلہ داخل ہوا۔

لیکن ـــــ!

اگر پہلے سے یہ روایت ہم نے نہ سنی ہوتی تو ہم تو یہی سمجھتے نا کہ شہزادی آرہی ہیں۔ ساتویں امامؑ کی بیٹی ہے، آٹھویں امامؑ کی بہن ہے۔ کتنا شاندار استقبال ہوا ہوگا۔ لیکن جیسے ہی معصومہ قم کی سواری قم داخل ہوئی تو معصومہؑ نے کہا: خدا خیر کرے یہ تو قم کا انداز ہی کچھ اور لگ رہا ہے۔ ہر طرف کالے علَم نظر آرہے ہیں، جس مرد کو دیکھو وہ کالے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ سواری چلتے چلتے شہر کے بیچ میں وہاں رُکی جہاں پہ آج معصومہؑ قم کا روضہ ہے۔

شہزادی گھبرا گھبرا کر پورے قم کو دیکھ رہی ہے۔ ایک سردار ہاتھوں کو جوڑتا ہوا قریب آیا، کہا: شہزادی فاطمہؑ! ہائے آپ ہمارا پُرسہ لیجیے، صبح صبح مرد سے خبر آئی ہے کہ ہمارا آٹھواں امام زہر سے شہید کیا گیا۔

بس ـــــ!

معصومہ قم نے ایک جملہ کہا: ہائے میرا بھیا! میں آخری زیارت بھی نہ کرسکی۔ غش کھا کر گریں اور اسی غشی کی حالت میں انتقال کیا۔

ماتمِ حسینؑ!...... ماتمِ حسینؑ!

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنقَلَبٍ يَّنقَلِبُوْنَ

Presented by Ziaraat.Com

مجلسِ دہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (النساء، آیہ ۶۴)

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (آل عمران، آیہ ۸)

۱۴۳۱ ہجری کے ایامِ عزا کا چھٹا عشرہ آج کی مجلس کے ساتھ اختتام کو پہنچ رہا ہے اور یہ عشرہ ذاتی طور پر جن حالات میں پڑھا گیا، کیونکہ میں منبر سے اپنے حوالے سے بات کرنے کا عادی نہیں ہوں لیکن کافی مومنین و مومنات کے علم میں ہے تو ذاتی طور پر میں جس امتحان سے گزر رہا تھا۔

الحمدللہ ــــــ!

کسی نہ کسی طریقہ سے یہ عشرہ تکمیل تک پہنچا۔ دوسری جانب مومنین کرام کی ایک خاصی تعداد زیارات پر گئی ہوئی تھی اور تیسری جانب اس پورے عشرے میں مسلسل و متواتر کچھ اتنی اہم اہم تاریخیں آئیں اور ان ہستیوں کی نسبت سے کچھ اتنے اہم ترین پیغام موجودہ دور میں دینا ضروری تھے کہ میں یہ فیصلہ ہی نہیں کر پا رہا تھا کہ کس موضوع پر بات کروں اور کس پر بات نہ کروں اور پھر ایک چوتھی بات ہو گئی

Presented by Ziaraat.Com

اور یہ بات میں بالکل اپنے انداز کے خلاف بیان کر رہا ہوں۔

دیکھیے ـــــ!

ایک جانب ہم لوگوں کا ایک مسئلہ ہے جو شاید آپ کے ذہنوں میں نہ ہو۔ ایک جانب یہ پرچہ میرے پاس ہے جس میں تحریر ہے۔ گزارش یہ ہے کہ پچھلے سال آپ نے وعدہ کیا تھا کہ آپ عذابِ قبر پر پوری مجلس پڑھیں گے اور ہم نے باقاعدگی سے آ کر آپ کی ساری مجلسیں اس لیے سنیں تا کہ یہ موضوع ہمیں سننے کو مل جائے لیکن صرف تھوڑی سی باتیں ہم کو سننے کو ملیں تو آپ سے گزارش ہے کہ کل کی مجلس میں عذابِ قبر کے بارے میں بتائیں۔

اچھا ـــــ!

کبھی کبھار جب مجلس پڑھنے والا منبر پر آتا ہے تو آپ کو نہیں پتا ہوتا کہ پانچ منٹ پہلے اس پر کیا قیامت ڈھائی جا چکی ہے۔ جس کی وجہ سے میں نے پچھلے سال بھی عرض کیا تھا کہ میں نے اب اپنی ایک عادت بنا لی ہے کہ ایسے پرچے جو مجلس سے آدھا گھنٹے پہلے تک ملیں ان کو میں پڑھتا ہی نہیں اور اب میں بہت احتیاط کے ساتھ ایک جملہ عرض کر رہا ہوں لیکن یہ جملہ اپنی ایک بہت بڑی حقیقت ہے۔ بعض لوگوں کو یہ معلوم ہے کہ کسی کی بھی توجہ ہٹانے کے لیے اگر ذہنی طور پر اس کو پریشان کر دو۔

بھئی ـــــ!

اگر میری مجلس آپ کو پسند نہیں ہے، میرے کسی جملے سے آپ کو اختلاف ہے، میری کسی بات کو آپ خلافِ اسلام سمجھ رہے ہیں تو پھر مجرم میں ہوا نا۔ میرے مرحوم باپ کا یا میری مرحومہ ماں کا کیا قصور ہوا ہے۔

اب اس انداز سے باتیں کی جاتی ہیں کہ میں صرف ایک جملہ کہہ کر آگے

Presented by Ziaraat.Com

بڑھ رہا ہوں تو ایک طریقۂ کار ہوتا ہے۔ کبھی کسی خطیب، ذاکر یا عالم کی توجہ کو ہٹا کر اس کی مجلس کو اس انداز سے گھما پھرا دینا کہ ذہن ہی اس کا حاضر نہ ہو۔

تو خیر ــــ!

یہ مختلف خواہشات جمع ہوتی ہیں لیکن جب آخری مجلس ہو اس عشرے کی تو ایک تو وضاحت یہ کرنا ہوتی ہے کہ جو باتیں رہ گئیں ہیں، جو وعدہ پورا نہیں ہوا اس کی وجہ کیا تھی؟

اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ تاریخیں کچھ ایسی بن گئیں جس میں سب سے پہلی بات سب سے اہم ہے۔ یہ ان خواتین اور دیگر بعض مومنین کا بھی جواب ہے جو اس انداز سے میرے پچھلے سال کے جملے کو یاد کر کے بیٹھے ہیں۔

اور دوسری بات یہ تھی کہ بس! آج کوئی نئی بات کہنے کا موقع نہیں ہے۔ جو باتیں اب تک بیان ہوئی ہیں ان کو جلدی جلدی بیان کر کے نتیجہ تک پہنچنا ہے اور یہی وجہ ہے کہ آج میں نے عشرہ کی درمیانی مجلس والی دونوں آیتیں پھر تلاوت کر دیں۔ پہلے چند دن پہلی آیت، آخری چند دن دوسری آیت، اور آج آخری دن دونوں آیتوں کی تلاوت کی گئی۔ پہلی آیت سورۂ نساء کی ہے جو زیارت کی اہمیت بتا رہی ہے کہ آؤ رسولؐ کے پاس اور رسولؐ سے اپنے حق میں دعا کرواؤ۔

تو قرآن نے زیارت کے دو فائدے تو اس آیت میں بتا دیئے۔ فائدے بہت سارے ہیں قرآن نے یہ نہیں کہا کہ صرف یہی دو فائدے ہیں۔ دو دن بلکہ تین دن سے میں ایک ہی لفظ کو بار بار تکرار سے بیان کر رہا ہوں اور وہ یہ ہے کہ الفاظِ قرآنی کو سمجھنا ایک ایک لفظ کی اپنی اہمیت ہوتی ہے۔ دو تین دن تک تو "اُن اور جن" تک بات چلتی رہی۔ اُن مومنین کو نجات ملی، اُن نمازیوں پہ عذاب ہو، یہی "اُن" چلتا رہا لیکن اس کے علاوہ ایک لفظ اور بھی یاد رکھیے ۔صرف ۔ ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

قرآن کریم کی جس آیت میں لفظ "صرف" آجائے اس کا پیغام الگ ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ صرف مطلب یہیں تک ہے اور جن آیتوں میں لفظ "صرف" نہ آئے، کہا گیا کہ نماز کا یہ فائدہ ہے۔

اب ایک آیت کا اگر ایک ترجمہ یہ ہو کہ صرف یہ فائدہ ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ نماز اسی مقصد کے لیے پڑھی جارہی ہے اور اگر کہا جائے کہ نماز کا فائدہ یہ ہے کہ یہ تمہیں گناہ سے بچاتی ہے مگر یہ نہیں کہا کہ صرف یہ فائدہ ہے۔

تو زیارت کے لیے جو آیت آئی اس میں لفظ "صرف" نہیں ہے اس میں تو یہ ہے کہ دو فائدے تو یقیناً ملیں گے، اللہ توبہ قبول کرے گا اور اللہ رحمت نازل کرے گا۔

اب پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمیں ضرورت ہے اللہ سے توبہ قبول کروانے کی کہ کیا ہم کسی سے گناہ گار ہیں جو ہمیں توبہ کروانے کا مرحلہ ہے۔ ہم تو آلِ محمدؐ کے ماننے والے ہیں اور آلِ محمدؐ کا ماننے والا بقول بعض مومنین کے، خودساختہ عقیدے کے مطابق اس کا تو گناہ ہی نہیں ہوتا۔ جب گناہ ہی نہیں ہوتا تو توبہ کس بات کی ہوئی۔

لیکن ــــــ!

اس کا جواب تو میں کیا دوں، مجھ سے اچھے انداز میں ابھی ابھی یہ بچہ دے کر گیا ہے، جس آیت کو اس نے سرنامۂ کلام بنایا تھا:

لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا

کتنے بہترین انداز میں اس نے جملہ کہا اور وہی ایک جملہ ہی کافی تھا۔ وہ یہ کہ اگر معصومؑ کی شان کو ماننا ہے تو معصومؑ کے فرمان کو بھی ماننا ہے۔ معصومؑ کے نام کو ماننا ہے تو معصومؑ کے کام کو بھی ماننا ہے۔ معصومؑ کی ذات کو ماننا ہے تو معصومؑ کی بات کو

Presented by Ziaraat.Com

بھی ماننا ہوگا۔

یہی جملہ جو ابھی آپ اس بچے سے سن رہے تھے مگر ــــــ!

بات یہ ہو رہی تھی کہ قرآن کے دو فائدے جو قرآن نے بتائے "صرف" کہہ کر نہیں بتائے۔

اچھا ــــــ!

آپ کہیں یہ نہ کہہ دیں کہ مولانا! کیا قرآن میں کسی پیغام میں صرف آیا بھی ہے یا نہیں۔

جی ہاں ــــــ!

آیا ہے قرآن میں لفظ صرف، قرآن میں بھی آیا ہے، تاریخ میں بھی آیا ہے۔ قرآن میں صرف کہاں آیا؟

ایک تو آیا:

قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی

(الشوریٰ، آیہ ۲۳)

اس کا ترجمہ فقط یہ نہیں ہے کہ "میں تم سے مودتِ قربیٰ مانگتا ہوں" بلکہ ترجمہ اس کا یہ ہے کہ "میں صرف تم سے ایک ہی چیز مانگتا ہوں اور وہ ہے مودتِ قربیٰ"۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ○ (احزاب، آیہ ۳۳)

اس کا ترجمہ یہ نہیں ہے کہ "اے اہلِ بیتؑ! اللہ نے نجاست کو تم سے دور رکھا ہے بلکہ ترجمہ یہ ہے کہ "اللہ نے نجاست کو صرف تمہی سے دور رکھا ہے"۔

اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ رٰكِعُوْنَ (المائدہ، آیہ ۵۵)

Presented by Ziaraat.Com

اس کا ترجمہ یہ نہیں ہے کہ "تمہارا مولا اللہ ہے، رسولؐ ہے، اور حالتِ رکوع میں زکوٰۃ دینے والا ہے" بلکہ ترجمہ ہے: "تمہارے صرف یہی تین مولا ہیں ان کے علاوہ کوئی چوتھا مولا ہو ہی نہیں سکتا ہے"۔ جبرئیلؑ تک نے جب یہ کہا: تو وہ لفظ صرف ہے۔

لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوْالْفِقَار

ترجمہ یہ نہیں ہے کہ "بہادر علیؑ ہے" بلکہ ترجمہ یہی ہے کہ "بہادر تو صرف اس کائنات میں علیؑ ہے"۔ تلوار اس کائنات میں صرف ذوالفقار ہے۔ (نعرۂ حیدری)

تو میں نے اس لیے کہا نہ ہو کہ کوئی دشمنِ اہلِ بیتؑ یہ کہے کہ قرآن میں تو صرف ہے نہیں۔

تو میں نے کہا کہ نہیں قرآن نے تو کئی جگہ پر اس کو استعمال کیا ہے۔ زیارت میں لفظ صرف نہیں آیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ زیارت کے اور بھی بہت سارے فائدے ہیں۔ دو تو قرآن نے بتائے، ان میں ایک اہم ترین فائدہ جو گویا نہ صرف یہ کہ میری اس سال کی بعض مجالس میں کیے جانے والے سوالات کا جواب ہے بلکہ ساری زندگی جس عنوان پہ میں مجلس پڑھتا رہا۔

دیکھیے ــــــ!

ایک تو جواب آپ کو مَیں نے کل دیا تھا اور وہ یہ کہ اگر کوئی آدمی ان باتوں سے گھبرا کر یہ پوچھے کہ امامؑ یہ بھی فرماتے ہیں کہ ہر آیت اور روایت کی شرائط کو پڑھو۔ امامؑ یہ بھی فرماتے ہیں کہ ترجمے میں ایک ایک لفظ کا خیال رکھیں۔

تو آیئے ــــــ!

اپنے اصل بیان کی طرف چلتے ہیں لیکن اس سے پہلے ایک سوال کا جواب دینا ضروری ہے وہ یہ کہ کیا امام بارگاہ کی تعمیر میں خمس دینا ٹھیک ہے؟

Presented by Ziaraat.Com

خمس جو ہے وہ آپ نے اپنے مرجع تقلید کی اجازت کے بغیر اس کا سہم امام والا حصّہ، نیکی کے کسی بھی کام میں نہیں دے سکتے۔ اس کے لیے آپ کو اجازت لینا پڑے گی اپنے مرجع تقلید سے۔

تو خیر ــــــ!

اب مولانا! اس دور کے اندر ہم کس طریقے سے اس دین پر عمل کریں، جو آپ کی گفتگو سے پتہ چلتا ہے؟

تو اس کا ایک جواب تو پہلے آ گیا کہ ان مسجدوں کو ان امام بارگاہوں کو، اس منبر کو، حسینؑ کی قائم کی ہوئی اس بنا کو، سجادؑ اور زینبؑ کی بچھائی ہوئی اس صفِ عزاء کو بہت غنیمت سمجھئے ـــ (صلواۃ)

یہ آپ کو بہت سارے فوائد ادا کرتی ہے جس کا آپ کو بھی اندازہ نہیں۔ لیکن اس کے علاوہ خود زیارت۔

اب میں بہت احتیاط کے ساتھ ایک جملہ کہہ رہا ہوں۔ کیا وجہ ہے کہ تقریباً ہر دور اور ہر زمانے میں حکمرانوں نے زیارات پر پابندی لگائی، خاص طور پر کربلا، امام حسینؑ شہید ہو گئے۔ اب اگر حسینؑ کا روضہ بنا ۔ تو وہاں جانے سے کیوں روکا جا رہا ہے؟ ــــــ پوری تاریخ دیکھ ڈالیے، عصرِ حاضر تک۔

بس ــــــ!

اس سے زیادہ میں نہیں کہنا چاہتا، ایک تو واقعات اتنے ہیں، متوکل کا آپ نے واقعہ سنا ہوگا۔ آخری زمانہ بھی سنیں اور بیچ کا زمانہ بھی بھرا ہوا ہے حتیٰ کہ جو بیت الحزن کے لیے روایت ہے۔ یہ تاریخیں شہزادی کی وہ تاریخیں ہیں کہ

صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبٌ لَوْ اَنَّهَا
صُبَّتْ عَلَى الْاَيَّامِ صِرْنَ لَيَالِيَا

Presented by Ziaraat.Com

شہزادی اپنا یہ لکھا ہوا نوحہ انہی تاریخوں میں پڑھ رہی ہے۔ اٹھائیس صفر کو بابا دنیا سے گئے، انتیس صفر کو شہزادہ محسنؑ شہید ہوا اور شہزادی کا یہ نوحہ شروع ہوا۔

تو وہاں کی ایک روایت کہ جب پابندی لگائی گئی تو شہزادی شہر سے باہر ایک درخت کے نیچے جا کر ماتم کرتی ہیں جو ہر اعتبار سے باغات میں گھرا ہوا ہے۔ درخت تک کاٹ پھینک دیا گیا تو شہزادی واپس آ گئیں۔ ایک دن شہزادی وہاں گئیں۔ دیکھا آج صبح درخت کٹا ہے۔ اسی جلتی ہوئی دھوپ میں بیٹھ کر بی بی۔ نے اپنے بابا کا ماتم شروع کیا۔

اسیران کربلا کے لیے تو یہ ہے کہ ایک سال زندان شام میں قید رہے تو ابھی جیسے ہماری قوم کا یہ ہونہال بچہ مصائب میں پڑھ رہا تھا کہ وہاں ہوا بھی نہ گزرتی تھی۔

زندان شام میں، ایک سال قید رہنے کی وجہ سے سیدانیوں کے چہرے کی رنگت بدل کر رہ گئی مگر شہزادی کے بارے میں ہے کہ اسی دن جب شام کو آئیں، صبح سے لے کر شام تک جلتے ہوئے سورج کے نیچے بیٹھی ہوئی ہیں اور سارا دن شہزادی اس آگ میں جلتی رہتیں۔ بابا کا ماتم نہیں چھوڑا ہے۔

اور مولاؑ نے جب پوچھا: اے بنتِ رسولؐ! یہ کیا وجہ ہے کہ سارا جسم جلا ہوا ہے؟

کہا: ظالموں۔ نے وہ درخت کٹوا کر پھینک دیا ہے۔

یہ بیت الحزن کے بارے میں ہے نا مگر یہی روایت ہارون رشید کے بارے میں نہیں ہے کیا، جو آتا ہی اس بات پر ہے یعنی تخت خلافت اس نے کیوں سنبھالا؟ صرف یہی وجہ تھی نا کہ آلِ محمدؐ کو ستانا ہے۔

ایک صاحب کے بارے میں تو آپ نے جملہ بہت سنا ہوگا۔ اس کے باپ

Presented by Ziaraat.Com

نے پوچھ لیا: بھائی! تم نے میرے میں کیا چیز دیکھی کہ اس کو حکمران بنا دیا؟

لوگوں نے کہا: وہ بزرگ بہت ہیں، عمر میں زیادہ ہیں۔

تو کہا: پھر میں تو اس کا بھی باپ ہوں، اس سے زیادہ خلافت کا حق دار تو مجھے ہونا چاہیے۔

کبھی باپ بیٹے کے بارے میں بولتا ہے تو کبھی بیٹا باپ کے بارے میں بولتا ہے:

بیٹا کون بولا؟ یزید کا بیٹا۔

ذرا دیکھئے ــــــ!

کتنا عظیم وہ بیٹا بنا جو اپنے باپ کے کردار کو بیان کر کے خلافت کو چھوڑ کر جا رہا ہے۔

تو بہرحال ــــــ!

ہارون، کس بات کے اُوپر حکمران بنا؟

وہ حکمران بنا امام حسینؑ کے خون کے نام پر کہ آلِ محمدؐ پر بڑا ظلم ہوا ہے۔ ہم بھی آلِ محمدؐ ہیں۔ ہم نے اس ظلم کا انتقام لینا ہے لیکن ہوا کیا؟

کربلا میں امام حسینؑ کی قبر کے سرہانے بیری کا ایک درخت تھا جس کے سائے میں بیٹھ کر زائرین زیارت پڑھتے تھے اور ایک بار اس نے یہ درخت کٹوا کر پھینک دیا۔

ایک محدث، جو اسی زمانے کے تھے، انھوں نے ایک حدیث رسولؐ پڑھی:

لَعَنَ اللّٰهُ عَلٰى قَاطِعِ السِّدْرِ

"اللہ کی لعنت ہو بیری کا درخت کاٹنے والے پر"۔

وہ کہتے تھے: یہ حدیث دیکھ کر میں حیران ہوتا ہوں کہ آخر یہ بیری کے درخت

Presented by Ziaraat.Com

کی خصوصیت کیا ہے؟

جس دن اس کو یہ خبر آئی کہ ہارون نے وہ بیری والا درخت کٹوایا ہے جو قبر حسینؑ پہ سایا کر رہا تھا تب یہ حدیث رسولؐ میری سمجھ میں آئی۔

سوال کیوں پیدا ہو رہا ہے؟ متوکل ہاتھ پاؤں کیوں کٹوا رہا ہے۔ ہارون ایک ایک سایہ تک برداشت نہیں کر رہا۔ یہ پابندیاں کیوں لگ رہی ہیں۔ اسی کی ایک اہم وجہ تاریخ میں آئی ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ زیارت آپ کو ثواب دلواتی ہے، توبہ قبول کرواتی ہے ـــــ (صلواۃ)

ذکرِ مصائب

ایک جملہ ریاض القدس کا آپ کے سامنے پڑھنا ہے اور مجلس کو تمام کرنا ہے۔ آٹھویں امامؑ کے بارے میں جو جملہ میں نے پڑھا تھا اس سے ربط دے کر اور وہ یہ ہے کہ جب گیارہ محرم کو قافلہ چلا۔ تو میں نے جملہ بھی پڑھا تھا تا کہ باپ اگر مشہد میں شہید ہوا ہے اور بیٹا ہزاروں میل دُور مدینے میں ہے تو اعجازِ امامت سے آ کر اپنے ہاتھوں سے اپنے بابا کو غسل وکفن دے کر دفن کرتا ہے۔

اور میرا جملہ یہ تھا کہ اگر حکمِ خدا ہو تو بابا کا لاشہ آنکھوں کے سامنے ہے اور بیٹا اُونٹ کے اُوپر بیٹھا ہوا قتل گاہ میں باپ کا بے گور وکفن لاشہ دیکھ رہا ہے۔ طاقت رکھتا ہے لیکن حکمِ خدا سے رُکا ہوا ہے۔ مگر امتحان یہاں تک تھا اور جب اجازت ملی تو میرا یہی مظلوم آقا، یہ بھی راہ کوفہ سے اعجازِ امامت سے آتا ہے کربلا میں۔

اور آج زائرین جن قبروں کی زیارت کرتے ہیں ان قبروں کو بنانے والا میرا مظلوم آقا سجادؑ ہے۔

ایک ایک لاشے کو اپنے ہاتھ سے دفن کیا۔

Presented by Ziaraat.Com

اب اتنی سی بات ـــــ!

حسینیؑ قافلہ چلا لیکن جب حسینیؑ قافلہ آیا کربلا میں تو قبیلۂ بنی اسد سے وعدہ لیا تھا نا، ہمارے لاشوں کو دفن کرنا۔ جب یہ قافلہ چلا گیا، پہلے کچھ دن تو بنی اسد ڈر کے مارے گھروں سے باہر نہ نکلے۔

عزادارو ـــــ!

بنی اسد کا قبیلہ گھروں سے نکلا، لیکن جب یہ مرد گھروں سے نکل رہے تھے تو عورتیں تڑپ کر سامنے آئیں۔ آقا حسینؑ نے خالی تم سے وعدہ نہیں لیا تھا، ہمیں بھی بلا کر ہم سے وعدہ لیا تھا۔ ہم بھی جائیں گی میدانِ کربلا میں، بچے تڑپ کر سامنے آئے، کہا: ہم کو بھی آقاؑ نے بلایا تھا اور ہم سے کہا تھا: مٹھیوں میں خاک لے کر ہمارے لاشوں پر ڈال دینا۔ ہم بھی دفن کے عمل میں شریک ہوں گے۔ سارا قبیلہ ایک بار روتا ہوا میدانِ کربلا پہنچا۔

دیکھا! سارے لاشے پڑے ہیں۔ یہ یقین ہے کہ ان میں یزیدی کوئی لاشہ نہیں ہے۔ وہ تو اپنے لاشے لے کر چلے گئے۔ یہ سارے اصحابِ امامؑ کے لاشے ہیں۔

مگر ـــــ!

مسئلہ یہ ہے کہ لاشے پہچانے نہیں جا رہے۔

سردار قبیلہ نے کہا: ہم چونکہ لاشے نہیں پہچان سکتے لہٰذا ایک بڑی قبر کھودتے ہیں، گنجِ شہیداں آج بھی آپ وہاں جاتے ہیں۔

کہا: ایک بڑی قبر کھودتے ہیں اور سارے لاشے ایک بار اس میں دفن کر دیں گے۔ وہ بڑی قبر تیار، پہلا لاشہ اٹھایا کہ راہِ کوفہ سے آواز آئی: ذرا ٹھہر جاؤ، میرا انتظار کرو۔ میں آ رہا ہوں۔

Presented by Ziaraat.Com

جب وہ قریب آیا تو کیا گلے میں طوق تھا، ہاتھوں میں ہتھکڑیاں تھیں، پاؤں میں بیڑیاں تھیں۔ اُونٹ پر بیٹھ کر آ رہا ہے۔ قریب آئے، اُونٹ کو بٹھایا۔

سردار سے کہا: تم کس بات سے پریشان ہو؟

کہا: پہچان میں نہیں آ رہا ہے کہ کون سا لاشہ کس کا ہے؟

کہا: آؤ میرے ساتھ چلو، میں بتاؤں۔ یہ لاشہ اُٹھاؤ، یہ حبیب ابن مظاہرؓ کا لاشہ ہے۔ یہ مسلم ابن عوسجہؓ کا لاشہ ہے، یہ ہلال نافع بجلیؓ کا لاشہ ہے، یہ بریر ہمدانیؓ کا لاشہ ہے۔ یہ جونؓ کا لاشہ ہے، ایک ایک لاشہ بتایا جاتا ہے اور دفن کرایا جاتا ہے۔

اب ایک لاشہ نظر آیا، آنے والا ایک بار کمر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

سردار نے پوچھا: یہ کس کا لاشہ ہے؟

کہا: یہ حسنؑ کے لال قاسمؑ کا لاشہ ہے۔

آگے بڑھے دوسرا لاشہ نظر آیا: کہا: یہ علی اکبرؑ کا لاشہ ہے۔

اب سارے لاشے دفن ہوگئے۔ ایک آخری لاشہ بچا۔ آنے والے نے آخری لاشے پہ نگاہ ڈالی، ہائے میرا بابا! ارے میں یتیم ہوگیا، غش کھا کر گر پڑا۔ جب ہوش آیا تو سردار نے پوچھا: یہ کس کا لاشہ ہے؟

کہا: یہ رسول کا نواسہ ہے، یہ علیؑ کا بیٹا ہے، یہ زہراؑ کا لختِ جگر ہے۔ یہ حسینؑ مظلوم کا لاشہ ہے۔

سردار نے کہا: پھر یہ لاشہ دیکھ کر آپؑ نے کیوں کہا کہ میں یتیم ہوگیا، آپ کون ہیں؟

ایک مرتبہ کہا:

اَنَا عَلِیُّ ابْنُ الْحُسَیْنِ

''میں اسی حسینؑ کا وارث علیؑ ہوں''۔

Presented by Ziaraat.Com

بس عزادارو ـــــ!

اب باباؑ کا لاشہ دفن کیا۔ پورا کربلا کا میدان خالی ہو گیا۔

سردار نے کہا: مولاؑ! اب ہم اپنے گھر جا رہے ہیں آپؑ بھی ہمارے مہمان بنیں۔

مولا سجادؑ نے کہا: فریضہ ابھی کہاں ادا ہوا۔ ارے! فرات کے کنارے چلو۔ ایک لاشہ باقی ہے۔

اور وہ لاشہ اس حالت میں نہ تھا کہ اٹھایا جاتا۔

تاریخ کا جملہ ہے: آقا سجادؑ نے چٹائی منگوائی، چٹائی پہ بدن کے ٹکڑے جمع کیے۔

سردار نے کہا: یہ کس کا لاشہ ہے؟

کہا: یہ میرے چچا عباسؑ کا لاشہ ہے۔

ماتمِ حسینؑ!...... ماتمِ حسینؑ!

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

Presented by Ziaraat.Com